يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِيَآءَ ۔ القرآن

عیسائیت کے متعلق بین الاقوامی معیار کے مطابق علمی و تحقیقی کتاب

تحفۂ عیسائیت

فاتح عیسائیت مبلغِ اسلام پیر عبدالشکور رضوی لاہوری

ناشر: جامعہ اہلسنت
لاجپت روڈ - شاہدرہ
لاہور (پاکستان)

علمائے اسلام سے اپیل

(۱) دینی اداروں میں باقاعدہ نصاب میں عیسائیت اور اسلام کے متعلق مضمون پڑھائیں۔

(۲) جب بھی محافل و مجالس منعقد ہو، اس میں کم از کم ایک مبلغ کو عیسائیت اور اسلام کا موضوع دیں۔

(۳) کوئی رسالہ، کتاب شائع کریں تو اس میں "عیسائیت اور اسلام" کے موضوع پر تھوڑا بہت ضرور لکھیں۔

(۴) ہنگامی بنیادوں پر عام مسلمانوں کو بتائیں کہ عیسائیت کس قدر مسلمانوں کے لئے خطرناک زہر ہے۔ اور قرآن مجید نے عیسائیوں کو کافر اور مشرک کہا ہے۔ لہٰذا ان سے ہر طرح کا سوشل بائیکاٹ ضروری ہے۔ اور عیسائی بین الاقوامی سطح پہ مسلمانوں کا دشمن ہے، لہٰذا اس سے رشتہ داری، اکٹھے برتنوں میں کھانا پینا اور میل جول رکھنا حرام ہے۔

نوٹ : ہر طرح کی معلومات اور تعاون کے لئے متحدہ مسلم محاذ کے مرکزی دفتر **جامعہ اہلسنّت**، چوک یامحمد، لاجپت روڈ، شاہدرہ، لاہور سے رابطہ کریں۔

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
پیش لفظ	2
بوجھو تو جانیں	3
علماء اسلام سے اپیل	4
فیصلہ کن خطاب خداوند	5
نصاری کا شبہہ اور اس کا جواب	9
عقیدہ وانیت عقیدہ تثلیث	15
ابطال عقیدہ تثلیث	17
ورثہ حضرت خلیل کون؟	20
الوہیت کا معیار اور خدائی فیصلہ	25
تثلیثی عقیدہ کا رد	48
مسئلہ تثلیث میں محقق علماء کا فیصلہ	59
لطیفہ و مکالمہ دلچسپ	60
بائیبل میں تضاد ہی تضاد	74
سوہنے آقا اور اسلام پر اعتراضات کے جوابات	86
ڈیڑھ سال میں پانچ سالہ بچی کا حفظ قرآن مجید	107
اقسام علم غیب	108
اناجیل میں مدنی آقا کی بشارتیں	114
حضرت لوط اور دیگر انبیاء کی شان میں فحش ترین گستاخیاں	117
عیسائی ہی اسلام کا دشمن عظیم ہے	127
حضرت عیسی کے بعد عیسائیت کا حال	130
دینی نظام کے چار دور	132
مسیحیت کی بنیاد توراۃ انجیل کی تحقیق	135
اناجیل اربعہ اور انجیل برناباس	140
برنابا انجیل کی اہمیت	142
رسول اللہ کی بشارتیں	143
اناجیل اربعہ اور انجیل برنابا کی روشنی میں عیسائیت	144
ایتھین ڈیبیہ سمیت کے متعلق	147
انجیل برناباس عیسائی کی نظر میں	150
پولس اور مسیحیت	153
اہل کتاب کون ہیں ؟	157
قرآنی فیصلہ اہل کتاب کون ؟	162
عقیدہ الوہیت اور حضرت عیسی	164
شرائع سابقہ کا ابطال	167
قران کی نظر میں اہل کتاب اور مسلمانوں کا اتحاد	168
فوجی اور جنگی معاملات	171
رسول اللہ کی احادیث	173
ایک شبہ کا ازالہ اور عیسائیوں کو دعوت	
اسلام چاند پر اذان	175
جرمن عیسائیوں کا قبول اسلام	177
دہشت گرد عیسائی ہیں	181
اکیس سوالات اور برناباس کا بلند مقام	182
عیسائی عقیدہ اور اسلامی عقیدہ	186
تقریظ	188

انگلش زبان میں آخری ورقے

نام کتاب	تحفہ عیسائیت
مصنف	پیر عبدالشکور رضوی لاہوری
تعداد اشاعت	بار اول 1100 -- 1994ء
	بار دوئم -- 2200 --- 1996ء
	بار سوئم --- 5000 --- 1999ء
ناشر	شعبہ نشرو اشاعت
	جامعہ اہلسنّت لاجپت روڈ شاہدرہ لاہور پاکستان

Rs60.00

نوٹ : اس کتاب میں جہاں بھی نقطے، زبر، زیر، پیش، حروف یا الفاظ میں کتابت یا پرنٹنگ کیوجہ سے غلطی دیکھیں تو ہمیں مطلع فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درستگی ہو سکے۔

شکریہ

پیش لفظ

ہادی برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تبلیغ اسلام کیلئے ھ میں مدینۃ المنورۃ سے بادشاہوں، امراء، قیصر و کسریٰ کو مراسلات بھیجے اور اپنے غلاموں کو حکم فرمایا کہ بلغوا عنی ولو آیۃ - "میری طرف سے تبلیغ کرو خواہ آیت ہو"- اسی حکم کے تحت صحابہ کرامؓ سے لے کر آج بھی علماء حق اپنی ہمت کے مطابق تبلیغ کر رہے ہیں۔ اسلام کے علاوہ کسی دوسرمذہب میں تبلیغ کا حکم نہیں ہے۔ بدھ مذہب، ہندو مت، جین مت، یہودی مذہب اور عیسائی مذہب والے اپنی کسی کتاب میں اپنے مذہب کی تبلیغ کا حکم نہیں دکھا سکتے۔

مثلاً، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام خود فرماتے ہیں:

ورسولا الٰی بنی اسرائیل - (القرآن)

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (انجیل متی ۱۵٫۲۴)

بہر حال میں نے حضور پر نور رحمت اللعلمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد پاک کی تعمیل کرتے ہوئے فریضہ تبلیغ ادا کیا ہے۔ چونکہ عام عیسائی کو پتہ ہی نہیں کہ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام والا مذہب عیسائیت کیا ہے اور موجودہ عیسائیت کیا ہے۔

موجودہ بائیبل سے اناجیل کے حوالہ جات آپ دیکھیں گے کہ کون سی گندی گالیاں حضرت عیسیٰؑ کو نہیں دی گئی کون سا الزام اور تہمتیں انبیاء کرامؑ پہ نہیں لگائیں گئیں۔ اتنی فحش کلام درج ہے کہ پڑھنے والا پریشان ہو جاتا ہے۔ شاید نہیں بلکہ یقیناً جو کوئی عقل مند عیسائی تعصب اور ضد سے ہٹ کر میری اس کتاب "تحفۂ عیسائیت" کو پڑھے گا۔ وہ نور اسلام سے ہدایت پائے گا۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد کسی کو دکھ پہنچانا نہیں بلکہ صرف اور صرف تبلیغ اسلام ہے۔ اللہ کریم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

غبار راہ علماء حق :

عبدالشکور رضوی لاہوری

غور کرو، بوجھو تو جانیں

۱۔ گلے میں ٹائی باندھنا کس کی ایجاد ہے۔

۲۔ داڑھی منڈوانا کس کی یاد تازہ کرتی ہے۔

۳۔ سر پہ حجامت میں (بودے) انگلش بال بنوانا کس کی یاد ہے۔

۴۔ عورتوں کا بال کٹوانا۔ عورتوں کا پتلون پہننا۔ عورتوں کا ایسا لباس پہننا کہ جس سے جسم کی نمائش ہوتا کہ عام آدمی بھی عیاشی کی نظر سے دیکھے۔ عورتوں کا غیر مردوں سے اس طرح گفتگو کرنا کہ دل میں رچ بس جائے۔ بتائیے کس مذہب کا طریقہ ہے۔

۵۔ تالیاں بجا بجا کر کسی کو داد دینا کس مذہب کی نشانی ہے۔

۶۔ کھڑے ہو کر کھانا پینا، کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، چلتے پھرتے کھانا پینا، غیر مردوں اور غیر عورتوں سے بے پردہ گفتگو کرنا، رنگ رلیاں منانا اور ہاتھ ملانا کس مذہب میں اجازت ہے۔

☆

لوگو اسلام کو اپناؤ یہ ہے نور حیات
دین کامل ہے یہی اور یہی راہ نجات

علمائے اسلام سے اپیل

۱۔ دینی اداروں میں باقاعدہ نصاب میں عیسائیت اور اسلام کے متعلق مضمون پڑھائیں۔

۲۔ جب بھی محافل و مجالس منعقد ہو، اس میں کم از کم ایک مبلغ کو عیسائیت اور اسلام کا موضوع دیں۔

۳۔ کوئی رسالہ، کتاب شائع کریں تو اس میں "عیسائیت اور اسلام" کے موضوع پر تھوڑا بہت ضرور لکھیں۔

۴۔ ہنگامی بنیادوں پر عام مسلمانوں کو بتائیں کہ عیسائیت کس قدر مسلمانوں کے لئے خطرناک زہر ہے۔اور قرآن مجید نے عیسائیوں کو کافر اور مشرک کہا ہے۔ لہٰذا ان سے ہر طرح کا سوشل بائیکاٹ ضروری ہے۔ اور عیسائی بین الاقوامی سطح پہ مسلمانوں کا دشمن ہے، لہٰذا اس سے رشتہ داری، اکٹھے برتنوں میں کھانا پینا اور میل جول رکھنا حرام ہے

نوٹ : ہر طرح کی معلومات اور تعاون کے لئے متحدہ مسلم محاذ کے مرکزی دفتر

جامعہ اہلسنّت، چوک یا محمد، لاجپت روڈ، شاہدرہ، لاہور سے رابطہ کریں۔

ہے سہل مسلمان کو کافر کہنا
ہمت ہے تو کافر کو مسلمان کرو

فیصلہ کن خطاب خداوند

جل جلالہ: قال تعالےٰ یااھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم

اے اہل کتاب اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو یعنی حد سے آگے نہ بڑھو اور حد سے زیادہ کسی کی تعظیم نہ کرو اور اللہ کی نسبت سوائے حق کے کوئی لفظ نہ کہو تمہارا حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہنا خدا تعالے کی تنقیص ہے اور خدا کے ذمہ جھوٹ لگاتا ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنا بیٹا بنایا ہے اہل کتاب کے دو گروہ تھے ایک یہود اور ایک نصاریٰ۔ یہود نے حضرت مسیح کی تنقیص کی اور ان کی شان کو گھٹایا او ان کے قتل کے درپے ہوئے اور ان کی والدہ مطہرہ کو متہم کیا غرض یہ کہ یہود حضرت عیسیٰؑ کی تحقیر میں حد سے گذر گئے اور نصاریٰ ان کی تعظیم میں حد سے گذر گئے اور ان کی تعظیم میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا خاص طور پر نصاریٰ کو نصیحت فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق غلط عقیدہ نہ رکھیں۔ اور نصاریٰ کے اکثر فرقے خدا کی ذات میں بامتیاز حقیقی تین اقنوم کے قائل ہوئے اور اسکا نام تثلیث رکھا اور پھر تماشہ یہ کیا کہ کہا کہ تین ایک میں ہیں اور ایک تین میں ہے اور یہ نصاریٰ کا بنیادی عقیدہ ہے اور نجات کی سیڑھی ہے اور اسکو وہ توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے نام سے موسوم کرتے ہیں نصاریٰ کے کل چار فرقے تھے۔ یعقوبیہ۔ ملکانیہ۔ نسطوریہ۔ مرقوسیہ۔ ان میں سے یعقوبیہ اور ملکانہ مسیح کو خدا کہتے تھے اور نسطوریہ خدا کا بیٹا اور مرقوسیہ ان کو تین کا تیسرا قرار دیتے تھے یعنی ان کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا تین اقنوم ہیں یعنی خدا باپ اور بیٹے اور روح القدس سے مرکب ہے ان میں سے ایک اقنوم عیسیٰ ہے تو عیسیٰ تین خدا میں سے ایک خدا ہے گویا عیسائی مذہب میں الوہیت کے تین رکن ہیں جن سے خدائی قائم ہے۔

حق جل شانہ نے اس آیت میں ان چاروں فرقوں کی تردید فرمائی ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے اہل کتاب دین میں غلو اور مبالغہ نہ کرو یعنی حد سے تجاوز نہ کرو اور جو باتیں دین میں نہیں ہیں ان کو اپنی طرف سے دین میں نہ داخل کرو اپنی طرف سے دین میں کسی بات کو داخل کرنا درحقیقت اللہ پر جھوٹ بولنا ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے حالانکہ اللہ نے اسکا حکم نہیں دیا۔ لفظ لا تغلوا فے دینکم سے گمراہی کا مبداء اور منشا بیان فرمایا کہ گمراہی کا اصل سبب دین میں غلو اور مبالغہ ہے اور لفظ و لا تقولو علےٰ اللّٰہ الا الحق سے گمراہی کا منتہی اور اس کا انجام بیان فرمایا کہ غلو اور مبالغہ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ دین میں وہ باتیں داخل ہو جاتی ہیں جنکا اللہ نے

حکم نہیں دیا۔ اور بغیر حکم خداوندی کسی چیز کو دین کہنا اور موجب ثواب و عتاب بتانا یہ اللہ پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے وقال تعالےٰ ومن اظلم ممن افتریٰ اعلےٰ اللّٰہ کذبا اسیطرح حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنا خدا تعالے پر جھوٹ باندھنا ہے وہ وحدہ لا شریک لہ ہے نہ کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کوئی اسکی بیوی ہے اور نہ کوئی اسکی اولاد ہے خدا تعالیٰ شرکت اور حلول سب سے پاک اور منزہ ہے خدا نے ہرگز نہیں کہا کہ مسیح میرا بیٹا ہے۔ جز ابن نیست کہ مسیح یعنی عیسیٰ ابن مریمؑ خدا کے پیغمبر ہیں وہ خدا کے بیٹے نہیں بلکہ وہ مریم کے بیٹے ہیں اور ظاہر ہے کہ عورت کا مولود۔ معبود اور معبود کا بیٹا نہیں ہوسکتا حضرت عیسیٰؑ صرف پیغمبر خدا ہیں خدا سے انکا کوئی نسب اور رشتہ نہیں اور وہ اللہ کا کلمہ ہیں جسکو اللہ نے مریم کی طرف ڈالا اور اللہ کیطرف سے ایک خاص روح ہیں مسیحؑ کو خدا کا کلمہ اس لئے کہا کہ وہ محض کلمتہ کن سے پیدا ہوئے انکی پیدائیش عام لوگوں کیطرح کسی مادہ منویہ سے نہیں ہوئی اور چونکہ ان کی ولادت۔ روح الامیں کے نفخہ روحانیہ سے ہوئی اور روحانیت پر خاص طور پر غالب تھی اسلئے انکو روح منہ فرمایا۔

اس جگہ حق تعالے نے حضرت عیسیٰؑ کے چار وصف بیان فرمائے ہیں۔

پہلا وصف

یہ ہے کہ وہ ابن مریم یعنی بحکم خداوندی بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوئے ہیں معاذ اللہ حرام فعل کی بناء پر نہیں جیسا کہ یہود کہتے ہیں اور معاذ اللہ نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔

دوسرا وصف

رسول اللہ ہے یعنی وہ خدا کے رسول تھے اس میں یہود کا بھی رد ہے اور نصاریٰ کا بھی۔ یہود ان کو خدا کا رسول نہیں سمجھتے تھے بلکہ معاذ اللہ ان کو جھوٹا اور جادوگر کہتے تھے اور نصاریٰ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے کہ خدا نے مریم کے پیٹ میں حلول کیا اور انسانی صورت میں ظاہر ہوا جیسا کہ ہنود اپنے اوتاروں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں لفظ رسول اللہ میں اللہ تعالے نے دونوں کا رد فرمایا۔

تیسرا وصف

یہ کہ وہ اللہ کا کلمہ تھے یعنی صرف کلمتہ کن سے بلا توسط اسباب پیدا ہوئے اگرچہ تمام

لوگوں کی خلقت اللہ ہی کے کلمہ سے ہوتی ہے مگر چونکہ بظاہر اور لوگوں میں کچھ اسباب ظاہری کا بھی لگاؤ ہوتا ہے اور حضرت مسیحؑ کی ولادت میں یہ بھی نہ تھا اسلئے ان پر کلمتہ اللہ کا اطلاق زیادہ موزوں ہوا اس صفت میں اشارہ اس طرف تھا کہ دشمن آپ کے قتل پر قدر نہ ہونگے اسلئے کہ کوئی شخص اللہ کے کلمہ کو پست نہیں کرسکتا اللہ کا کلمہ اوپر ہی کو چڑہیگا قال تعالےٰ الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالہ یرفعہ۔

چوتھا وصف

روح منہ ہے یعنی حضرت عیسیٰؑ اللہ کی طرف سے ایک پاکیزہ اور لطیف روح ہیں۔ جو روح الامین کے پھونک مارنے سے ظہور پذیر ہوئی ہے۔ صورت آپکی اگرچہ بشری ہے مگر فطرت اور اندرونی حقیقت ملکی اور جبرئیلی ہے۔

اور تعجب نہیں کہ اسی بناء پر آپ کو کلمتہ اللہ کہا گیا ہو کہ جسطرح کلمہ کے الفاظ اور حروف میں ایک لطیف معنی مستور ہوتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح کی صورت بشریہ میں ایک نہایت لطیف شئی یعنی حقیقت ملکیہ اور معنی جبرئیلی مستور اور مخفی تھے۔

اور اس وصف میں اشارہ اسطرف تھا کہ جب آپکی فطرت ملکی اور روحانی ہے تو ملائکہ اور روحانیین کی طرح آپ کے لئے عمر بھر میں ایک مرتبہ عروج الی السماء اور نزول ضرور پیش آئے گا۔ کما قال تعالےٰ

تعرج الملائکته و الروح — فرشتے اور روح (جبرئیل) آسمان پر جاتے ہیں

تنزل الملائکته و الروح — فرشتے اور روح (جبرئیل) آسمان سے اترتے ہیں

پس جس طرح روح الامین کے لئے عروج اور نزول ثابت ہے اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام جو خدا کی ایک خاص روح ہیں اور روح الامین کے پھونک مارنے سے ظہور پذیر ہوئے ہیں ان کے لئے بھی ضرو عروج الی السماء اور نزول فے الارض ہوگا اور چونکہ حضرت مسیحؑ کی سراپا روح قرار دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ وہ سراپا من جانب اللہ ایک روح ہیں اور یہ نہیں کہا گیا فیہ روح (یعنی اسمیں روح ہے اس لئے یہود انکے قتل پر قادر نہ ہوئے اسلئے کہ قتل جسم کا ممکن ہے روح کا قتل ممکن نہیں پس جسکو خدا تعالے روح منہ کہے اسے کون قتل کرسکتاہے۔

اور چونکہ حق تعالے نے آپکو روح منہ فرمایا۔ اور روح کا خاصہ یہ ہے کہ جس شئے سے روح کا اتصال ہو جاتا ہے وہ شئے زندہ ہو جاتی ہے اسلئے آپکو احیاء موت کا معجزہ عطا کیا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ پھیرنے پر مردہ زندہ ہو جاتا تھا اسلئے کہ حضرت عیسیٰؑ خدا تعالے کی خاص

روح تھے جس سے خدا کی یہ روح ملتی ہے وہ شئے باذن اللہ زندہ ہو جاتی۔

خلاصہ کلام

یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالے کے برگزیدہ بندہ اور رسول برحق تھے اور ان صفات فاضلہ مزکورہ کے ساتھ موصوف تھے معاذ اللہ خدا اور خدا کا بیٹا نہ تھے پس اے اہل کتاب تم اللہ پر اور اسکے رسولوں پر صحیح ایمان لاؤ کہ اللہ ایک ہے نہ اسکی بیوی ہے اور نہ اولاد ہے اور حضرت عیسیٰ اللہ کہ رسول ہیں اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں یعنی یہ خیال نہ کرو کہ خدائی تین چیزوں کا مجموعہ ہے جیسا کہ بعض نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ خدا تین ہیں۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس اور انہی تین چیزوں کو نصاریٰ اقانیم ثلاثہ کہتے ہیں۔ پس اے اہل کتب تم باز آجاؤ تین خدا کہنے سے یعنی تثلیث اور اتحاد اور حلول کے عقیدہ سے توبہ کرو یہی تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بہتر ہوگا کیونکہ جزایں نیست کہ اللہ ہی تمہار ایک معبود ہے اسکے سوائی دوسرا اور تیسرا معبود نہیں اور جو شخص تین خدا کا قائل ہے وہ توحید کا منکر ہے اور وہ نادان الوہیت میں جمہوریت کا قائل ہے۔ اور توحید کا قائل ہو جانا اور تثلیث سے باز آجانا اسی میں دنیا اور آخرت کی بہتری ہے دنیا کی بہتری تو یہ ہے لوگ تم کو بے عقل نہ کہیں گے اور آخرت کا فائدہ یہ ہے کہ عذاب سے نجات پاؤ گے۔

عقیدۂ تثلیث کے ابطال کے بعد عقیدۂ ابنیت کو باطل فرماتے ہیں اللہ منزہ ہے اس سے کہ اسکے لئے کوئی فرزند ہو کیونکہ ولد۔ والد کا جزء ہوتا ہے اور باپ سے حادث و پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ تجزی اور حدوث سے پاک ہے نیز ولادت خلاصہ حیوان کا ہے جس سے خدا تعالیٰ منزہ ہے نیز جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسکی ملک ہے جن میں حضرت عیسیٰؑ بھی داخل ہیں اور غلام کیطرح بیٹا باپ کا مملوک نہیں نیز بیٹا باپ کے مثل اور مشابہ ہوتا ہے اور خدا کا کوئی مثل نہیں نیز باپ ایک درجہ میں اولاد کا محتاج ہوتا ہے اسلئے کہ اولاد اس لئے ہوتی ہے کہ زندگی میں باپ کی مددگار ہو اور مرنے کے بعد باپ کے قائم مقام ہو اور اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے پاک اور منزہ ہے اور اللہ کافی کار ساز ہے اسے اپنی کار سازی میں اولاد کی امداد کی حاجت نہیں پس وہ جب اپنی تدبیر اور کار سازی میں اکیلا کافی ہے تو دوسرے اور تیسرے معبود ماننے کی کیا ضرورت اور بے ضرورت اور فالتو چیز کو معبود بنانا اور خدائی میں اسکو شریک ٹھہرانا بے عقلی نہیں تو اور کیا ہے۔

نصاریٰ کا ایک شبہہ اور اسکا جواب

الوہیت مسیحؑ اور ابنیت مسیحؑ کے باطل کرنے کے بعد نصاریٰ کے ایک شبہہ کا جواب دیتے ہیں کہ اگر نصاریٰ یہ کہیں کہ ہم تو دین میں غلو نہیں کرتے لیکن اے مسلمانوں تم حضرت عیسیٰؑ کی تنقیص کرتے ہو کہ ان کو تم خدا کا بندہ بتاتے ہو حالانکہ ان سے خدائی افعال سرزد ہوتے تھے وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادر زاد اندھوں کو اچھا کرتے تھے ایسی برگذیدہ ذات کو خدا کا بندہ کہنا یہ انکی تنقیص اور تحقیر ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ مسیح ابن مریمؑ ہرگز اللہ کا بندہ ہونے سے عار نہیں کرتے بلکہ وہ خدا کی بندگی کو اعلیٰ درجہ کی عزت اور رفعت سمجھتے تھے تم خود مقرر ہو کہ حضرت مسیحؑ رات پھر زیتون کی پہاڑی پر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ ذوق و شوق کے ساتھ خدا کی عبادت وہی کریگا جو خدا کا بندہ ہونے پر فخر کرگا۔ معبود کسی کی عبادت نہیں کیا کرتا اور نہ مقرب فرشتے خدا کی بندگی سے عار کرتے ہیں حالانکہ فرشتے نورانیت اور روحانیت میں حضرت مسیحؑ سے بڑھے ہوئے ہیں فرشتے بغیر ماں باپ کے محض نور سے بلا اسباب ظاہری کے محض کلمہ کن پیدا ہوئے اور ظہور خورق اور عالم غیب کے علم و ادراک میں اور آسمان و زمین کے عروج و نزول میں حضرت مسیح سے بڑھکر ہیں۔ فرشتوں کا اصل مسکن آسمان ہے اور حضرت مسیح اصل باشندہ زمین کے ہیں جو یہ نسبت آسمانوں کے بہت پست ہے مگر باایں ہمہ فرشتے خدا اور خدا کے بیٹا نہیں دن، رات اللہ کی تسبیح و تحمید و تہلیل و تمجید میں لگے رہتے ہیں۔

نجران کے عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا کہ اے محمدؐ! آپ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا رتبہ گھٹاتے ہیں کہ آپ ان کو خدا کا بندہ بتلاتے ہیں اس تو ان کی کسرشان ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خود خدا کا بندہ بننے سے عار نہیں ہے اور یہ آیت نازل ہوی کہ نہ مسیح کو خدا کا بندہ بننے سے عار ہے اور نہ ملائکہ مقربین کو اس سے عار ہے یہ تمہاری اور مشرکوں کی حماقت اور نادانی ہے کہ تم مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو اور اور مشرک فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں خدا کا بندہ بننا کسی طرح بھی موجب عار نہیں بلکہ موجب صد فخر اور باعث صد شکر ہے اور حضرت مسیحؑ اور ملائکہ مقربین کو یہ خوب معلوم ہے کہ جو شخص اللہ کی بندگی سے عار کرے اور تکبر کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حساب کے لئے مستکفین اور غیر مستکفین سب کو جمع کرے گا جس دن سوائے بندگی کے کوئی چیز نفع نہ دیگی پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اسکی عبودیت اور عبادت سے استنکاف اور استکبار نہیں کیا پس اللہ ایسے لوگوں کے اعمال کو پورا پورا بدلہ دیگا اور بلکہ انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ

دیگا یعنی جس قدر ثواب کے وہ مستحق ہیں ہو اس سے زیادہ دے گا۔ اور جن لوگوں نے اسکی بندگی کو موجب عار سمجھا اور تکبر کیا سو ان کو درد ناک عذاب دیگا جو خدا کی بندگی سے عار کرنے والوں کی ذلت و رسوئی کا ذریعہ ہوگا اور نہ پاوٗینگے یہ لوگ اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار جو ان کو ذلت سے بچا سکے۔

خاتمہ کلام بر خطاب عام

جس طرح یہود کے خطاب کے بعد خام لوگوں کے مخاطب بنایا اسی طرح اب نصاریٰ کے خطاب خاص کے بعد عام لوگوں سے خطاب فرماتے ہیں اے لوگوں تحقیق آچکی تمہارے پاس تمہارے ربکی جانب سے ایک روشن دلیل یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بابرکات اور اتارا ہم نے آپؐ کیطرف ایک واضح روشنی کو تاکہ تمکو حق اور باطل کافرق نظر آئے پس جو لوگ ایمان لائے اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہ پر اور اسکی رسی کو مضبط پکڑ اور خدا کی برہان اور اسکے نور مبین کو پانے کے لئے مشعل راہ بنایا سو اللہ ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا جو وہم و گمان سے کہیں زائد ہو اور ان کو سیدھے راستہ پر چلا کر اپنے تک پہنچا دے گا خدا تعالیٰ کی عطا کردہ برہان اور اس کے نازل کردہ نور مبین ہی کی روشنی میں آخرت کی راہ طے ہوسکتی ہے۔

ابطال الوہیت عیسیٰ علیہ السلام

تمام تاریخوں اور ناقابل تردید رواتیوں اور انجیل کی بے شمار آیتوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن آدم اور انسان مجسم تھے۔ حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے ان کا جسم انسانوں ہی کا سا تھا انسانوں کیطرح اعضاء رکھتے تھے انسانوں ہی کی طرح کھانے پینے کے محتاج تھے انسانوں کیطرح زندگی بسر کرتے تھے سوتے اور جاگتے تھے چلتے اور پھرتے تھے غرض یہ کہ انسانیت کے تمام لوازم ان میں موجود تھے پس ایسے وجود کو کیسے خدا مان لیا جائے اور اس طرح اس کے لئے خدائی صفات ثابت کر دیجائیں۔

(ا) خدا تو اس ذات پاک کا نام ہے کہ جو خود بخود موجد ہو اور تمام صفات کمل و جلال کے ساتھ متصف ہو اور تمام نقائص اور غیب سے پاک ہو قادر مطلق ہو۔ عاجز نہو۔

اے نصاریٰ خدارا یہ تو بتلاؤ کہ کیا خدا کو بھی مجبوری لاحق ہو سکتی ہے اور کیا سولی پر چلا کر دم دیدینا خدا کی شان کے شایان ہے انجیل لوقا باب ۸ ہشتم آیت ۲۲ و ۲۴ میں ہے۔

پر ایک دن ایسا ہوا کہ وہ (مسیح) اور اسکے شاگرد کشتی پر چڑھے اور اس نے ان سے کہا کہ

آؤ جھیل کے پار چلیں پس وہ روانہ ہوئے مگر جب کشتی چلی جاتی تھی تو وہ سو گیا اور جھیل پر بڑی آندھی آئی اور کشتی پانی سے بھری جاتی تھی اور خطرے میں تھے انہوں نے پاس آکر اسے جگایا اور کہا کہ صاحب ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔

(۲) پس مسیح اگر خدا ہوتا تو اس قدر بے خبر نہیں ہوسکتا اور نہ اس پر نیند طاری ہوسکتی تھی۔

اللہ لا الہ الا ھوالحی القیوم	اللہ وہ ذات پاک ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود
لا تاخذہ سنتہ و	نہیں وہ ایسا زندہ ہے جس پر موت نہیں وارد
لا نوم	ہوسکتی وہ تمام کائنات کے وجود کو قائم رکھنے
(سورہ بقرہ)	والا اور تھامنے والا ہے نہ اسکو اونگھ آتی ہے اور
	نہ نیند۔

سب کو معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بشری عوارض لاحق تھے اور کوئی خدائی صفت انمیں موجود نہ تھی پس کس طرح ان کو ازلی اور ابدی اور غیر مخلوق اور خدا تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باوجود صاحب جسم و صاحب لحم و دم ہونے کے خدا اور خالق عالم ماننے کا مطلب یہ ہو گا کہ رب معبود کا کچھ حصہ تو قدیم اور ازلی ہے اور کچھ حصہ مخلوق اور حادث ہے اسلئے کہ جسم لحم اور دم بلاشبہ مخلوق اور حادث ہے۔ اور بقول نصاریٰ اندر کی روح قدیم ہے۔

(۴) نیز نصاریٰ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو ساری دنیا کا خالق مانتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ دنیا کا ایک جز تھے تو نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کا یہ جز خالق بھی ہے اور مخلوق بھی ہے۔

(۵) نیز انجیل سے یہ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے بال کٹواتے تھے اور ناخن ترشواتے تھے جو زمین میں گر کر لاشے بن جاتے تھے تو نصاریٰ کے مذہب پر نتیجہ یہ نکلے گا کہ خالق ازلی کے بعض اجزاء کا کٹ جانا اور کٹ کر زمین میں مل جانا اور پھر ان کا فنا ہو جانا سب جائز ہے۔

(۶) نیز نصاریٰ کے نزدیک یہ بھی مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہونے کے بعد بتدریج نشوونما پائی اور ان کے طول و عرض میں زیادتی ہوئی حتیٰ کے وہ جوان ہوئے اور پیدائش سے لیکر اخیر عمر تک قسم قسم کے تغیرات بشریہ ان کو لاحق ہوتے رہے۔

تو حضرات نصاریٰ بتائیں کہ معاذ اللہ کیا خدا بھی بتدریج نشوونما پاتا ہے اور بشری تغیرات

اسکو لاحق ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ اسکے طول و عرض میں زیادتی ہوتی ہے۔

(۷) نیز نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بھی مانتے ہیں اور قدیم اور ازلی بھی مانتے ہیں حالانکہ یہ امر بدیہی بھی ہے کہ والد اور ولد کا وجود ساتھ نہیں ہوتا بلکہ ولد کا وجود۔ والد کے وجود سے متوخر ہوتا ہے او ظاہر ہے کہ جو شئے وجود میں متوخر ہوگی وہ کسی طرح قدیم اور ازلی نہیں ہوسکتی بلاشبہ وہ حادث اور مخلوق ہوگی۔

(۸) نیز عیسیٰ علیہ السلام اگر خدا ہوتے تو یہودیوں سے خائف نہ ہوتے ار نہ ان سے چھپنے کی کوشش کرے اور شہوت کا پیالہ ٹلنے کی خدا سے دعا مانگتے دشمنوں سے ڈرنا اور دعا مانگنا بندے کا کام ہے خدا تعالیٰ نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ کسی سے کچھ مانگتا ہے۔

(۹) نیز ابتدا ولادت سے لیکر اخیر عمر تک بچپن اور جوانی وغیرہ کے مراحل سے گذرنا یہ بھی تردید الوہیت کے لئے کافی ہے کیونکہ اس قسم کے بے شمار تغیرات بلاشبہ الوہیت کے منافی ہیں۔

(۱۰) نیز نصاریٰ جب ان کی موت کا عقیدہ رکھتے ہیں تو عقیدۂ موت کے بعد تو تردید الوہیت کے لئے کسی دلیل کی حاجت ہی نہیں رہتی کیونکہ باتفاق عقلاء خدا کا حی لایموت ہونا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ دکھ اور بیماری اور موت سے پاک ہے۔

نصاریٰ کے چند شبہات اور انکے جوابات

نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی ان آیات میں حضرت مسیح کو روح اللہ اور کلمتہ اللہ یعنی اللہ کا کلمہ کہا گیا ہے اور خدا کی روح خدا سے کمتر نہیں معلوم ہوا کہ حضرت مسیحؑ مرتبۂ الوہیت میں تھے اور علی ہذا لفظ کلمتہ اللہ میں بھی مرتبہ الوہیت کیطرف اشارہ ہے قرآن کریم میں کسی نبی کو اللہ کی روح اور اللہ کا کلمہ نہیں کہا گیا۔ قرآن کریم نے ان دو صفتوں سے حضرت مسیحؑ کو تمام پیغمبروں پر فوقیت دی ہے اس سے اشارہ انکی مرتبہ الوہیت کیطرف ہے حضرت مسیحؑ کلمۂ خدا تھے اسی سے سارا جہان پیدا ہوا ہے اس لحاظ سے لفظ کلمتہ اللہ میں حضرت مسیحؑ کی الوہیت کیطرف اشارہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کل کائنات کے مبداء ہیں۔

پہلی بات کا جواب

روح منہ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک پاکیزہ روح ہیں جنکو حق تعالیٰ نے بغیر باپ کے محض نفخ جبریل علیہ السلام سے پیدا کیا جیسے جبریل امین کو روح الامین کہا جاتا ہے اسلئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ پاک روح ہیں جو محض نور سے پیدا کی گئیں اور روح منہ میں روح کی نسبت اور اضافت اللہ کی طرف محض تشریف و تکریم کے لئے

ہے جیسے بیت اللہ اور ناقۃ اللہ میں بیت اور ناقہ کی اضافت اللہ کیطرف محض تشریف کیلئے ہے روح کے معنی خدا کے نہیں۔ قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے نفس ناطقہ پر من روحہ اور من روحی کا اطلاق فرمایا ہے کما قال تعالٰے ثم سواہ و نفخ فیہ من روحہ و قال تعالٰے فاذا سویتہ و نفعت جیہ من روحی فقعوالہ ساجدین

(۲) نیز جو چیز بطور خرق عادت عجیب و غریب طریقہ سے ظہور میں آئے تو خاص طور پر اسکی اضافت اللہ تعالے کیطرف کرتے ہیں۔ جیسے ھذہ ناقۃ اللہ میں حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کو خدا تعالے کی طرف اسلئے مضاف کیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ اونٹنی خلاف عادت الہیہ محض اللہ کی قدرت سے پتھر سے نکلی ہے اور اسکے لئے کوئی مادہ اور نر نہ تھا اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسلئے روح اللہ کہتے ہیں کہ وہ باپ کے بلا سبب ظاہری کے پیدا ہوئے نہ کہ اسوجہ سے کہ معاذاللہ وہ خدا ہیں یا خدا کی روح ہیں۔

(۳) نیز لفظ روح۔ رحمت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور قرآن کریم میں روح کا اطلاق وحی خداوندی پر آیا ہے کما قال تعالٰے و کذالک اوحینا الیک روحامن امرنا اسلئے کہ وحی خداوندی رحمت عظمٰی ہے اور لوگوں کی روحانی حیات کا ذریعہ ہے اسیطرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود باجود لوگوں کے لئے ابر رحمت اور آب حیات تھا اس لئے ان کو روح اللہ کہا گیا۔

(۴) نیز انجیل میں جا بجا ہر سچے وعظ پر روح اللہ اور روح الحق کا اطلاق آیا ہے چنانچہ انجیل یوحناء میں ہے اے دوستو ہر روح پر ایمان نہ لاؤ بلکہ انکا امتحان کرو جو روح اللہ کی طرف سے ہو اس پر ایمان لاؤ۔

پس اس اعتبار سے حضرت عیسیٰ پر روح اللہ کا اطلاق بالکل درست ہے کہ وہ بلاشبہہ سچے واعظ تھے۔

(۵) نیز عہد عتیق میں روح اللہ کا اطلاق ہر اس نفس ناطقہ پر بھی آیا ہے جو کامل الادراک ہو اور منبع حسنات اور مصدر امور غریبہ ہو جیسا کہ کتاب پیدائیش باب ۴۱ و رس ۳۸ میں ہے۔ بادشاہ مصر کا قول یوسف علیہ السلام کے حق میں یوں منقول ہے اور فرعون نے اپنے نوکروں سے کہا کیا تم ایسا جیسا یہ مرد ہے کہ جسمیں خدا کی روح ہے پاسکتے ہیں۔ اور کتاب دانیال میں شاہ بابل کا قول دانیال علیہ السلام کے حق میں اس طرح منقول ہے کہ خدا کی مقدس روح تیرے اندر ہے۔ پس اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نفس ناطقہ کامل الادراک اور منبع حسنات و برکات تھا اسلئے ان

کو روح اللہ کہا گیا ہے۔

خلاصہ کلام

یہ کہ اس قسم کے اطلاقت سے الوہیت ثابت کرنا کمال ابلہی اور غایت سفاہت ہے ہاں اس قسم کے اطلاقات سے ایک قسم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے سو اسمیں بحمدہ تعالے اہل اسلام کو کوئی کلام نہیں۔ عہد عتیق اور عہد جدید میں روح اللہ کا اطلاق بکثرت خدا کے برگزیدہ بندوں پر آیا ہے کیا نصاریٰ ان اب کو خدا اور خدا کا بیٹا ماننے کے لئے تیار ہیں۔

دوسری بات کا جواب

لفظ کلمہ۔ کلام عرب میں کہیں بھی بمعنی ذات خدا یا بمعنی اقنوم علم کہیں مستعمل نہیں ہوا۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ کلمۃ یا کلمات خدا تعالے کی طرف مضاف ہے۔ مثل کلمتہ اللہ و کلمتہ ربک۔ وکلمات ربھا۔ وغیرہ بمعنی کلام خدا یا حکم خدا مستعمل ہوا ہے کما قال تعالٰے و کلمتہ اللہ ھی العلیا۔ وتمت کلمتہ ربک صدقا وعدلا۔ ولقد سبقت کلمتنا لعباد نا المرسلین وغیرہ وغیرہ ان تمام موضع میں لفظ کلمہ یا کلمات خدا تعالے کی طرف اضافت کے ساتھ مستعمل ہوا ہے اور سب جگہ خدا کی باتیں اور خدا کے احکام کے معنی میں مستعمل ہوا ہے لفظ کلمہ یا کلمات جو خدا کی طرف مضاف ہو تمام قرآن میں کہیں بھی بمعنی ذات خدا یا اقنوم علم کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔

اور عہد عتیق اور عہد جدید کی کتاوں میں وکثرت لفظ کلمۃ اللہ اور کلمۃ الرب بمعنی کلام خدا یا حکم خدا آیا ہے چنانچہ زبور ۳۳۔ ورس ۶ میں ہے بکلمتہ الرب تثبت السموات و بروح فیہ جمیع جنودھا اور فارسی نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء میں ہے آسمان الکلام خداوند و تمامی عساکر آنہا بنفس دہانش ساختہ شدہ اند۔ اور ہندی نخسہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء میں خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور ان کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے اور اخبار الایام کے پہلی کتاب کے سترھویں باب تیسری ورس میں ہے فلما کان فی تلک اللیلتہ حلت کلمتہ اللہ علی ناثان النبی۔ اھی اور اردو نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۳ء میں ہے اور اس رات ایسا ہوا کہ خدا کا کلام ناتن کو پہونچا۔

اسی طرح قرآن کریم میں کلمۃ کا اطلاق حضرت مسیحؑ پر اسلئے کیا گیا کہ وہ بغیر باپ کے بحکم خداوندی۔ کلمۃ کن سے پیدا ہوئے جس سے مقصود حضرت مسیح کی ایک فضیلت اور بزرگی کو ظاہر کرنا ہے تاکہ یہود بے بہود کارد ہو جائے۔

غرض یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کی شان میں کلمۃ اللہ یا روح اللہ کا لفظ ان کی خصوصیت اور فضیلت ثابت کرنے کے لئے آیا ہے نہ کہ ان کی الوہیت بتلانے کے لئے اسلئے کہ سارا قرآن الوہیت مسیحؑ کے انکار اور رد سے بھرا پڑا ہے اور الوہیت کے ماننے والوں کو کافر بناتا ہے اس قسم کے الفاظ سے حضرت مسیحؑ کی الوہیت نکالنا پرلے درجہ کی نادانی ہے حضرت مسیح کو حقیقتاً "کلام خداوندی یا حکم خداوندی کہنا عقلاً محال ہے اس لئے کہ کلمۃ خداوندی کی نسبت یہ کہنا کہ معاذاللہ یہ کلمۃ خداوندی حقیقت ہے ایک کنواری کے پیٹ سے متولد ہوا او پھر وہ کلمۃ خداوندی اور کلام الٰہی اور حکم رزدانی دشمنوں کے جبر و قہر سے صلیب پر لٹکایا گیا الی آخرہ کیا یہ دیوانہ کی برائی نہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ذات محدود اور شخص تھے، جو ایک کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوئے لہٰذا ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ تمام کائنات کے مبداء تھے سراسر حماقت ہے۔

عقیدہ ابنیت

نزول قرآن کے وقت نصاریٰ کے مختلف فرقے تھے ایک فرقہ یہ کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ عین خدا ہیں اور خدا ہی بشکل مسیح دنیا میں اتر آیا ہے۔

اور دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ مسیح ابن اللہ ہے یعنی خدا کا بیٹا ہے۔

اور تیسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ وحدت کا راز تین میں پوشیدہ ہے۔

۱۔ باپ۔ ۲۔ بیٹا۔ ۳۔ روح القدس اور بعض روح القدس کی جگہ حضرت مریمؑ کو اقنوم ثالث کہتے تھے۔

قرآن کریم نے تینوں جماعتوں کو جدا جدا بھی مخاطب کیا ہے اور یکجابھی اور دلائل اور براہین سے یہ واضح کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بطن سے پیدا شدہ خدا کے برگزیدہ انسان اور رسول برحق تھے انکے بر خلاف یہود و نصاریٰ حضرت مسیح کے بارے میں جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ باطل محض ہے یہود بے بہبود کا عقیدہ یہ ہے معاذاللہ حضرت مسیح شعبدہ باز اور مفتری تھے اور نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے ہیں یا تین میں کے تیسرے ہیں قرآن کریم نے یہود کی تفریط اور نصاریٰ کی افراط دونوں کا رد کیا اور واضح اعلان کر دیا کہ حضرت مسیح نہ خدا تھے اور نہ خدا کے بیٹے تھے بلکہ خدا کے برگزیدہ رسول برحق تھے اور خدائے وحدہ لاشریک لہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے پہلے بلکہ ازل سے خدا ہے۔ خدا کی خدائی حضرت مسیحؑ پر موقوف نہیں۔

اور توریت اور انجیل میں جہاں کہیں کسی کو خدا کا بیٹا یا فرزند کہا گیا ہے وہاں یہ مطلب

ہرگز ہرگز نہیں کہ یہ لوگ حقیقتاً خدا کے بیٹے ہیں بلکہ اس سے خدا کے مقبول اور خاص برگزیدہ بندے مراد ہیں توریت و انجیل میں ابن اللہ کا اطلاق انبیاء و مرسلین اور تمام عبادصالحین پر آیا ہے اسمیں حضرت مسیحؑ کی کوئی خصوصیت نہیں جس سے ان کی الوہیت پر استدلال کیا جاسکے۔

عقیدہ تثلیث (ثالوث)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حق جل شانہ کے رسول برحق تھے اور توحید کے منادی تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین اور اولین اصحاب سب کے سب توحید اور تسبیح و تقدیس کا عقیدہ رکھتے تھے۔ توریت و انجیل میں اس کے عقیدہ کا کہیں نام و نشان بھی نہیں اور نہ کسی نبی نے اسکی تعلیم دی عقیدہ ثالوث (تثلیث) پولوس رسول کے عہد سے دین مسیحی میں داخل ہوا اور رفتہ رفتہ الوہیت مسیح اور ابنیت مسیح اور تثلیث کلیسہ کا مقبول عقیدہ بن گیا عقیدہ تثلیث کا جب ظہور اور آغاز ہوا تو علماء نصاریٰ میں اس کے رد قبول پر بڑی بحثیں ہوئیں اور مختلف فرقے پیدا ہوگئے فرقہ آریوس یہ کہتا تھا کہ خدا وحدہ لا شریک لہ ہے اور حضرت مسیح تمام کائنات سے افضل اور برتر ہیں اور فرقہ سابیین یہ کہتا تھا کہ خدا تعالے ذات واحد ہے اور اب اور ابن اورروح القدس یہ اسی ذات واحد کی مختلف صورتیں ہیں جنکا مختلف حیثیتوں سے ذات واحد پر اطلاق کیا جاتا ہے بعد میں کلیسہ کی کونسل منعقدہ ۳۲۵ء اور قسطنطنیہ کی کونسل منعقدہ ۳۸۱ء نے ثالوث (تثلیث) کو مسیحی عقیدہ کی بنیاد تسلیم کر لیا اور یہ اعلان کر دیا کہ اب اور ابن اور روح القدس یہ تین جدا جدا اور مستقل اقنوم ہیں اور یہی حق ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے اور اسکا نام عقیدہ امانت رکھا جسکا متن روح المعانی اور الجواب الفسیح میں مذکور ہے اور دوسرے فرقوں کے متعلق فتویٰ صادر کر دیا کہ جو تثلیث کا عقیدہ توحید کو بدعت قرار دیا۔ اب عام طور پر نصاریٰ کا یہی عقیدہ ہے کہ خدا تین اقنوم (اصل) ہیں باپ، بیٹا روح القدس اور ان ہی تین اقانیم کے مجموعی حقیقت کا نام خدا ہے اور اس توحید حقیقی میں تثلیث مضمر ہے اور اسکی تفصیل اس طرح کرتے ہیں کہ خدا تین اقنوم ہیں۔ اقنوم اول باپ ہے جس دوسرا اقنوم بیٹا پیدا ہوا اور دوسرے اقنوم سے تیسرا اقنوم پیدا ہوا رہا یہ امر کہ اقنوم اول سے اقنوم ثانی سے اقنوم ثالث کس طرح پیدا ہوا اور توحید کس طرح تثلیث بن جاتی ہے اور تثلیث کس طرح توحید ہو جاتی ہے اسکی تشریح اور توضیح و تلویح میں نصاریٰ کے عجیب و غریب مباحث ہیں جو ان کی عقل و ادراک سے بھی خارج ہیں عجیب عجیب بولیاں بولتے ہیں بعض یہ کہتے ہیں کہ دوسرا اقنوم پہلے اقنوم کیطرح ازلی نہیں البتہ اس عالم ناسوت سے غیر معلوم مدت پہلے اقنوم اول سے پیدا ہوا ہے

جس کا درجہ باپ کے درجہ سے کم اور اسکے بعد ہے۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ خدا کے دوہی اقنوم ہیں باپ اوربیٹا اور روح القدس مخلوق خداوندی ہے منجملہ فرشتوں کے ایک فرشتہ ہے جسکا مرتبہ تمام فرشتوں سے بلند ہے۔ اور بعض فرقے یہ کہتے ہیں کہ خدا کا تیسرا اقنوم مریم علیہا السلام ہیں یہ فرقہ۔ روح القدس کو اقنوم ثالث نہیں مانتا بلکہ بجائے روح القدس کے حضرت مریمؑ کو اقنوم ثالث مانتا ہے نصاریٰ کے بہت سے فرقے روح القدس کو خدا نہیں مانتے اور نصاریٰ کے بعض فرقے یہ کہتے ہیں کہ اب اورابن اور روح القدس یہ تین علیحدہ علیحدہ اقنوم نہیں بلکہ ذات واحد کی تین بنیادی صفات علم و حکمت اور قدرت اور حفظ وضبط کیطرف اشارہ ہے نصاریٰ کے اکثر فرقے ذات خداوندی میں توحید اور تثلیث کو حقیقی مانتے ہیں اور اقانیم ثلثہ یعنی اقنوم اور اقنوم ابن اور اقنوم روح القدس میں امتیاز اور فرق حقیقی مانتے ہیں۔

اہل اسلام کا مسیحین کے ساتھ نزاع اس صورت میں کہ جب تین اقنوم خارج میں حقیقتاً علیحدہ علیحدہ مانیں اور تینوں کو واجب الوجود مانیں اوران کے درمیان امتیاز حقیقی جانیں اور اگر امتیاز حقیقی کے قائل نہ ہوں یا توحید کو مجازی یا توحید اور تثلیث دونوں کو مجازی کہیں اور اقانیم سے محض صفات مراد لیں۔ علیحدہ علیحدہ اور جدا تین مستقل ذاتیں نہ مانیں تو پھر نصاریٰ کے ساتھ اہل اسلام کا یہ نزاع نہ ہوگا کوئی اور نزاع ہوگا۔ مگر خام طورپر نصاریٰ اقانیم ثلاثہ کو محض صفات الہیہ نہیں مانتے بلکہ تین شخصیتیں باعتبار وجود اور شخص کے علیحدہ علیحدہ جدا اور ممتاز مانتے ہیں اور صفات کا وجود موصوف سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

ابطال تثلیث

نصاریٰ کا یہ عقیدہ کہ تین ایک میں اور ایک تین میں سراسر خلاف عقل ہے فرقہ "یونی ٹیرین" جو عیسائی فرقوں میں شمار کیا جاتا ہے اب اسکے بھی لاکھوں آدمی یورپ موجود ہیں وہ تثلیث کا منکر ہے اور بہت سے علماء نصاریٰ و فرنگ نے اس عقیدہ کا انکار کیا ہے۔ توریت اور انجیل میں کسی جگہ بھی لفظ تثلیث موجود نہیں اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور نہ کسی حواری نے کسی عیسائی کو یہ تعلیم دی کہ تم تثلیث کا عقیدہ رکھو بغیر اسکے نجات ممکن نہیں۔

(۱) اور بلاشبہ یہ عقیدہ صریح البطلان ہے اور بداھۃ خلاف عقل ہے توحید کا تثلیث کے ساتھ جمع ہونا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ توحید کا ۔ تربیع اور تخمیس اور تسدیس کے ساتھ جمع ہونا محال ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ وحدت حقیقی تین کے ساتھ تو جمع ہو سکے اور چار یا پانچ (۵) یا

چھ (۶) کے ساتھ جمع نہو سکے وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی ایک دوسرے کی ضد میں اور اجتماع ضدین باجماع عقلا محال اور ناممکن ہے زوجیت اور فردیت اور وحدیت اور کثرت کا ایک ذات میں جمع ہونا عقلاً عالم کے نزدیک ایک بدیہی محال ہے۔ جس سے عقل کوسوں دور بھاگتی ہے اور اس حماقت کا سننا بھی گوارا نہیں کرتی مختصر یہ کہ نصاریٰ یہ بتلائیں کہ یہ تینوں اقانیم۔ اپنے وجود اور تشخص میں ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز ہیں یا نہیں اگر یہ کہیں کہ تینوں کا تشخص اور وجود علیحدہ علیحدہ ہے تو پھر یہ تین اشخاص ہوئے توحید کہاں رہی ایک کہنا غلط ہوا اور اگر یہ کہیں کہ تینوں کا وجود ایک ہے تو پھر تین کہنا غلط ہوا اور تثلیث ختم ہوئی۔

(۲)

نیز تینوں کا مجموعہ ملکر خدائے مستقل ہے یا جداگانہ ہر ایک مستقل خدا ہے پہلی صورت میں کوئی ہی خدانہ رہا نہ حضرت مسیح اور روح القدس بلکہ خود خدا ہی خدا نہ رہا اس لئے کہ خدا تو تینوں کا مجموعہ ہے جدا گانہ کوئی بھی مستقل خدا نہیں اور دوسری صورت میں جب ہر ایک جداگانہ مستقل خدا تو توحید کہاں رہی۔

(۳)

نیز ایک تین کا ثلث یعنی تہائی ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی شئی اپنے ثلث (تہائی) کا عین نہیں ہو سکتی۔

(۴)

نیز تین کل ہیں اور ایک تین کا جز ہے اور جزء کا ایک ہونا عقلاً محال ہے اسلئے کہ کل اور جزء کیسے ایک ہو سکتے ہیں۔

(۵)

نیز جب تین ایک کا عین ہو گا تو لازم آئے گا کہ ایک اپنے نفس کا ہی ثلث ہو اور تین اپنا ثلث ہو اور کسی کا خود اپنا ثلث ہونا بداھۃ محال ہے۔

(۶)

نیز ایک تین کا جزء ہونیکی وجہ سے مقدم ہے اور تین بوجہ کل ہونے کے موخر ہے اس لئے کہ جزء کل سے مقدم ہوتا ہے اور کل جزء سے موخر ہوتا ہے۔

پس اگر ایک اور تین ایک ہوں تو مقدم کا عین موخر ہونا اور موخر کا عین مقدم ہونا لازم آئے گا جو بداھۃ محال ہے۔

(۷)

بلکہ شئے کا خود اپنے نفس پر مقدم ہونا لازم آئے گا جو بداہتہً محال ہے۔

(۸)

نیز تمام اعداد حقیقت میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف اور جدا ہیں لہٰذا شئی واحد کا حقیقتہً ایک ہونا اور تین ہونا عقلاً محال ہے۔

(۹)

نیز مسیحین کے نزدیک جب خدا تین اقنوموں کا مجموعہ ہوا اور ہر اقنوم واجب الوجود ہوا تو مجموعہ اپنے وجود خارجی میں ان تین اجزاء یعنی تین اقنوموں کا محتاج ہوگا اور مجموعہ معلول ہوگا اور اقانیم ثلاثہ اسکی علت ہونگے اور جو کسی علت کا محتاج ہو وہ واجب الوجود نہیں ہو سکتا اس لئے کہ معلول علت موخر ہوتا ہے اور جو موخر ہوتا ہے وہ ممکن اور حادث ہوتا ہے۔

(۱۰)

نیز حضرت مسیح کو جب خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے تو باپ کو بیٹے پر ضرور تقدم زمانی ہوتا ہے اور بیٹے کو تاخر زمانی اور بیٹا اپنے وجود میں باپ کا محتاج بھی ہوتا ہے اور موخر اور محتاج خدا نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ کلام

یہ کہ عقیدہ تثلیث سرا سر خلاف عقل ہے انصاریٰ کے اولین و آخرین میں کوئی شخص ایک دلیل عقلی ہی توحید فے التثلیث اور تثلیث کے لئے نہیں پیش کرسکتا اور بلاشبہ عقیدہ تثلیث عقیدہ شرک ہے اور توحید اور تثلیث کے اجتماع کا عقیدہ کہنا اجتماع نقیضین کا عقیدہ رکھنا ہے اسی وجہ سے امام رازی نے لکھا ہے کہ ہم نے دنیا میں نصارے کے مذہب سے زیادہ کوئی مذہب رکیک اور عقل سے بعید نہیں دیکھا اسی وجہ سے جارج سیل نے اپنے ترجمہ قرآن مطبوعہ ۱۸۳۶ء میں عیسائیوں کو وصیت کی ہے کہ مسلمانوں کے سامنے ایسے مسئلے نہ بیان کرو کہ جو خلاف عقل ہوں کلیسہ میں یہ طاقت نہیں کہ وہ مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ لے الخ دیکھو ازالتہ الشکوک ص ۲۶ ج ۱۔

ورثہ سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام

سوال : ابراہیم علیہ السلام کے دین کی وارث اس کی اولاد ہی ہے۔ حقیقتاً دین ابراہیمی پر چلنے والے ہم مسیحی ہی ہیں۔ اور ابراہیم کی نسل اسحاق اور یعقوب ہی ہیں۔

جواب : واقعی دین ابراہیمی کی وارث آپ کی اولاد ہی ہے۔ بنو اسحاق ہوں یا بنو اسماعیل۔ بشرطیکہ یہودی عیسائی نہ ہوں۔ کیونکہ کہ ابراہیم علیہ السلام کا مذہب اسلام تھا نہ کہ غیر۔ نیز آپ کی اولاد میں بنو اسماعیل شامل ہیں۔ بلکہ بنو اسماعیل بعض وجوہ سے بنو اسحاق پر بھی شرف رکھتے ہیں، مثلاً مکالمہ بالملکہ :

"اور خداوند کے فرشتہ نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا ہوگا۔ اس کا نام اسماعیل رکھنا۔ اس لئے کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا"۔ (پیدائش ۱۱/۱۶)

تبصرہ : یہ شرف حضرت ہاجرہؑ کے لئے ہے۔ کہ فرشتہ سے گفتگو ہوتی تھی اور فرشتہ عموماً حاضری میں رہتا تھا"۔

"اور خداوند نے اس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا۔ اے ہاجرہ ! تجھ کو کیا ہوا۔ مت ڈر"۔ (پیدائش ۱۷/۲۱)

تبصرہ : اس درس سے بھی ظاہر ہے کہ فرشتہ ام اسماعیل کے ہاں حاضر ہوتا تھا۔

"اسماعیل علیہ السلام کا نام فرشتہ کے ذریعہ ان کی والدہ نے رکھا"۔ (پیدائش ۱۱/۱۶)

اسحاق علیہ السلام کے لئے یہ شرف حاصل نہیں۔

اسماعیل علیہ السلام کے خطاب و القاب توراۃ میں قابل ذکر حسب ذیل ہیں :-

"اسماعیل کے حق میں میں نے تیری دعا سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے آبرو مند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار ہوں گے، اور میں اسے بڑی قوم بنا دوں گا"۔ (پیدائش ۲۰/۱۷)

بنو اسماعیل بنو اسحاق کے بھائی ہیں۔ یعنی ابراہیمی برکات میں پورے حق دار ہیں۔ اور "اس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم پیدا کروں گا اس لئے کہ وہ تیری نسل سے ہے"۔(پیدائش ۱۳/۲۱)

تبصرہ : اس درس سے ظاہر ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد برکات ابراہیمی میں وارث ہے

چونکہ نسل میں ہے۔ یہاں سیدہ ہاجرہؑ کے لئے لونڈی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ایک مستقل مسئلہ ہے۔ اس کے متعلق آخر میں ایک فصل ہے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

"اور ابجیل سے عماسا پیدا ہوا اور عماسا کا باپ اسماعیلی تھا"۔ (التواریخ ۱۷/۲)

تبصرہ : معلوم ہوا کہ بعض اسحاقیوں کی بیٹیاں اسماعیلیوں کے گھر تھیں۔ پادری صاحب یہ ایک گہرا رشتہ ہے غور فرمائیں:-

مندرجہ حوالہ جات سے ثابت کہ سیدہ ہاجرہؑ کی فضیلت سیدہ سارہؑ پر ہے۔ کسی مقام سے سیدہ سارہؑ اور اسحاق علیہ السلام کی فضیلت سیدہ ہاجرہؑ اور اسماعیل علیہ السلام پر ثابت نہیں بلکہ دونوں بھائی ہر مقام پر ساتھ ساتھ ہیں۔

"اور اس کے بیٹے اسحٰق اور اسماعیل نے مکفیلہ کی غار میں جو ممرے کے سامنے حتی صحر کے بیٹے عفرون کے کھیت میں ہے اسے دفن کیا"۔ (پیدائش ۲۵/۹)

تبصرہ : معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی تجہیز و تکفین میں دونوں بھائی برابر کے شریک تھے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے ملک شام دیا اور اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ملک عرب دیا۔ آپ وہیں رہے اور بڑھے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کو آل ابراہیم سے خارج سمجھا جائے؟ اور بر خلاف توراۃ کے پولوس کے قول۔ اگلاتی ۳۵/۴ کا اتباع کیا جائے۔

سوال : بنی اسرائیل ہی اسلام کے حقیقی وارث ہیں۔ سورۃ انبیاء میں ہے :- "ہم نے ابراہیم کو اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا بخشا اور ہم نے اعلیٰ درجہ کا نیک بنایا"۔

قرآن نے اسماعیل کو ابراہیم کی نسل سے خارج کر دیا اور اسلام کے وارث نہیں مانا۔ بلکہ صرف اسحاق اور یعقوب کی نسل گردانی گئی۔

جواب : پادری صاحب! آپ نے کس قدر تعصب اور تجاہل سے کام لیا ہے۔ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر ذکر فرمایا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں۔ قرآن حکیم ہی فرماتا ہے :-

"وہ رسول تھے، نبی تھے، صادق تھے، نماز و روزہ کے آمر و عامل، خدا کے ہاں پسندیدہ تھے۔ ان کی طرف وحی آتی تھی۔ ان پر خدا کی کتاب اتری، وہ عہد الٰہی میں اپنے باپ ابراہیمؑ کے شریک تھے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت اپنے باپ کے بازو تھے۔ وہ اخیار سے تھے۔ وہ ہی

ذبیح تھے۔ وہ صابر تھے۔ وہ رحیم تھے۔ وہ صالح تھے"۔ (آیات قرآنیہ)

سوال : باقی تو کسی حد تک مان لیا جاسکتا ہے۔ مگر آپ نے جو یہ کہا ہے کہ وہی ذبیح تھے، یہ تو صریح غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ مسلمان کی شان نہیں کہ ایسی بے دلیل بات منہ سے نکالے۔

جواب : آپ اس موضوع کو ٹھنڈے دل سے سنے۔ انشاء اللہ یقیناً مان جائیں گے۔ میں اپنی ہر دلیل کا پورا پورا ذمہ دار ہوں اور بائیبل سے ثابت کروں گا کہ ذبیح اسماعیلؑ ہی ہیں نہ کہ اسحاقؑ۔

"مبارک، برومند، صاحب ترقی و کثرہ، ابوالقوم العظیمہ"۔ (پیدائش ۲۰/۱۷)

ذبیح اللہ سیدنا اسماعیلؑ یا سیدنا اسحٰقؑ

سوال : قرآن بیان کرتا ہے کہ :-

"ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسحاقؑ کی قربانی دی تھی"۔

اور یہ مضمون بائیبل کے بے شمار مقامات سے ثابت ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا اسماعیلؑ کو ذبیح ماننا قرآن اور بائیبل دونوں سے انکار کرنا ہے۔

جواب : پادری صاحب! آپ نے تو لفظی معنوی تحریف کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ چوں کہ آپ بائیبل پر ان ہر دونوں صورتوں سے اچھی طرح مشق کر چکے ہیں۔ قرآن کریم کو لفظاً تو آپ بگاڑ ہی نہیں سکتے معناً" ہی سہی۔ مگر خدام اسلام کے ہاں آپ کی چالاکیاں بیت عنکبوت سے زیادہ قوت نہیں رکھتیں، مانا کہ یہ مسئلہ اہل اسلام اور یہود و نصاریٰ کے ہاں مختلف فیہ ہے۔ لیکن قرآن حکیم سے یہ تصریح نہیں ملتی کہ ذبیح اسحاق ہیں۔ قرآن کریم نے چونکہ ذبیح کا نام نہیں بتایا، لہٰذا اختلاف پڑ گیا۔ بعض نے حسب اتبع روایات اہل کتاب، حضرت اسحاقؑ مان لئے اور اکثر نے حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ قرآن حکیم کا ذبیح کے ذکر کے بعد اسحاق علیہ السلام کا جدا ذکر کرنا صاف دلالت کرتا ہے، کہ ذبیح غیر از اسحاق ہیں۔ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو لڑکوں کی بشارت دی گئی ہے ایک مبشر کا لقب "علیم" سیدہ سارہؑ کا لڑکا، دوسرے مبشر کا لقب "حلیم" یہ سیدہ ہاجرہؑ کا لڑکا۔ قصہ ذبح میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو پہلے ذکر فرمایا اور بعد میں سیدنا اسحاق علیہ السلام کیوں کہ اسماعیل علیہ السلام اسحاق علیہ السلام سے بڑے ہیں۔

جواب : بائیبل نے ہی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ قربانی اکلوتے بیٹے کی ہوئی۔

"خداوند فرماتا ہے چونکہ تو نے یہ کام کیا کہ اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے دریغ نہ رکھا،

اس لئے میں نے بھی اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں تجھے برکت دوں گا"۔ (پیدائش ۱۶ار۱۶)

"اور جب ابراہام سے اسماعیل پیدا ہوا تب ابراہام کی عمر چھیاسی (۸۶) برس کی تھی"۔ (۲۱ر۲۵)

مؤخر الذکر دونوں حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ سیدنا اسماعیلؑ اسحاقؑ سے چودہ برس بڑے اور اکلوتے ہیں۔ پیدائش ۲ار۲۲ میں واضح ہے۔ کہ قربانی اکلوتے کی ہوئی۔

جواب نمبر۲ : بائیبل میں ذبح کے قصہ میں لکھا ہے:۔

"اور تیری اولاد اپنے دشمنوں کے پھاٹک کی مالک ہوگی۔ اور تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی"۔ (پیدائش ۱۷ار۲۲)

اور یہ بات بلکل واضح ہے کہ بنی اسرائیل ہمیشہ دشمنوں سے مرعوب اور مغلوب ہی رہے۔ فرعون نے عذاب میں رکھا۔ فقح بن رملیا نے ایک لاکھ بائیس ہزار اسرائیلی قتل کئے۔ (۲تواریخ ۶ر۲۸)

بخت نصر نے توراۃ جلا دی' بیت المقدس خراب کیا۔

طیطس نے یروشلم کے ہر مرد عورت قتل کیا۔ حتیٰ کہ تیس لاکھ اسرائیلی تباہ کئے۔ اسی طرح وقیانوس نے کئی قتل کئے۔ تیس یا زیادہ بادشاہ ہوئے جنہوں نے بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم کئے۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ اسمٰعیلی ہمیشہ غیر اقوام پر غالب رہے اور ہر مقام پر قدرت نے فتح عظیم سے نوازا۔ ذرا تاریخ اٹھا کر مندرجہ ذیل جنگوں کے حالات پڑھئے۔ اسماعیلیوں اور اسرائیلیوں کی قوت کا اندازہ جنگ ذات السلاسل' جنگ قارن' جنگ لیس' فتح خیبر' فتح حیرہ' فتح انبار' فتح عین' التمر' فتح دومتہ الجندل' جنگ حصد' جنگ فراض' جنگ یرموک' فتح دمشق' جنگ فحل' فتح سکر' جنگ بویب' جنگ قادسیہ وغیرہ۔

اسماعیلیوں کی آپس میں لڑائی ہوتی تو بعض کو دوسرے پر غلبہ ہو جاتا۔ لیکن غیر ان پر غالب نہیں ہوا۔ تو ذبح کی نسل موعود اسمٰعیلی ہی ہوئے۔ اور ذبیح اسماعیلؑ ٹھہرے۔

جواب نمبر۳ : ذبح کے نشانات مکہ میں ہی پائے جاتے ہیں۔ بائیبل میں ہے کہ :۔

"واقعہ ذبح موریاہ کے مقام پر ہوا"۔ جس کو بلفظ دیگر مروہ کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد مقدس بھی ہے :۔ ان الکبش الذی نزل علیٰ ابراھیم فی ھٰذا المکان (درمنثور ۵ص ۲۸۴)

نیز تواریخ و احادیث سے بھی ثابت ہے کہ اس مینڈھے کے سینگ تا زمانہ فتح مکہ کعبہ میں موجود تھے معلوم ہوا کہ مقام ذبح مکہ کے قریب ہی ہے۔

جواب نمبر۴ : پادری صاحب! قربانی کی رسم صاف دال ہے کہ وہ مذبح مکہ ہی تھا۔ کیوں کہ اور کوئی مذبح ابراہیمی معین ہی نہیں' جہاں سال بسال قربانیاں جمع ہوتی ہوں۔ (یاد فرمیئے)

جواب نمبر۵ : ۔سعیاہ ۱۶/۱۷ر۶۰ مدعیان اور عیفاء کی سانڈنیاں آکر تیرے گرد بے شمار ہوں گی' قیدار کی سب بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی۔ نبایوت کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے وہ میرے مذبح پر مقبول ہوں گے۔ اور میں اپنے شوکت کے گھر کو جلال بخشوں گا۔

اور توراۃ سے یہ ظاہر ہے مدیان' عیفان اسماعیل علیہ السلام کے بھائی نبایوت اور قیدار اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہے جو بڑھ کر قبیلے بن گئے اور قربانی کے وقت مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔

شوکت کے گھر یعنی بیت الحرام جو کعبہ شریف کا نام ہے یہ مضمون بھی دلیل ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام تھے جن کی یادگار ان کی اولاد و اخوان میں آج تک جاری ہے۔

جواب نمبر۶ : یہ قصہ مقام موریاہ میں ہوا ہے۔ جیسے پیدائش ۲ر۲۲ سے ظاہر ہے اور موریاہ مروہ ہی کو کہتے ہیں جو کہ مکہ میں پہاڑی ہے۔

سوال : جب صحیح معنی میں اسلام ہود و نصاریٰ ہی میں ہے تو ذبیح اسماعیل کیسے ہو گئے۔ کیا سورۃ مائدہ میں ہم سے خدا تعالیٰ نے وعدہ نہیں کیا:۔

و قال اللّٰہ انی معکم لئن اقمتم الصلوۃ و اقیم الزکوۃ و امنتم برسلی۔

نیز حکم ہے :۔و اذ اوحیت الی الحواریین ان امنو ابی و برسرلی قالوا امنا و اشھد باننا مسلمون۔

یہود بربنا آیت مقدم اور عیسائی بوجہ موخر کے مسلمان ہیں۔ لہٰذا ہمارا دعوی کہ ذبیح اسحاق ہیں۔ درست ہوا۔

جواب : بے شک اگر اسلام سے مراد عیسائیت یا یہودیت ہے تو جس طرح یہ دونوں مذاہب ایک دوسرے سے خارج ہیں۔

اب ادنیٰ سے تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید نے ہر دو مذاہب کی تردید کی ہے یا نہیں؟ قرآن کریم نے تمہارے اندرنی خلفشار' فتن اور فسادات کو ظاہر فرمایا ہے۔ نیز یہودیت تو خدا کو تب پسند ہوتی جب یہودی نماز پڑھتے' زکوٰۃ دیتے اللہ کے رسولوں پر ایمان لاتے۔ کیوں کہ آیت کریمہ میں ان تینوں کا ذکر ہے۔ مگر انہوں نے ان تینوں کلموں کی خلاف ورزی کی۔ پہلے دونوں کلموں کو پس پشت ڈالا اور تیسرے کلمہ کو بجائے ایمان لانے کے قتل کیا۔ لہٰذا یہودیت مردود۔ اگر

عیسائیت اسلام کی دعویدار ہے تو جس کتاب مجید سے اپنے مسلمان ہونے کی دلیل پیش کر رہی ہے۔ اس سے انکار کیسا ؟ اس کے ماننے والوں سے عداوت کیسی ؟ اس ارفع و اعلیٰ کتاب کے لانے والے سے دشمنی کیسی ؟ اس ذات والا صفات پر اعتراضات کیوں ؟ پادری صاحب تعجب ہے۔

حضرت اسحاق کو ذبیح ثابت کرنے کے لئے یہودیوں سے بھی تعلق جوڑنا پڑا اور ذات مسیح سے عداوت کرنی پڑی، کیا مسیح کو صلیب دینے والے (بزعم شما) یہودی نہیں ؟ کیا مسیح علیہ السلام نے انہیں ظالم اور بھیڑیئے کے لفظوں سے یاد نہیں کیا ؟ ہاں مثل ہے۔ مرتا کیا نہ کرتا۔

الوہیت کامعیار

(۱) "خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ حی ہو ازل سے ابد تک زندہ ہو، موت کا طاری ہونااس پر محال ہو"۔ عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بات صادق نہیں آتی۔

(۲) خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ قیوم ہو، ساری کائنات کا محافظ و نگہبان رزاق ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بات ہی صادق نہیں آتی کہ وہ بقول نصاریٰ اپنا آپ بھی نہ بچا سکے۔

(۳) خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ قہار بھی ہو جبار بھی، اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے پر بھی قادر ہو۔ عزیز بھی، ذوانتقام بھی ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بات بھی صادق نہیں آتی کہ وہ اپنے آپکو بھی ظالموں کا نشانہ بننے سے محفوظ نہ کرسکے۔

(۴) خدا کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا علم ساری کائنات کے لئے محیط ہو۔ کوئی قطرہ کوئی ذرہ اس سے مخفی نہ ہو اور وہ علم اپنا ذاتی ہو، کسی کا دیا ہوا نہ ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بات بھی صادق نہیں آتی، کہ وہ غیبی خبریں بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بتانے سے۔

(۵) خدا کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ تبدل و تغیر، حدوث و فنا، دکھ پریشانی وغیرہ امور کا طاری ہونا اس پر محال ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بات بھی صادق نہیں آتی کہ آپکی زمینی زندگی حوادث زمانہ کا اثر لیتی رہی۔

(۶) خدا کے لئے ضروی ہے کہ وہ کسی شئے کا محتاج نہ ہو اور ساری کائنات اسکی محتاج ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام غذا کے محتاج تھے۔ جو غذا کا محتاج ہے وہ دراصل تمام عالم کا محتاج ہوگا غذا کے پیدا کرنے میں زمین آسمان چاند تارے سورج پانی ہوا وغیرہ کو دخل ہے۔ اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ یا خدا کسی عورت کے رحم اور شکم میں جسم پکڑے اور پھر اس کی ولادت ہو۔ سبحانہ وتعالے عما یصفون مسیحوں کا یہ عقیدہ بالکل ہندوؤں سے ملتا جلتا ہے کہ وہ بھی رام چندر، کرشن اور دوسرے اتاروں کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

مسیح کو خدا ماننا کئی وجوہ سے باطل ہے۔

(۱) بچہ اپنے ماں باپ کی فرع ہوگا اور پیدا ہونے میں ان کا محتاج اور یہ واضح ہے کہ فرع اصل کا محتاج ہوتا ہے اور محتاج خدا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا کوئی مولود، خدا، الٰہ، معبود نہیں ہوسکتا۔

(۲) مولود اپنے باپ کا جز ہوتا ہے اور الوہیت کی تقسیم اور اجزاء کا قائل ہونا عقل و نقل کے خلاف۔ لہٰذا مسیح خدا نہیں۔

(۳) مسیح علیہ السلام کی جسمانیت کے عیسائی بھی قائل، جسم وہ ہے جو اجزاء سے مرکب ہو۔ جسم کے لئے ابتداء، انتہا، مکان، زمان، اکناف، اطراف، جہت، سمت، حدود و قیود کا ہونا از حد ضروری، جیسے کہ مسیح علیہ السلام کے لئے یہ امور ثابت ہیں۔ اللہ ان تمام امور و کیفیات سے پاک و منزہ، لہٰذا مسیحؑ خدا نہیں۔

(۴) اگر یہ کہا جائے کہ مسیح علیہ السلام تو انسان ہی ہیں۔ مگر الوہیت نے ان میں حلول کر لیا۔ اگر مسیحی اسی بات کے قائل ہوں تو وہ کرشن، رام چندر اور اوتاروں میں خدا کے حلول کرنے کو کس دلیل سے جرات و ہمت سے رد کریں گے۔ کیا وجہ ہے اور کونسی دلیل ہے کہ شداد، ہامان، فرعون، نمرود میں خدا کا حلول اور نزول محال ہو۔ دجال بھی مردے زندہ کرے گا۔ عیسائی مبلغ بتائیں کیا دلیل ہے کہ مسیح ابن مریمؑ کی الوہیت تو حق ہو اور مسیح دجال کی باطل۔

(۵) کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا اتحاد و بشر کثیف سے تو کر لیا اور فرشتہ لطیف کو محروم رکھا۔

(۶) اگر عیسیٰ علیہ السلام اپنی صفات علیا کے باعث معبود ہوسکتے ہیں تو کوئی دوسرا انسان کیوں نہیں ہوسکتا۔

(۷) پیدائش الوہیت کے منافی ہے۔ پیدا ہونے کے معنی یہ نہیں کہ وہ پہلے نہ تھا۔ بعد میں موجود ہوا۔ اور جو عدم کے بعد وجود میں آئے وہ حادث۔ لہٰذا مسیح علیہ السلام حادث اور حادث خدا نہیں ہوسکتا۔ خدا کے لئے قدیم اور ازلی ہونا ضروری ہے۔

نمبر۱ "انسان کون ہے کہ پاک ہوسکے اور وہ جو عورت سے پیدا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے"۔ (ایوب ۱۴ر۱۵)

نمبر۲ "کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے کوئی نہیں"۔ (ایوب ۴ر۱۴)

نمبر۳ "کیا فانی انسان خدا کے حضور صادق ٹھہریگا"۔ (ایوب ۱۸ر۴)

نمبر۴ "انسان خدا کے آگے کیوں کر صادق ٹھہرے گا"۔ (ایوب ۲ر۹)

نمبر۵ "پس خدا کے حضور انسان کیوں کر صادق سمجھا جاوے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے۔ کیوں کرپاک ٹھہرے"۔ (ایوب ۲۵ر۴)

نمبر۶ "کوئی انسان جیتی جان تیرے حضور راستباز نہیں ٹھہر سکتا"۔ (زبور ۱۴۳ر۲)

نمبر۷ "اگر ہم کہیں گے کہ بے گناہ ہیں تو ہم جھوٹے ہیں اور آپ کو فریب دیتے ہیں"۔ (یوحنا کا ایک خط ۱ر۸)

نمبر۸ "کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں کوئی نیکو کار نہیں ایک بھی نہیں"۔ (رومیوں کا خط ۳ر۱۱،۱۲)

نمبر۹ "کون کہہ سکتا ہے کہ میں نے اپنے دل کو صاف کیا ہے گناہ سے پاک ہوں"۔ (امثال ۲۰ر۹)

نتیجہ: بائیبل کی اس تعلیم کی رو سے کہ ہر انسان فطری طور پر گناہگار ہے اور کسی عورت کا کوئی بھی بچہ قطعاً نیک، صادق، راستباز نہیں ہوسکتا، تو نہ معلوم مسیح مریم کے بیٹے خدا کیسے قرار دیدئے گئے۔ جب کہ تعلیم بائیبل کی رو سے ہر انسان گنہگار اور ہر گنہگار شیطان کا فرزند ٹھہرتا ہے۔ معاذ اللہ، لکھتا ہے:-

"اور جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے"۔ (یوحنا ۳ر۸،۹)

خدائی فیصلہ افضل آپؐ ہیں

سوال: مولوی صاحب! آپ مسیح کے سارے نبیوں سے افضل ہونے سے کیسے انکار کرسکتے ہیں۔

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ — میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے پیدا کرتا ہوں

الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا — ان میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے

باذن اللہ۔ (القرآن) — اڑنے لگ جاتے ہیں۔

کیا کسی اور نبی نے بھی پرندے بنائے یا کسی کو زندہ کیا۔ اب یا تو مسیح کو خالق مانو یا قرآن سے انکار کروہ بائیبل سے تو مسیح کا خالق ہونا ثابت ہے ہی۔

جواب: مانا کہ آپ لوگ دھوکہ بازی، مکاری، کیادی اور آیات قرآنی کا غلط ترجمہ کرنے میں اچھی خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ مگر ایسی چالاکی اور ہوشیاری کو صرف گرجا کی چاردیواری تک ہی محدود رکھا کریں۔ خدام اسلام کے سامنے آپ کی چالاکیاں واضح ہیں۔ آپ نے آیت کریمہ کا غلط

ترجمہ کیا ہے۔

بات تو یہ ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت پر دلیل بیان فرمارہے ہیں کہ میں تمہارے لئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں، جیسی پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس کے پھونک مارتا ہوں جس سے وہ جاندار پرندہ بن جاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے خلق بمعنی بنانے کے ہیں نہ کہ پیدا کرنے کے ورنہ کھیئۃ الطیر کا لفظ "ک" بے کار ہوگا۔ اس آیت سے نہ مسیح کا خالق ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی قرآن حکیم کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ آیت کریمہ اپنے مقام پر بالکل صاف اور واضح ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ اپنے مقام پر نمایاں ہے۔ رہی یہ بات کہ بائیبل مسیح کو خالق بتاتی ہے۔ سو یہ سفید جھوٹ اور صریح کذب بیانی اور آپ لوگوں کا بائیبل پر محض افترا و بہتان ہے۔ سنئے!

"اور اس قوم نے سب سردار کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کرکے ان سے پوچھا کہ مسیح کی پیدائش کہاں ہونی چاہئے"۔ (متی ۲ر۴)

تبصرہ: اس درس سے صاف نمایاں ہے۔ مسیح خالق نہیں بلکہ مخلوق ہے۔ جس کی جائے ولادت کے تعلق مشورہ کیا جا رہا ہے۔

"میں اس لئے پیدا ہوا، اوراس واسطے دنیا میں آیا ہوں کہ حق پر گواہی دوں"۔ (یوحنا ۱۸ر۳۷)

تبصرہ: اس درس سے ظاہر ہے کہ مسیح نے اپنے آپکو مخلوق مانا ہے۔ رہا معجزہ کی رو سے مسیح کو خالق کہنا سو یہ بھی ایک عظیم غلطی ہے۔ کیوں کہ ایسے معجزات دیگر انبیاء علیہم السلام سے بھی صادر ہوئے ہیں چنانچہ بائیبل میں مندرجہ ذیل انبیاء کے معجزات موجود ہیں۔

"یوسف علیہ السلام نے باپ کی آنکھوں پر ہاتھ لگایا اور بینائی ہوئی"۔ (پیدائش ۴۶ر۴،۵)

"اس نے اپنی بیوی سے کہا! کاش میرا آقا اس نبی (ایشع) کے برابر ہوتا جو سامریہ میں ہے تو وہ اسے اس کے کوڑھ سے شفا دے دیتا"۔ (۲سلاطین ۵ر۳)

تبصرہ: اس درس سے ظاہر ہے کہ حضرت ایشع کا یہ معجزہ تھا کہ کوڑھی کو شفا بخشتے تھے۔

"پھر وہ اٹھ کر اس گھر میں ایک بار ٹہلا اور اوپر چڑھ کر اس بچہ کے اوپر پسر گیا۔ اور وہ بچہ سات بار چھینکا اور بچے نے آنکھیں کھول دیں"۔ (۲سلاطین ۴ر۳۵)

تبصرہ: اس درس سےظاہر ہے کہ حضرت ایشع نے مردے زندہ کئے اور یہ آپ کے معجزہ تھا۔

بلکہ بعض انبیاءؑ کے معجزات مسیح علیہ السلام سے بڑھ کر ثابت ہوئے۔

"اور موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس گئے اور خدا کے حکم کے مطابق کیا۔ اور ہارون نے اپنی لاٹھی فرعون اور اس کے خادموں کے سامنے ڈال دی اور وہ سانپ بن گئی"۔ (خروج ۱۰/۷)

تبصرہ : مٹی سے پرندے بنا کر اڑا دینے سے زیادہ کمال یہ ہے کہ لکڑی کا سانپ بنا کر چلا دینا۔ کیونکہ مٹی سے پیدا کرنا قانون قدرت میں داخل ہے۔

"انہوں نے ایسا کیا اور ہارون نے اپنی لاٹھی لے کر اپنا ہاتھ بڑھایا اور زمین کی گرد کو مارا۔ اور انسان اور حیوان پر جوئیں ہو گئیں"۔ (خروج ۱۷/۸)

تبصرہ : مسیح علیہ السلام تو ایک ایک پرندہ بناتے اور پھونک مار کر اڑا دیتے مگر ہارون علیہ السلام کے ایک عصا سے ساری مصر کی زمین کے گرد جوئیں بن گئیں۔ زیادہ کمال یہ ہے یا وہ۔

"اور اے سورج تو جبعون پر اور اے چاند تو وادی ایالون میں ٹھہرا رہ۔ اور سورج ٹھہر گیا اور چاند تھما رہا۔ جب تک قوم نے اپنے دشمنوں سے انتقام نہ لے لیا"۔ (یشوع ۱۲/۱۰)

تبصرہ : مسیح علیہ السلام نے تو زمین پر پرندوں کو اڑایا۔ مگر یشوع نبی نے آسمانوں پر سورج اور چاند کو ٹھہرا دیا۔ اور اس سے بڑھ کر میرے "آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زمین پر تشریف فرماتے ہوئے انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیئے"۔ "اقتربت الساعة و انشق القمر"۔

"داؤد کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میں نے تیری دعا سنی، میں نے تیرے آنسو دیکھے سو دیکھ میں تیر عمر پندرہ برس اور بڑھا دوں گا"۔ (یسعیاہ ۵/۳۸)

تبصرہ : یسعیاہ نبی نے تو اللہ سے دعا کر کے اپنی عمر پندرہ برس زائد کروالی۔ مگر مسیح (جو اس کا بیٹا ہے) ایلی ایلی لما شبقتنی کہہ کہہ کر تھک گیا، مگر باپ نے ایک نہ سنی۔ یسعیاہ نبی کا معجزہ بڑا ہوا یا مسیح کا۔

"سو انہوں نے اس شخص کو الیشع کی قبر میں ڈال دیا اور وہ شخص الیشع کی ہڈیوں سے ٹکراتے ہی جی اٹھا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا"۔ (۲سلاطین ۲۱/۱۳)

تبصرہ : مسیح کے ہاتھ نے پرندے بنائے۔ مگر الیشع نبی کی مبارک ہڈیوں نے مردے زندہ کئے بتایئے زیادہ کمال پہلا ہے یا پچھلا۔ کیا سب خالق تھے۔

پادری صاحب! غلط ترجمہ کر کے آپ قرآن حکیم کو نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدائے ذوالجلال نے کیا ہے۔

سوال : بخاری کی حدیث میں آتا ہے۔ "جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسے شیطان مس کرتا ہے، مگر مسیحؑ اور اس کی والدہ مریمؑ کو مس نہیں کیا"۔ معلوم ہوا کہ مسیحؑ اور اس کی ماں کے علاوہ بنی نوع انسان کو مس کرتا ہے۔ جس میں تمام نبی اور حضرت محمدؐ بھی شامل ہیں۔ لہٰذا مسیحؑ کی افضلیت تمام انبیاء مرسلین پر ثابت ہوئی اور آپ بے گناہ ثابت ہوئے۔

جواب : بے شک یہ مضمون حدیث میں موجود ہے۔ رہا یہ کہ اس مضمون سے یہ ثابت ہوا کہ حضورؐ کو بھی شیطان نے مس کیا سو یہ بالکل بے بنیاد! اور غلط شبہ و اعتراض ہے۔ حضورؐ کی ذات بابرکات اس سے مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ خصائص کبریٰ کی حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ بوقت ولادت حضورؐ جبرائیلؑ نے شیطان کو مار کر پہاڑوں اور غاروں میں بھگا دیا تھا۔ جب موجود ہی نہ تھا تو مس کیسے کرتا۔ نیز حدیث ام من مولود یولد الامسة الشیطان کے حصر سے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عقلاً و نقلاً مستثنیٰ ہیں۔ اور یہ حصر یقینی اضافی ہے حقیقی نہیں۔

نیز رہا یہ کہ آپ بے گناہ ثابت ہوئے اہل اسلام کا تو عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء صغائر و کبائر گناہ سے پاک ہیں۔ ان پر شیطان کا اثر نہیں ہو سکتا۔ قرآن حکیم نے اس مضمون کو واضح فرمایا ہے اور ذات مسیح کے متعلق ہے کہ وہ انسان کامل بے ادعاء الوہیت تھے اور تمام انبیاءؑ کی مانند معصوم مطلق ہیں۔ البتہ کتاب مقدس نے شان مسیح میں وہ نازیب الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جنہیں سن کر یا پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور اس محرف ثابت کرنے کے لئے کافی دلیل مل جاتی ہے۔ حسب نقول عہد جدید یعنی انجیل موجود مسیح بالکل غیر صالح تھا۔

"یسوع نے اس سے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا"۔ (مرقس ۱۸/۱۰)

تبصرہ : اس درس سے معلوم ہوا کہ مسیح نے اپنے آپ کو نیک کہنے سے بھی منع کیا اور خدا کا ایک ہونا ثابت کیا۔ اور مسئلہ تثلیث کا قلع قمع کیا۔

"جو گناہ سے واقف نہ تھا اسی کو اس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اس میں ہو کر خدا کی راستبازی میں ہو جائیں"۔ (۲ کرنتھیوں ۲۱/۵)

تبصرہ : اس درس نے بتایا کہ مسیح سراپا گناہ تھا (معاذ اللہ) نیز یہ بھی پتہ چلا کہ اس کلام کا متکلم خدا یقیناً نہیں بلکہ کوئی وفادار شاگرد مسیح ہے۔ جو مسیح کی شان بیان کر رہا ہے۔ اور نہ ہی یہ کلام الٰہی ہے بلکہ تاریخی قصہ ہے۔

"گناہ میں رہ کر پاک ہونا۔ جھوٹ بول کر اسے سچا ثابت کرنا بھی تو آخر آپ لوگوں کا ہی کمال ہے"۔ مسیح تو سراپاگناہ اور آپ لوگ سراپا راست باز (ماشاء اللہ) کیا ہی عجیب و غریب منطق ہے۔

"کیونکہ مسیح جو مرا گناہ کے اعتبار سے ایک بار مرا۔ مگر اب جو جیتا ہے تو خدا کے اعتبار سے جیتا ہے"۔ (رومیوں ۱۰ر۶)

تبصرہ : اس نے بتایا کہ مسیح کا خاتمہ گنہگاری کی حالت میں ہوا۔ (معاذ اللہ)

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی سنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے جو لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے"۔ (گلیتون ۱۳ر۳)

تبصرہ : پادری صاحب ! جب مسیح لعنتی ہوا۔ قانون لعنتی ہوا۔ تو پھر آپ اپنے متعلق خود اندازہ لگائیں۔

سوال : مولوی صاحب! ایسی گستاخی سے کام نہ لو۔ میں آپ کی بحث تحمل سے سن رہا ہوں۔ میرے جذبات کو مجروح نہ کیجئے۔

جواب : پادری صاحب! گستاخی کی ہے تو کتاب مقدس نے کی۔ اگر میں نے کچھ اپنی طرف سے کہا ہے تو فرمایئے۔ مجھے آپ کے جذبات کا پورا پورا احترام ہے۔ جو زخم ہوئے ہیں۔ ان کا علاج کرتا ہوں۔ مضمون سن لیجئے۔ اگر میرے علاج کو نمک پاشی سمجھیں تو پھر میرے پاس کوئی علاج نہیں۔

"اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ الوہی الوہی لما شبقتنی"۔ (مرقس ۳۴ر۱۵)

تبصرہ : غالبًا یہ بھی مسیحت کی دلیل ہوگی۔ پہلے انبیاءؑ کو قوموں نے جب نہ مانا تو انہیں نے اللہ کی بارگاہ قدس میں دعا کی اور اللہ نے ان کی دعا سنی۔ اور قوموں پر عذاب اتارا۔ نوحؑ کی بد دعا سے طوفان آیا۔ لوطؑ کی قوم کو تہ و بالا کر دیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے قوم پر کئی عذاب آئے مگر مسیح نے بوقت صلیب چلا چلا کر کہا مگر ایک نہ سنی گئی۔ شاید اسی کا نام افضلیت ہو۔

"اور جب مے ہو چکی تو یسوع کی ماں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس مے نہیں رہی یسوع نے اس سے کہا اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام"۔ (یوحنا ۳٬۴ر۲)

تبصرہ : شاید اسی چیز کا نام آپ لوگوں نے افضلیت رکھ لیا ہو۔ کہ ماں کو "اے عورت" کے

لفظ سے یاد کیا کرتا تھا۔ کسی پیغمبر نے اپنی ماں کے لئے کبھی ایسی بے ادبی کے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ جیسے کہ بائیبل نے مسیح کی طرف منسوب کئے ہیں۔

"پس یسوع نے ان سے پھر کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں"۔ (یوحنا ۸ر۱۰)

تبصرہ : پہلے آنے والوں سے مراد تمام انبیاءؑ ہیں جنہیں چور اور ڈاکو کہا جارہا ہے۔ مسیح کے علاوہ کسی پیغمبر نے کسی پیغمبر کو ایسے الفاظ نہیں کہے، جیسے بائیبل نے مسیح کی طرف منسوب کئے ہیں۔ شاید اسی کا نام افضلیت ہو۔

بعض لوگوں نے جب مسیح سے معجزہ مانگا۔ تو مسیح نے انہیں جواباً کہا:

"اس نے جوب دیکر ان سے کہا۔ اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں"۔ (متی ۳۹ر۱۲)

تبصرہ : کسی نبی نے کسی معجزہ مانگنے والے کو ایسے الفاظ سے جواب نہیں دیا، جیسے کہ بائیبل نے مسیح کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ ہاں یہ بھی ایک امتیازی فضیلت ہے۔ مسیح ایک انجیر کے درخت کے پاس آیا اور اس پر پھل نہ پایا تو یوں کہا:

"اس نے اس سے کہا آئندہ کوئی تجھ سے کبھی پھل نہ کھائے اور اس کے شاگردوں نے سنا"۔ (مرقس ۱۴ر۱۱)

تبصرہ : یہ بھی کسی کسی کا کام ہے کہ بلا وجہ درختوں کو بد دعا کرنا اور ہمیشہ کے لئے پھل سے محروم کر دینا۔ ورنہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تو خشک درختوں کو ہرا کیا۔ بے دودھ بکریوں کے تھنوں کو مس کیا تو دودھ کی نہریں بہہ گئیں۔ جابرؓ کے تھوڑے طعام پر ہاتھ رکھا تو اسے کہیں زیادہ کردیا۔ کھارے پانی میں لعاب دہن ڈالا تو اسے میٹھا بنا دیا۔

واقعی بائیبل کی اس عبارت نے مسیح کی افضلیت کو خوب واضح کیا۔ پادری صاحب! سو تو نہیں گئے؟

سوال : نہیں جی نہیں میں سن رہا ہوں، سمجھ رہا ہوں، میں جاہل نہیں کہ آپ کی تقریر کی تہہ تک نہ پہنچ سکوں۔ سب اشارے سمجھتا ہوں۔

جواب : بس ٹھیک ہے سنتے رہیے اور سمجھتے رہیے اور حق بات کی داد دیجئے۔ ایک اور عجیب و غریب حوالہ سنئے۔

"تو دیکھو ایک بد چلن عورت جو اس شہر کی تھی یہ جان کر کہ وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے کو بیٹھا ہے۔ سنگ مرمر کے عطر لائی اور اس کے پاؤں کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑے ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے انہیں پونچھا اور اس کے پاؤں بہت چومے اور ان پر عطر ڈالا"۔ (لوقا ۷؍۳۷)

تبصرہ : بائیبل کی اس عبارت سے مترشح ہے کہ مسیح کے پاؤں کو ایک فاحشہ عورت نے چوما اور اپنے سر کے بالوں سے مسیح کے پاؤں کو چوما۔ اور عطر ڈالا۔ مسیح نے یہ سب کچھ خوشی سے کروایا اسے کچھ بھی نہ کہا کیا یہ خلاف عصمت باتیں نہیں۔ اسی عبارت میں ہے کہ وہ عورت مسیح کے پیچھے کھڑی ہو کر اپنے آنسوؤں سے مسیح کے پاؤں بھگونے لگی۔ غرضیکہ بائیبل نے مسیح کے متعلق خلاف عصمت بہت کچھ لکھا ہے۔

مسیح کے متعلق قرآن فرماتا ہے : "وہ عبد صادق تھا۔ رسول برحق تھا' حضور علیہ السلام کا مبشر اور مصدق تھا۔ وہ عقیدتاً' تعلیماً" اور عصمتاً" دیگر انبیاءؑ کی طرح تھا۔

سوال : مسیح انبیاء اور تمام فرشتوں کا مسجود ہے۔ آدم کو جو سجدہ فرشتوں نے کیا وہ دراصل مسیح کو تھا۔ دیگر اسلامی روایات سے ثبوت ملتا ہے۔ کہ فتح مکہ کے بعد حضرت محمد نے تمام تصاویر کعبہ سے نکلوا دیں۔ مگر مسیح اور مریم کی تصویروں کو رہنے دیا۔ وہ تصویریں کعبہ میں موجود ہیں چنانچہ آج بھی امت محمدیہ مسیح کی تصویر کی پرستش کر رہی ہے۔

جواب : لعنة اللّٰه علی الکذبین۔ پادری صاحب! جھوٹ بولنا۔ غلط بیانی۔ دھوکہ بازی۔ دھونس۔ دھاندلی سے کام لینا تو آپ لوگوں کے بائیں ہاتھ کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ جب آپ لوگوں نے خدا کے متعلق بھی جھوٹی باتیں لکھ دیں تو کوئی اور کیسے بچ سکے گا۔ لکھا ہے:۔

"کیونکہ خدا کی بے وقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے۔ اور خدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے"۔ (اکر نتھیون ۱؍۲۵)

تبصرہ : معلوم ہوا کہ مسیحوں کا خدا بے وقوف بھی ہے اور کمزور بھی۔ اگر یہ صحیح ہے تو ایسے انوکھے اور نرالے خدا کا کیا کہنا۔ اگر صحیح نہیں تو خدا کی ذات پر بہتان عظیم ہے اور بائیبل کے محرف ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ موجودہ بائیبل کے مصنف نے نہ خدا کی ذات کو پاک رہنے دیا۔ اور نہ انبیاءؑ کی ذات کو چھوڑا۔

"جس بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا۔ اس لئے کہ زمین تیرے سبب لعنتی

ہوئی"۔ (پیدائش ۳؍۱۷)

تبصرہ : اس درس نے صاف طور پر واضح کر دیا کہ آدم لعنتی تھا (معاذاللہ) کیوں کہ نیکوں کے باعث دنیا میں نیکی ہوتی ہے۔ بروں کے باعث برائی ہوتی ہے۔ جب تک آدم کو لعنتی نہ مانو گے زمین کیسے لعنتی ہو جائے گی۔ (توبہ) نوح علیہ السلام کی ذات کو بائیبل نے یوں بدنام کیا:۔

"اور نوح کاشتکاری کرنے لگا۔ اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اس نے اس کی مے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہوگیا"۔ (پیدائش ۹؍۲۰)

ہارون علیہ السلام کی ذات بابرکات کو بائیبل نے اس طرح بد نام کیا:۔

"چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون کے پاس لے آئے اور اس نے ان کو ہاتھوں سے لے کر ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا"۔ (خروج ۳۲؍۳)

تبصرہ : اس درس نے بتایا کہ ہارون نے بنی اسرائیل کو حقیقی رب سے موڑ کر بچھڑے کی عبادت پر جوڑ دیا۔ اور رب حقیقی کے مقابلے میں دوسرا خدا بنا دیا۔ (معاذ اللہ) کیا پیغمبر دنیا پر اس لئے آتے ہیں کہ رب کے شریک بنائیں۔

لوط علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:۔

"اس کی لڑکیاں اس سے ہم آغوش ہوئیں۔ اور ان سے نسل بڑھی"۔ (پیدائش ۳۲ تا ۳۶؍۱۹)

داؤد علیہ السلام کی ذات پر بائیبل نے اسی طرح ایک بدنما دھبہ لگایا:۔

"اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہارہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا۔ کہا وہ انعام کی بیٹی بت سبع ہے۔ جو حتیٰ اوریاہ کی بیوی ہے۔ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی"۔ (سموئیل ۲ تا ۵؍۱۱)

اور سلیمان علیہ السلام کو بائیبل نے یوں بدنام کیا:۔

"کیونکہ سلیمان بڈھا ہوگیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا"۔ (اسلاطین ۱۱؍۴)

حزقیل کو بائیبل نے یوں بدنام کیا:۔

"اور تو جو پھلکے کھانا اور تو ان کی آنکھوں کے سامنے انسان کی نجاست سے ان کو پکاتا"۔

(حزقیل ۴/۱۳)

تبصرہ : یہ ایک عجیب و غریب حکم مسیحوں کا خدا حزقیل کو دے رہا ہے کہ اگر حزقیل نے عمل کیا۔ تو کھانا پکایا بھی اور کھایا بھی (معاذ اللہ) اگر عمل نہیں کیا تو حزقیل نافرمان ہوا کہ خدا کی نہ مانی اس سے اگلے درس میں ہے کہ حزقیل نے کچھ انسانی نجاست کھانے سے معذرت کی تو خدا نے کہا:۔

"انسان کی نجاست کے عوض تجھے گوبر دیتا ہوں۔ سو تو اپنی روٹی اس سے پکانا"۔ (حزقیل ۴/۱۵)

خیر یہ حوالہ جات تو ضمناً آگئے ہیں۔ یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ جھوٹ افترا آپ لوگوں کے بائیں ہاتھ کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ کسی حدیث یا معتبر روایت میں نہیں ہے کہ حضرت مسیح کی تصویر کعبہ میں موجود ہے۔ بلکہ حضرت جابرؓ سے یوں روایت ہے جو کنزالعمال جلد ۴ صفحہ ۲۹۳ میں ہے:۔ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم امر عمر بن الخطابؓ زمن الفتح ان یاتی الکعبۃ فیمحق کل صورۃ فیھا۔ (ترجمہ) "حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمر فاروقؓ کو فرمایا۔کعبہ کے اندر جتنی تصاویر ہیں سب مٹا دیں"۔ بلکہ روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ کوئی صورت رہ گئی تو آپؐ نے پانی منگا کر بدست مبارک خود مٹائی اور فرمایا:۔ "لعنت کرے خدا ان پر جو ان تصویروں کو بناتے ہیں (طحاوی عن اسامہؓ) اور ہماری کتب فقہ و عقائد و فتاوے میں مصرح ہے کہ جو شخص ہے کہ جو شخص کسی تصویر یا مورت یا بت یا اور چیز کی طرف سجدہ بہ نیت اس کی پرستش کرتا ہے۔ وہ کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر، فتاوے عالمگیر) ہر ایک کو اپنے اوپر ہی نہ قیاس کر لیا کرو، کہ جیسے ہم گرجوں میں مسیح اور مریم کی تصاویر پرستش کے لئے لٹکا رکھی ہے۔ شاید مسلمان بھی یونہی کرتے ہوں۔ اسلام توحید سکھاتا ہے۔ مسیحیت شرک بتلاتی ہے۔

سوال : مسیح خدا کی رحمت ہے۔ اس وجہ سے اس کی افضلیت واضح ہے۔

جواب : یہ جذئی بھی کوئی امتیازی نہیں۔ باقی انبیاءؑ باعث ہدایت و رحمت و فضل و صداقت و برکت و نجات تھے۔ البتہ سب سے بڑھ کر رحمت اتم و فضل اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ یعنی تمام مسلم و کافر، جن و انس عوام بحری و بری علوی و سفلی کے لئے رحمت عام ہیں ان کی ذات بابرکات کے زمین پر ہونے سے دنیا پر کوئی عذاب نہیں آتا۔ جیسا کہ سابقہ انبیاءؑ کے مخالفین پر آتا تھا۔

سوال : مسیح نے عالم ارواح میں جا کر منادی کی جہاں کسی نبی پیغمبر نے نہیں کی۔ لکھا ہے:۔

"وہ جسم کے اعتبار سے تو مارا گیا لیکن روح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا۔ اسی میں اس نے جا کر ان قیدی روحوں میں منادی کی"۔ (اپطرس ۵/۱۸)

جواب : پادری صاحب! آپکو چاہیے تھا کہ افضلیت مسیح کو صرف کتب اسلام سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ یہ میری وسعت ظرفی سمجھئے کہ آپ کو بائیبل کے حوالہ جات کا بھی جواب دے رہا ہوں۔ ورنہ مخالف کے سامنے ـــــــــــــ تو اسی کی کتاب کے حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کے اس خط کے علاوہ آپ کے پاس کوئی آیت یا روایت نہیں۔ لیکن ہم اس کے مقابلہ میں کئی اسلامی آیات و احادیث اور روایات سے دکھا سکتے ہیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روز میثاق، شب معراج، عالم ارواح میں ملا کہ اور انبیاءؑ کی روحوں کو سبق توحید و طریقہ مکالمہ باللہ سکھایا۔ اور ان کے امام بن کر انہیں نماز پڑھائی۔ اگر آپ یہ کہیں کہ یہ احادیث و روایات غیر مسلموں کے لئے کافی نہیں ہیں، تو ہم بھی کہہ دیں گے۔ آپ کی محرف بائیبل کی آیات ہم مسلموں کے لئے کافی نہیں ہیں۔

سوال : افضلیت مسیح یوں بھی ثابت ہے کہ شفیع اور وسیلہ صرف اسی کی ذات والا صفات ہے باقی سب محتاج شفاعت۔ لکھا ہے:۔

"یسوع نے ان سے کہا کہ راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا"۔ (یوحنا ۱۴/۶)

دوسری جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اسی لئے جو اس کے وسیلہ سے خدا کے پاس آتے ہیں۔ وہ انہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے۔ کیوں کہ وہ ان کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے"۔ (عبرانیوں ۷/۲۵)

مولوی صاحب! یہ ہیں وہ حوالے جو مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں مسیح کو افضل مانوں۔

جواب : بے شک ہم مسلمان ایمانداروں کے ہاں حضرت مسیحؑ اور دیگر انبیاءؑ و رسلؑ کی طرح وسیلہ میں۔ شفیع ہیں۔ مگر حصر اور تخصیص سے یہ کہنا کہ مسیح کے بغیر کوئی نبی بھی وسیلہ یا شفیع نہیں۔ یہ سراسر غلط ہے میں آپ ہی کی کتاب مقدس سے آپ کی دلیل کا بطلان ثابت کرتا ہوں۔ چوں کہ قرآن و حدیث تو آپ کے لئے ناقابل قبول ہیں۔ جادو وہ ہے جو سرچڑھ کر بولے۔

پیدائش ۲۳ تا ۱۸/۲۴ پر ابراہیم علیہ السلام کا خدا سے مکالمہ درج ہے۔ جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے بالکل واضح ہے کہ ابراہیمؑ شفیع ہیں۔ اور آپ کی دعا و درخواست سے

عذاب ٹل گیا"۔ موسیٰ و ہارونؑ بھی شفیع ہیں۔ سنئے:۔

"فرعون نے کہا میں تم کو جانے نہیں دوں گا۔ تاکہ خداوند اپنے خدا کے لئے بیابان میں قربانی کرو لیکن تم بہت دور مت جانا اور میرے لئے شفاعت کرنا"۔ (خروج ۸ر۲۸)

"تو مصر سے لے کر یہاں تک ان لوگوں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے اب بھی معاف کر دے گا خداوند نے کہا میں نے تیری درخواست کے مطابق معاف کیا"۔ (خروج ۸ر۲۸)

تبصرہ: اس درس سے ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی شفیع ہیں۔

"سو فقط اس بار میرا گناہ بخشو اور خداوند اپنے خدا سے شفاعت کرو۔ کہ وہ صرف اس موت کو مجھ سے دور کرے"۔ (خروج ۱ر۱۷)

تبصرہ: اس درس سے ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام شفیع ہیں۔

یرمیاہ نبی بھی شفیع ہیں۔

"یاد کر کہ میں تیرے حضور کھڑا ہوا۔ کہ ان کی شفاعت کروں۔ اور تیرا قہران پر سے ٹلا دوں"۔ (یرمیاہ ۲۰ر۱۸)

اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شفیع اعظم ہیں۔ جو قیامت کے دن ہم گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ قدرت کی طرف سے ارشاد ہوگا:۔

"واشفع تشفع" (شفاعت کیجئے! آپؐ کی شفاعت مانی جائے گی) اس شفیع اعظم کے متعلق خود مسیح علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میں باپ سے درخواست کروں گا وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا"۔ (یوحنا ۱۶ر۱۴)

دوسرے مقام پر یوں فرمایا:۔

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیوں کہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں"۔ (یوحنا ۳۰ر۱۴)

تبصرہ: ان دونوں آیات نے بتایا کہ مسیح نے اپنی زبان سے ہمارے آقا و مولیٰ کو سردار اور مددگار کے لفظوں سے یاد کیا۔ لہٰذا مسیح کا شفیع ہونا بھی کوئی امتیازی جزی نہ رہی۔

سوال: مسیح کی آواز سن کر قیامت کو مردے زندہ ہوں گے۔ بائیبل کے تو بے شمار مقامات سے یہ چیز ثابت ہے۔ اور قرآن بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ واستمع یوم ینادی المنادی

من مکان قریب۔ (منادی سے مراد مسیح ہی ہیں)

جواب: پادری صاحب! مولوی سے بات کررہے ہو ذرا ہوش سے بولو۔ یہ گرجا نہیں ہے۔ کہ جاہل عوام کو الو بنا کر داد حاصل کرلو گے۔ قرآن کا علم علمائے اسلام کے ہاں ہے۔ اگرچہ قرآن کریم آسان بھی ہے۔ مگر بوجہ جامع البیانی اور کثیر المعانی کے، بغیر استاد کامل کے سمجھا بھی نہیں جاسکتا۔ تمام اسلامی تفاسیر میں موجود ہے کہ منادی سے مراد یہاں اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ یہ دلیل آپ کی اسلامی علوم سے جہالت کی بین دلیل ہے۔

سوال: مسیح کی افضلیت یوں بھی ثابت ہے کہ وہ خاتم النبین و المرسلین بھی ہیں۔ یہ صفت کسی اور پیغمبر کی نہیں۔ لکھا ہے:۔

"اس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا"۔ (عبرانیوں ۱ر۲)

جواب: پادری صاحب! اس درس کا مفہوم مولوی سے سمجھئے۔ اس درس کا مطب یہ ہے:۔

"کہ مسیح نبی اسرائیل کے انبیاء کا آخری نبی ہے۔ اس سے مجھے کیا انکار ہوسکتا ہے۔ اور بائیبل کا تناقض یونہی ختم ہوسکے گا۔ کہ مسیح کو بنی اسرائیل کا آخری نبی مانیں۔ کیوں کہ بائیبل کے بے شمار حوالہ جات سے اجراء نبوت بعد از مسیح ثابت ہے۔ سنئے:

"انہیں دنوں چند نبی یروشلم سے انطاکیہ میں آئے"۔ (اعمال ۲۷ر۱۱)

تبصرہ: یہ مسیح کے رفع آسمانی کے بعد کی بات ہے۔ معلوم ہوا بعد میں نبی تھے۔

"انطاکیہ میں اس کلیسا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور معلم تھے"۔ (اعمال ۱ر۱۳)

"روح القدس ان پر نازل ہوا۔ اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولے اور نبوت کرنے لگے"۔ (اعمال ۶ر۱۹)

"کرنتھی میں دس کے قریب حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ کوئی ذات مقدس آنیوالی ہے۔ جس کی بے شمار صفات سے ایک صفت خاتم النبین ہے اور وہ ہیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم"۔

سوال: مسیح کی افضلیت اس طرح بھی ثابت ہے کہ خدائے پاک نے اسے بغیر باپ کے پیدا کیا۔ یہ خصوصیت کسی اور نبی میں نہیں پائی جائی۔ لہٰذا مسیح تمام نبیوں سے افضل ثابت ہوا۔

جواب: پادری صاحب! جو بغیر باپ کے پیدا ہو تو وہ افضل ہوا۔ لہٰذا جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہو وہ افضل ترین ہوا۔ لہٰذا ہر پہلا انسان، ہر پہلا پرندہ، ہر پہلا درندہ، ہر پہلا جانور جو قدرت نے

پیدا کیا وہ بغیر ماں باپ کے ہی پیدا کیا ہے۔ لہٰذا یہ سب مسیح سے افضل ترین ہوئے۔

سوال : کیا مسیح کی فضیلت اس سے ثابت نہیں ہوتی۔ کہ جس نے جب چاہا جو چاہا معجزہ مانگا۔ مسیح نے فوراً دکھا دیا۔ اس کے برعکس حضرت محمد صاحب سے کئی دفعہ معجزہ مانگا گیا۔ مگر اپنے عجز کا اقرار کیا۔ میرے اس دعوے کے لئے بے شمار قرآنی آیات موجود ہیں۔ مثلاً سورۃ عنکبوت پارہ ۲۱ میں ہے:- وقالو الولا انزل علیه ایات من ربه قل انما الایات عند اللّٰه و انما انا نذیر مبین۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت محمد صاحب نے فرمایا۔ ویقولون لو لا انزل علیه آیة من ربه فقل انما الغیب للّٰه۔ یہ آیات بھی صاف بتلاتی ہے کہ آنحضرت کے پاس کوئی معجزہ نہ تھا ان کے علاوہ بھی آیات ہیں۔

جواب : پادری صاحب! آپ نے خوب ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے معجزات کی نفی ثابت ہو جائے۔ کاش! آپ ذرہ بھر بھی انصاف و عقل رکھتے تو یہ کمزور ترین اعتراضات نہ کرتے۔ آپ نے جو آیات پڑھی ہیں، ان میں "آیة" کا لفظ موجود ہے اور لفظ "آیة" قرآن حکیم میں چند معانی میں مستعمل ہے۔ سنئے!
نمبر۱ فقرہ و آیة قرآنی۔ نمبر۲ معجزہ و خرق عادات انسانی۔ نمبر۳ دلیل و مشاہد برہانی۔ نمبر۴ نشان ہلاکت و قہر آسمانی۔ نمبر۵ نشان عبرت و نشان قدرت ربانی۔
میرے پاس پہلے معنی کی تائید میں یہ آیة کریمہ ہے۔

وقالوالو لا یکلمنا اللّٰه اوتاتینا آیة۔ اس سے مراد فقرہ اور آیت ہے۔

دوسرے معنی کی تائید کے لئے یہ آیة کریمہ موجود ہے۔

اقتربت الساعة وانشق القمروان یروکل آیة۔

تیسرے معنی کی تائید کے لئے یہ آیة کریمہ موجود ہے۔

اولم تکن له آیة ان یعلمه۔

چوتھے معنی کی تائید کے لئے یہ آیة کریمہ موجود ہے۔

وما نرسل بالایات الا تخویفا۔

اور پانچویں معنی کی تائید کے لئے یہ آیة کریمہ موجود ہے۔

ان فی ذلک لایات لقوم یذکرون۔

اور وہ آیات جو آپ نے پیش کی ہیں ان میں لفظ آیہ چوتھے اور پانچویں معنی میں ہی متعمل ہے۔ پادری صاحب! اب ایک حوالہ بائیبل کا بھی سن لیجئے:-

"مسیح سے فرانسیسیوں نے معجزہ مانگا۔ تو آہ کھینچ کر کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہ دیا جائے گا"۔ (مرقس ۸/۱۲)

سوال : مسیح کی ولادت کا ذکر قرآن میں صریح طور پر موجود ہے۔ اس کے برعکس کسی نبی کا ذکر قرآن نے بیان نہیں کیا۔ لہٰذا مسیح افضل ثابت ہوا۔

جواب : اس میں حکمت یہ ہے کہ مسیح کی ولادت پر مخالفوں نے اعتراض کیا۔ بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ اس کے برعکس کسی اور پیغمبر کی ولادت پر ایسا ہنگامہ برپا نہ ہوا۔ جیسا کہ مسیح کی ولادت پر ہوا۔ مخالفین نے جو بڑا الزام لگایا اس کی برات قرآن مجید نے کی اور عیسائیت پر بڑا بھاری احسان کیا۔ مگر آپ پھر منکر ہیں۔ قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے جس نے مریمؑ اور مسیح علیہ السلام کے مقام کو واضح کیا، کیا بائیبل کے کسی جز سے دونوں ماں بیٹے کی تقدس ثابت کر سکیں گے۔ ہرگز نہیں۔ بجائے اعتراض کرنے کے قرآن کا احسان مان لو۔

پادری صاحب! مختصر ختم کروں۔ آدمؑ، شیثؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، ایوبؑ، شعیبؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، انبیاء بنی اسرائیل کے کل اعداد ۲۵۸۵ ہیں۔ اور محمدؐ خاتمؐ جملہ پیغمبران و انبیاءؑ کے بھی ۲۵۸۵ ہیں۔

سوال : مسیح کا شیرخوارگی کے عالم میں باتیں کرنا۔ کتاب دیا جانا۔ اور اپنے کو نبی بتانا، تمام انبیاء پر اس کی افضلیت کی صریح دلیل ہے۔ اس کے برخلاف حضرت محمد صاحب نے نبی ہونے کا دعوے بقول علمائے اسلام چالیس برس کے بعد کیا۔ لہٰذا مسیح ان سے افضل ہوا۔

جواب : بے شک مسیح علیہ السلام نے بچپن میں کلام کیا۔ جس کا ذکر سورۃ مریم میں موجود ہے۔ آپؑ نے فرمایا: انی عبد اللّٰه آتانی الکتاب و جعلنی نبیا۔ کہ میں خدا کا بندہ ہوں (مجھ پر الٰہ ہونے یا ابن اللہ ہونے کا الزام نہ لگانا) مجھے قدرت نے ایک کتاب دی ہے اور نبی بھی بنایا ہے۔ اس کے بعد فرمایا: "خدا نے مجھے برکت والا، نماز پڑھنے والا، زکوٰۃ کا امر کرنے والا، اپنی والدہ کا وفادار بیٹا بنایا۔ میں مخالفین کی ہر تہمت سے جو میرے اوپر یا میری والدہ پر لگا رہے ہیں۔ پاک ہوں۔ ایام ولادت سے لے کر موت تک قطعاً سلامتی میں ہوں اور حشر کے دن بھی ایسے دعوؤں اور تہمتوں سے بری اٹھوں گا۔ یہ ہے مسیحؑ کی گفتگو جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ مسیح کی ان صفات کی مثال تو موجودہ اناجیل سے عشیر عشیر بھی ثابت نہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ جس مسیح کو آپ مانتے ہیں اس میں ایسی صفات تھیں۔ جو قرآن حکیم ذکر کر رہا ہے۔ یقیناً

نہیں تھیں۔ قرآن کریم نے فرمایا: "مسیح بابرکت ہے"۔ بائیبل نے ایسی برکت کا ذکر کیا: "اگر تازہ پھلدار درخت کے پاس جائیں تو وہ خشک ہو جائے"۔

قرآن نے فرمایا: "مسیحؑ والدہ کا فرماں بردار"۔

بائیبل نے کہا: "ماں کو اے عورت کہہ کر بلاتا تھا"۔ جو صریح گستاخی ہے۔

قرآن نے فرمایا: "مسیحؑ کی ولادت اور موت کو اور حشر کے دن سلامتی والے ہیں"۔

بائیبل نے کہا: "صلیب پر مرا، چلا چلا کر مرا، لعنتی ہو کر مرا"۔ (معاذ اللہ)

قرآن نے فرمایا: "مسیحؑ دیگر انبیاءؑ کی طرح معصوم"۔

بائیبل نے کہا: "غیر عورتوں سے تیل بھی ملوایا کرتا تھا"۔ (معاذ اللہ)

یہ تمام حوالہ جات تفصیلاً اسی باب میں پیچھے گزر چکے ہیں۔ رہا یہ کہ مسیح نے پیدا ہوتے ہی اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا چرچا رب تعالے نے عالم ارواح میں ہی کر دیا تھا۔ اور تمام انبیاء سے وعدہ لیا۔ کہ اگر میرا رسول تمہارے پاس آجائے تو اس پر ایمان لانا اور اسکی امداد کرنا۔ اس وعدہ میں جناب مسیح بھی شامل تھے۔ قرآن حکیم اس آیت میں ذکر فرماتا ہے:۔

"و اذاخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ بہ۔" نیز حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔ "کنت نبیاً آدم بین الماء والطین۔" (میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھا۔) لہٰذا یہ بھی مسیح کی کوئی امتیازی جزی نہیں۔ رہا کتاب کا مل جانا تو یہ ایک پیش گوئی ہے۔ جس کا ظہور بعد میں ہوا اور ماضی مستقبل کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ اقتربت اساعۃ وانشق القمر۔

چلئے میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ تو مسیح کی ولادت کے وقت ان کے لئے کتاب ثابت کر رہے ہیں۔ آج ہزاروں برس کے بعد بھی مجھے کوئی انجیل مسیح دکھا دیجئے۔ ہاں جناب ذرا ہوش سے بولو، ذرا آنکھیں کھولو رہا بچپن میں باتیں کرنا تو یہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے لئے بھی ثابت ہے۔ علامہ ابن حجرؒ شرح معارج بخاری میں، امام سیوطیؒ نے خصائص میں۔ ملا معین کاشفیؒ نے معارج النبوۃ میں۔ شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اور دیگر علمائے اسلام نے کتب سیرت میں ذکر کیا ہے کہ۔

"حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے بعد از ولادت فوراً سجدہ میں سر رکھا اور امتی امتی فرمایا۔

جب سر اٹھایا تو لا الہ الا اللّٰہ انی رسول اللّٰہ فرمایا۔ لہٰذا یہ مسیح کی کوئی امتیازی جزی نہ رہی۔

سوال : قرآن میں صاف طور پر ذکر ہے کہ جس وقت مسیح کو دشمنوں نے پکڑنا چاہا تو آسمان سے فرشتے آئے اور انہیں بجسد عنصری اٹھا کر لے گئے اور مسیح محفوظ رہا۔ لیکن جب مکہ میں حضرت محمد صاحب پر محاصرہ کیا تو کوئی فرشتہ بچانے نہ آیا اور نہ آسمان پر پہنچائے گئے۔ عام لوگوں کی طرح پیادہ چل کر غاروں میں جا چھپے۔ کیا زمین و آسمان کا فرق نہیں۔

جواب : پادری صاحب! قرآنی مسیح ابن مریمؑ ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید نے ذکر کیا۔ وہ دشمنوں سے محفوظ رہ کر آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا گیا۔ مگر انجیلی مسیح ابن یوسف ایسا نہ تھا بلکہ موجودہ انجیل نے کہا وہ دشمنوں کے حوالے کیا گیا۔ دشمنوں نے اس کے منہ پر مکے مارے، کوڑے لگائے، حواریوں نے لعنتی کہا اور دشمنوں سے نہ بچ سکا۔ انجیلی مسیح تو قرآنی مسیح کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو ہمارے نبی کریم حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابلہ میں کیوں ٹھہر سکتا ہے۔ افضل ہونا تو محال ہے۔ دوسرا یہ کہ آپ نے یہ تو مان لیا کہ حضرت محمدؐ سلامتی سے نکل گئے تھے۔ جیسے بھی گئے۔ یہ نہ خیال کیا کہ نکل کیسے گئے جب کوئی بھی امدادی نہ تھا۔ آپ کے انجیلی کی طرح وہ تہبند چھوڑ کر نہیں بھاگ نکلے تھے۔ لکھا ہے:۔

"مگر وہ چادر چھوڑ کر ننگا بھاگ گیا"۔ (مرقس ۵۲/۱۴)

اور ایلیاہ کی طرح آتشی بگولے میں ہو کر آسمان کی طرف نہیں اڑ گئے اس محاصرہ سے اس انداز میں نکل جانا ہی حضور علیہ الصلٰوۃ و التسلیم کی افضلیت کی صاف دلیل ہے۔

نیز یہ کہ زمین چھوڑ کر آسمان پر پہنچ جانا کسی دشمن سے بچ جانا کوئی کمال ہی نہیں اس لئے کہ وہاں تک دشمن کی رسائی ہی نہیں۔ کمال اسی کا نام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زمین پر بھی رہے۔ دشمن کے سامنے رہے۔ مگر محفوظ رہے۔

اپنا ملک چھوڑ کر چلا جانا اور پھر دشمن سے بچ نکلنا یہ کونسا کمال ہے؟ قرآن حکیم میں قادر مطلق نے اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ عہد کیا کہ و اللّٰہ یعصمک من الناس۔ "تیرا رب تجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا"۔

عقیدہ کفارہ کا رد

سوال : مسیح نے ہمارے لئے اپنی قیمتی جان فدیہ میں بخشی دی۔ تاکہ اس کی جان ہمارے لئے گناہوں کا کفارہ بن سکے اور ہم اس کے حقیقی باپ کے سامنے پیش ہو کر نجات حاصل کریں۔

بائیبل میں لکھا ہے:-

"کیوں کہ ابن آدم بھی اس لئے نہیں، آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے۔ اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے میں فدیہ دے"۔ (مرقس ۱۰/۴۵)

دوسری جگہ پر یوں لکھا ہے:-

"اپنی جان ہی کا دکھ اٹھا کر وہ اسے دیکھے گا۔ اور سیر ہوگا۔" (یسعیاہ ۵۳/۱۱)

کلام مقدس کے یہ حوالے بتاتے ہیں کہ مسیح نے اپنی جان ہمارے فدیہ میں دی۔

جواب: پادری صاحب! مجھے اب حوالہ جات اور آپ کی تقریر سے تین چیزوں کا پتہ چلا ہے۔ پہلے حوالہ سے تو یہ ظاہر ہے کہ "مسیح ابن آدم ہے۔ ابن خدا نہیں"۔ دوسری چیز یہ ہے کہ "مسیح کفارہ یا فدیہ ہے"۔ تیسری چیز یہ ہے کہ "جان بخوشی دی"۔

اوّلا تو یہ عرض کرتا ہوں کہ مسیح تمام بنی آدم کے لئے فوت ہوا تھا۔ تو چاہئے تھا کہ اس کے بعد کوئی نہ مرتا؟ اگر آپ یہ فرمائیں کہ مسیح کا مرنا لوگوں کے گناہوں کے لئے تھا۔ تو میں عرض کروں گا۔ کہ اس واقع صلیب کے بعد دنیا میں بنی آدم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اگر آپ یہ فرمائیں کہ گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ مگر مسیح کی موت کے باعث گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور گنہگار بخشا جاتا ہے۔ تو میرا اعتراض بدستور ہے۔ پھر گناہوں سے بچنا اور نیکیاں کرنا ضروری نہ رہا۔ ہر گنہگار خواہ کافر ہو یا مشرک یا کسی دین سے متعلق ہو بس ناجی ہے۔ میسحیت بھی شرط فضول بن گئی۔ اگر آپ یہ کہیں کہ یہ کفارہ صرف مسیحیوں کیلئے مفید ہے۔ "تو تمام بنی آدم کے لئے نہ رہا"۔ تو اب ہمیں ضرورت تھی کہ کسی شفیع اعظم کے متلاشی ہوں۔ لہٰذا ہمارے عجز اور بے چارگی کو دیکھتے ہوئے۔ اللہ تعالےٰ جل مجدہ' نے ہمیں رحمتہ للعالمین عطا فرمایا۔ الحمد علیٰ ذلک اور پھر یہ مسئلہ کفارہ آپ کی مقدس کتاب کے بھی خلاف ہے۔ کان لگائیے اور غور سے سنئے: آپ کی کتاب مقدس میں لکھا ہے:-

"جو جان گناہ کرتی ہے۔ وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ صادق کی صداقت اسی کے لئے ہوگی اور شریر کی شرارت شریر کے لئے"۔ (حزقیل ۱۸/۲۰)

تبصرہ: اس درس سے واشگاف الفاظ میں واضح ہے کہ مسئلہ کفارہ محض ایک من گھڑت سا ہی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

دوسری جگہ پر یوں لکھا ہے:-

"لیکن جو شخص بے باک ہو کر گناہ کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی وہ خدا کی اہانت کرتا ہے۔ وہ شخص اپنے لوگوں میں کاٹ ڈالا جائے گا۔ کیوں کہ اس نے خداوند کے کلام کی حقارت کی' اور اس کے حکم کو توڑ ڈالا۔ وہ شخص بالکل کاٹ ڈالا جائے گا۔ اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا"۔ (گنتی ۱۵/۳۰)

تیسری جگہ یوں درج ہے:-

"لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا۔ وہ عدالت میں سزا کے لائق ہوگا"۔ (متی ۵/۲۲)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ بھائی پر غصہ کرنے والے کو بھی مسیح کا کفارہ مفید ثابت نہ ہوگا۔ چہ جائے کہ ایک خدا اور اس کے رسولوں کا منکر ہو وہ بچ سکے۔

چوتھی جگہ یوں درج ہے:-

"اور جو کوئی ابن آدم کے بر خلاف کوئی بات کہے گا وہ تو اسے معاف کی جائے گی۔ مگر جو کوئی روح القدس کے خلاف کوئی بات کہے گا وہ اسے معاف نہ کی جائے گی"۔ (متی ۱۲/۳۲)

تبصرہ: معلوم ہوا روح القدس کے خلاف کہنے والے کو بھی مسیح کا کفارہ مفید ثابت نہ ہوگا۔

پانچویں جگہ یوں لکھا ہے:-

"کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہوں گے۔ فریب نہ کھاؤ' نہ حرام کار خدا کی بادشاہی کے وارث ہوں گے۔ نہ بت پرست نہ زناکار' نہ عیاش نہ لونڈے باز' نہ چور' نہ گالیاں بکنے والے' نہ ظالم"۔ (اکرنتھیوں ۵/۹)

تبصرہ: اس درس نے تو بالوضاحت بیان کردیا کہ یہ لوگ نجات حاصل نہیں کریں گے۔ یعنی انہیں مسیح کا کفارہ مفید ثابت نہ ہوگا۔

اب پادری صاحب! آپ ان لوگوں کا ذکر فرمائیں جن کے لئے مسیح کا کفارہ باعث نجات ہے۔ شاید کفارہ مسیح نیکوں اور پرہیز گاروں اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ہوگا۔ کفارہ خوب ہے۔ ماشاء اللہ۔

چھٹی جگہ یوں ذکر ہے:-

"کیوں کہ ہر شخص اپنی ہی بوجھ اٹھائے گا"۔ (گلیتوں ۶/۵)

پادری صاحب! ان حوالہ جات پر دیانتداری سے غور کیجئے۔

اب دوسری بحث سنئے کہ "جان بخوشی دی"۔ آپ کا یہ کہنا کہ مسیح نے جان بخوشی دی۔ یہ

بھی اناجیل کے حوالہ جات کے صریح خلاف ہے۔ انجیلی حوالہ جات سے بالکل ظاہر ہے کہ مسیح نے جان بخوشی نہیں دی سنئے:۔ "پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی۔ اے باپ! اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے"۔ (متی ۲۶/۳۹)

اسی باب کے اکتالیسویں درس میں یوں ہے:۔

"پھر اس نے دوبارہ جا کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ! اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا۔ تو پھر تیری مرضی پوری ہو۔"

تیسری جگہ یوں ہے:۔

"اور ان سے کہا! میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کے مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔ اور وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دعا کرنے لگا کہ ہوسکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا اے ابا اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہوسکتا ہے اس پیالہ کو میرے سے ہٹالے"۔ (مرقس ۱۴/۳۴)

چوتھی جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اب میری جان گھبراتی ہے۔ پس میں کیا کہوں اے باپ! مجھے اس گھڑی سے بچا۔ لیکن میں اسی سبب سے تو اس گھڑی کو پہنچا ہوں۔" (یوحنا ۱۲/۲۷)

پانچویں جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا: "ایلی ایلی لما شبقتنی" یعنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔" (متی ۲۷/۴۶)

تبصرہ: ان پانچوں حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مسیح نے جان بخوشی نہیں دی۔ بلکہ چھٹکارے کے لئے چلا چلا کر منتیں، ساجتیں کر کر کے دعائیں مانگتا تھا۔ کچھ سمجھے پادری صاحب؟

دوسری طرف انتقال جان جاناں، ایمان ایمانیاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملاحظہ ہو۔ فرشتہ پیغام لاتا ہے:۔

یا محمد ان اللّٰہ اشتاق الی لقائک۔ "یعنی اے حبیب! خدا خود بذاتہ المقدسہ آپکی ملاقات کا مشتاق ہے"۔ تو جواب میں فرمایا: "یا ملک الموت امض بما امرت" "اے عزائیل! تو جو کچھ حکم کیا گیا ہے کر"۔ بعض احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آخری کلمات یہ درج ہیں:۔

"لا الہ الا اللّٰہ اللھم الرفیق الا علٰی۔"

سوال: قرآن انجیل پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔ اور اسی انجیل میں ہے کہ مسیح مصلوب ہوا اور ہمارے لئے کفارہ بنا۔ مسئلہ کفارہ کا انکار حقیقت میں قرآن کا انکار ہے۔ قرآن کی ایک آیت کا انکار سب قرآن کا انکار ہے۔ جب انجیل پر ایمان نہ ہوا تو قرآن کا انکار ہوگیا۔

جواب: بے شک قرآن حکیم آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔ مگر آپ کی موجودہ بائیبل اس قسم سے یقیناً خارج ہے۔ کیونکہ یہ ملفوظات انبیاء و تاریخ انبیاء یا غیر انبیاء کا مجموعہ ہے۔ اس بائیبل کے خدائی کتاب بذریعہ جبرائیل امینؑ ہونے پر آپکے ہاں کوئی واضح دلیل نہیں، بلکہ آپ لوگوں ہی میں سے بعض کا عقیدہ ہے کہ کوئی کتاب بذریعہ فرشتہ انبیاء پر نہیں آئی۔ ہاں روح القدس کے ارفانی، القلب اور تفہیم باطنی کے ذریعہ لکھی گئی ہے۔

پادری جے جے لوکس نے اپنی تفسیر عبرانیوں مطبوعہ لاہور ص۹ ۱۹۳۱ء پر اپنی عبارت میں میرے اس دعوے کی تصدیق کی ہے۔ "نیز قرآن حکیم انجیل پر ایمان لانے کا ضرور حکم فرماتا ہے۔ مگر وہ انجیل جو کہ مسیح علیہ السلام پر اتری نہ کہ انجیل مرقس، انجیل لوقا، انجیل یوحنا پر۔ پادری دوستوں سے مشورہ کر کے ایک انجیل مسیح بھی لکھ ڈالو، کونسی بڑی بات ہے۔ یہ تو ادنیٰ سا کرشمہ ہوگا۔ آپ کی اس محرف انجیل کے نہ ماننے سے نہ قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔ نہ کفارہ کا اقرار۔

نیز بے شمار انجیلیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں سے اب صرف چار ہمیں دستیاب ہیں۔ انجیل برنابادہ۔ جس نے آپ کے تمام مسائل باطلہ پر پانی پھیر دیا۔ وہ لندن، مصر کے کتب فروشوں سے مل سکتی ہے۔

ہارن صاحب بہادر لکھتے ہیں: مروجہ اناجیل کے علاوہ ۱۳۰ انجیلیں تھیں۔ جن کو خارج کیا گیا ہے۔ (انٹرڈکشن ہارن صاحب جلد۱ ص۲۴۲۔ الفارق)

سوال: مسئلہ کفارہ کی وضاحت خود بھی مسیح نے کی اور رسولوں نے بھی تائید کی۔ کیا یہ سب آپ کے لئے جھوٹے ہیں۔ اور صرف آپ ایک سچے ہیں۔

جواب: پادری صاحب! مجھے تو آپ بفضلہ تعالٰے جھوٹا ثابت نہیں کرسکیں گے۔

آپ کی پیش کردہ دو جوابات کے جواب میں کتب مقدس کے متعدد حوالہ جات پیش کر دیئے گئے ہیں۔ رہی رسولوں کی بات تو رسولوں میں سب سے زیادہ مقتدر رسول آپ پولوس کو مانتے ہیں۔ اور اسی کی ہی تعلیم آپ لوگوں میں کارفرما ہے۔ اجازت ہو تو پولوس کی شرکیہ تعلیم کی

بعض تائیدی جزئیات پیش کروں۔ سنئے۔

مسیح نے فرمایا:-

"کیوں کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے"۔ (متی ۳۹ر۲۳)

دوسرے مقام پر یوں لکھا ہے:-

" اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے' تو یقین نہ کرنا"۔ (متی ۲۳ر۲۴)

تبصرہ : ان دونوں حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مسیح رفع آسمانی کے بعد کسی کو نہیں ملا۔ اب جو شخص یہ کہے کہ مجھے مسیح ملا ہے۔ وہ جھوٹا ہے۔ اور انجیل کی دونوں آیات کی تکذیب کر رہا ہے۔ اب ذرا اپنے مقتدر رسول پولوس صاحب کی سنئے کیا کہتے ہیں۔

"میں نے دوپہر کے وقت راہ میں دیکھا کہ سورج کے نور سے زیادہ ایک نور آسمان سے میرے ہم سفروں کے گرد آچمکا میں نے کہا اے خداوند تو کون ہے۔ خداوند نے فرمایا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے"۔ (اعمال ۱۳-۱۵ر۲۶)

تبصرہ : ماننا پڑے گا یا تو مسیح نے جھوٹ بولا۔ یا پھر جناب پولوس سخت ترین کذب بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ گو آپ مسیح کی شان میں جھوٹ سے بھی زیادہ بد ترین باتیں کہہ جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی امید ہے کہ آپ مسیح کو جھوٹا نہیں کہیں گے۔ بلکہ پولوس کو ہی کہیں گے کیوں کہ مسیح کی تکذیب سے پولوس کی تکذیب آسان ہے۔ پھر اسی حوالہ کو پولوس اپنی غلط تعلیم کے باعث مسیح کو ستاتا تھا۔ "توراۃ میں ختنہ کی رسم کو دائمی یعنی غیر منسوخ کہا گیا ہے"۔

" اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے۔ سو یہ کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے"۔ (پیدائش ۱۰ر۱۷)

"اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا۔ (پیدائش ۱۱ر۱۷)

"اور میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی ہوگا"۔ (پیدائش ۱۳ر۱۷)

"اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا۔ اپنے لوگوں سے کاٹ ڈالا جائے گا۔ کیوں کہ اس نے میرا عہد توڑا"۔ (پیدائش ۱۴ر۱۷)

تبصرہ : ان چاروں حوالہ جات سے جسم کے ختنہ کا ابدی اور عہد خداوندی ہونا اور غیر مختون کا جماعت سے ہی علیحدہ ہونا واضح ہے مگر ذرا جناب پولوس کی بھی سنئے۔ لکھا ہے:-

"بلکہ یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے اور ختنہ وہی ہے جو دل کا اور روحانی ہے نہ کہ

لفظی"۔ (رومیوں ۲۹ر۲)

پادری صاحب! سنا پولوس صاحب کیسے شریعت ابراہیمی کو تباہ اور خراب کر رہے ہیں۔ ایسے رسولوں کی صداقت پیش کرتے ہو۔ اور سنئے جناب مسیح نے کبھی مکاری' دھوکہ بازی سے تعلیم نہیں دی' اور نہ ہی یہ کسی پیغمبر کی شان ہے۔ مگر اپنے مقتدر رسول پولوس کا بیان سنئے اور سوچئے:-

میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا کہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں ان کے لئے میں شریعت بنا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں۔ اگرچہ خود شریعت کے ماتحت تھا۔ بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا"۔ (اکرنتھیوں ۲۰'۲۱ر۹)

تبصرہ : اس درس نے بتایا کہ پولوس سب کے لئے کچھ بنا۔ اپنی زندگی میں بے شمار روپ بھرے۔ کیا ایسے شخص کی دی ہوئی تعلیم کو آپ قبول کر رہے ہیں۔ اب ایک اور حوالہ سن لیجئے۔ کہ رسولوں کا مقام مسیحؑ کی نظر میں کیا تھا۔ بات یوں ہے کہ "ایک شخص نے مسیحؑ کے سامنے ہو کر عرض کی میرے لڑکے کو آسیب کی شکایت ہے۔ میں تیرے شاگردوں کو لے گیا تھا۔ مگر وہ اسے اچھا نہ کرسکے۔ مسیحؑ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ۔ جب لائے' تو مسیحؑ نے دھمکایا اور وہ دیو نکل گیا۔"

تب شاگردوں نے الگ یسوع کے پاس آکر کہا ہم کیوں اس کو نہ نکال سکے۔ یسوعؑ نے ان کو کہا! اپنی بے ایمانی کے سبب کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوتا۔ تو تم اس پہاڑ سے کہو گے کہ یہاں سے وہاں چلا جا۔ اور وہ چلا جائے گا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔" (متی ۱۸ر۱۷)

تبصرہ : یہ ہے رسولوں پر مسیحؑ کا آخری فتوے۔ اب اتنی بڑی دلیل کے ہوتے ہوئے اندھا دھند پولوس اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی اقتداء کرتے رہو۔ تو آپ کی مرضی۔ حق واضح ہو جانے کے بعد انکار کرنا جہنم کا مول لینا ہے۔ اور مسیح کا گستاخ بننا ہے۔ اور مسیح کے فتوے کا جھٹلانا ہے۔

تثلیثی عقیدہ کے رد میں

سوال : تثلیث کا مسئلہ اتنا کھلا اور عام ہے کہ قرآن نے ہر سورۃ کے ابتداء میں مسئلہ بیان کیا۔ کیونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں عقیدہ تثلیث موجود ہے۔ تو آپ کیسے انکار کرسکیں گے۔

(۱) اللہ (۲) رحمان (۳) رحیم۔ تینوں کا ذکر ہے۔ یہی تثلیث ہے۔

جواب : پادری صاحب! آپ کی اس محققانہ دلیل کا کیا کہنا؟ جناب رحمان اور رحیم دونوں صفات ہیں اور لفظ اللہ ذاتی اسم ہے اور صفات کے انکار سے ذات کا انکار مستلزم نہیں۔ البتہ نقص فی المعرفت ضرور ہوگا۔ اہل اسلام کثرت صفات کے قائل ہیں۔ نہ کہ آپ کی طرح کثرت اقانیم کے آپ تو تینوں اقانیم کو مستقل تین مساوی ذاتیں مانتے ہیں۔ ایک اقنوم کی نفی سے تیسرے حصہ کی نفی اور دو اقنوموں کی نفی سے دوتہائیوں کی نفی اور تینوں کے انکار سے الوہیت کا مسئلہ ہی صاف ہوگیا۔ قرآن کریم سے تو آپ کیا تثلیث کریں گے؟ قرآن حکیم نے تو تثلیثیوں کو کافر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثۃ آپ بائیبل سے ہی ثابت کریں اور جوابات لیں۔

سوال : "واحد عدد ہے اور ہر عدد معدود و محدود ہوتا ہے۔ اور حادث ہوتا ہے۔ خدا قدیم ہے اور قدیم کی صفت حادث ماننا سراسر شان الوہیت کی منافی ہے۔"

جواب : پادری صاحب! کیا سوچ سمجھ کر اعتراض کر رہے ہو کہ خدا کو واحد کہنا توہین ہے۔ اس لئے کہ "واحد عدد" ہے۔ پادری صاحب! کیا "تین عدد" نہیں؟ جو قطعی اور یقینی عدد ہے۔ تعجب یہ ہے کہ آپ تین اقنوم مان کر بھی توحید کے ٹھیکیدار ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ حالانکہ تین عدد معلوم ہے۔ بخلاف منطقوں اور مہندسیوں کے اصول کے مطابق صرف ایک ہی عدد سے خارج ہے۔ دو سے حد شرع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد تمام عدد محدود ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ تین حد کے اندر لہٰذا محدود۔

سوال : اسلامی توحید میں خالص قلت و تفریط ہے۔ لیکن توحید فی التثلیشت میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ توسط اور حضرت محمد کے قول پر عمل "خیر الامورا وسطھا" کہ درمیانہ درجہ کا کام اچھا ہوتا ہے۔

جواب : پادری صاحب! افراط و تفرظ کا مسئلہ تو تثلیث میں ہی ہے۔ تثلیث بوجہ مافوق عددوں کے کم ہونے کے تفریط اور قلت محضہ اور متحت عددوں کے زیادہ ہونے کے افراط اور کثرت لہٰذا مسیح اہل افراط بھی ہوئے اور اہل تفریط بھی۔ اور اسلامیوں کا افراط سے بچنا تو ظاہر ہے۔ اور تفریط سے بچنا چونکہ ایک عدد سے خارج ہے۔ لہٰذا یہاں تفریط کو بھی دخل نہیں۔ نیز چونکہ خدا واحد کامل ہے۔ لہٰذا نہ اس میں قلت کا نقص آسکتا ہے نہ کثرت کا اضافہ۔

سوال : مولوی صاحب! آپ خدا کو واحد مان کر بھی تثلیثی ہی رہیں گے، کیونکہ جیسے کثیر مجموعہ سالمات ہے۔ اسی طرح واحد مجموعہ مکسورات ہے۔ لہٰذا خدا کے واحد ماننے میں بھی وہی مشکل رہے گی، جو آپ تثلیث میں بیان کرتے ہیں۔

جواب : پادری صاحب! واحد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو مکسورات سے مرکب ہو، دوسرا وہ جو جوہر ہے۔ اور بسیط اور تجمیع و ترکیب سے پاک ہو۔ خدا کو واحد مانا جاتا ہے۔ تو دوسرے معنی میں مانا جاتا ہے۔ نہ کہ پہلے میں۔ ہاں البتہ آپ کی توحید فی التثلیث پہلے معنی میں ہے۔ جب کہ "اقنوم رب" "اللہ کامل" ہے۔ تو اسے کیا ضرورت کہ دو اور اقنوموں کی ترکیب کو لازمی اور شرط الوہیت ہو۔

سوال : یہ تو آپ نے جھوٹ کہدیا کہ خدا واحد ہے۔ ذرا یہ تو بتائیں کہ خدا واحد بالشخص ہے یا واحد بالصنف یا واحد بالجنس۔ ہر چار صورتوں میں وہ جس کلی میں ہوگا۔ اس کے افراد اسے واحد نہ رہنے دیں گے۔

جواب : اہل اسلام اللہ تعالےٰ کو ان ہر چار قسموں کی کلیوں سے پاک مانتے ہیں اوراس کی وحدت ان اقسام اربعہ سے ماورا وحدت ذاتی ہے۔ اور وحدت بالذات ہے بلا تجزی یا واحد مطلق ہے بلا افراد، اقسام اربعہ کی وحدت مخلوقات سے متعلق ہے۔ خالق کی وحدت اور مخلوق کی وحت میں بڑا فرق ہے۔ مختصراً سنئے:

"خالق کی وحدت ازلی ابدی ہے۔"	"مخلوق کی وحدت حادث و فانی۔"
"خالق کی وحدت حقیقی ہے۔"	"مخلوق کی وحدت اضافی۔"
"خالق کی وحدت ذاتی ہے۔"	"مخلوق کی وحدت عطائی۔"
"خالق کی وحدت غیر محدود۔"	"مخلوق کی وحدت محدود۔"

سوال : آپ کے پاس توحید کے مسئلہ پر قرآن سے کوئی دلیل قاطع نہیں ہے۔ اگر کوئی ہے بھی تو ناقص ہے۔ مسلمانوں کے لئے توحید کے بارہ میں مایہ ناز سورۃ، سورۃ اخلاص ہے۔ مگر اس میں بڑی ناقص تعریف ہے اس لئے کہ کسی چیز کی محض سلبی صفات بیان کرنے سے تعریف کامل نہیں ہوتی۔ مثلاً انسان کی تعریف میں یہ کہا جائے وہ گھوڑا نہیں، بندر نہیں، گدھا نہیں، تو یہ تعریف نام نہیں۔

جواب : پادری صاحب! اگر صفات سلبیہ کے بیان کرنے سے تعریف کامل نہیں ہوتی، تو اپنی

کتاب مقدس کے مندرجہ ذیل مقامات بھی ذرا ملاحظہ فرمالیں۔ جہاں خدا کی صفات سلبیہ کا بیان ہے۔

"خدا انسان نہیں کہ وہ جھوٹ بولے اور نہ وہ آدم زاد ہے۔ کہ اپناارادہ بدلے"۔ (گنتی ۱۹؍۲۳)

دوسرے مقام پر ہے:۔

"جس میں نہ کوئی تبدیلی ہوسکتی ہے اور نہ گردش کے سبب سے اس پر سایہ پڑتا ہے۔" (یعقوب ۱۷؍۱)

سوال : ابلیس بھی نہ کھاتا ہے۔ نہ پیتا ہے۔ نہ اس کا باپ نہ اس کا بیٹا' نہ برادری۔ لہٰذا یہ بھی سورۃ اخلاص کی بیان کردہ تعریف میں داخل ہوا۔

جواب : پادری صاحب! ابلیس کی اولاد ثابت ہے اور اس کی ذریت ہونے کا ثبت قرآن کریم سے ملتاہے۔ افتتخذ و نہ و ذریتہ'اولیاء اور اسی آیۃ کے تحت تفسیر جلالین شریف میں ہے: وابلیس ھو ابوالجن فلہ'ذریۃ و الملئکۃ لا ذریۃ لھم اور تفسیر صاوی میں اسی آیت کے تحت اس کی اولاد کی قسمیں بھی شمار کی ہیں: لاقس' ولہان' زلنبور اور الاعور وغیرہ نیز بلا وجہ حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی لینا درست نہیں' پیش کردہ آیۃ میں لفظ ذریت حقیقی معنی ہی میں استعمال ہوگا۔ لہٰذا آپ کا اعتراض بے معنی اور مبنی برفساد ٹھہرا۔ پادری صاحب! آپ کا عقیدہ تثلیث بھی آپ کے مقتدر رسول جناب پولوس کی ہی ایجاد ہے۔ اگرچہ اس عقیدہ کے وضع کرنے میں ۳۱۸ پادریوں نے حصہ لیا۔ مگر ان کا سرچشمہ فیوض و برکات پولوس ہی ہے اور مزید برآں قسطنطین بادشاہ کے لڑکے نے اپنے دور اقتدار میں اسے خوب پروان چڑھایا۔

اور یہ عقیدہ باطلہ ہندوؤں میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ عام آریہ خدا' روح' مادہ کو قدیم مانتے ہیں۔ اور بعض ہندو برہما' بشن' مہیش کے قدیم ہونے کے قائل ہیں۔ اور بعض بھما' وشنو' سیتا کو قدیم مانتے ہیں۔ اور آپ کی طرح ہی تجسم الٰہی کے بھی قائل ہیں' کہتے ہیں کہ:۔

"پرمیشر نے مادی جسم قبول کیا۔ مچھ اوتار وکن میں نمایاں ہوا۔ کچھ اوتار جس کی پشت پر کوہ الوندی کی مدھانی رکھی ہوئی ہے۔ جو سمندر کو بلوتی ہے۔ بچھمن اوتار دلہن کی شکل میں گئو سیتہ من قیمتی ہیرے کی شکل میں۔ وہنتر طبیب کی شکل میں۔"

سوال : آپ کا کہنا کہ ہم توحید کے قائل نہیں۔ سراسر بہتان ہے اور کذب بیانی ہے۔ ہم مانتے اور جانتے ہیں کہ واجب تعالےٰ بالذات ہے۔ لیکن اس کی ذات میں تین اقنوم' باپ' بیٹا'

روح القدس ہیں۔ جن کی ماہیت ایک قدرت اور جلال میں مساوی اور یہی توحید فی التثلیث ہے۔ جو عقل سلیم کے مطابق ہے۔

جواب : پادری صاحب! واجب تعالیٰ کو واجب بالذات مانتے ہو۔ تو اقنوم ثلثہ کا انکار کرنا پڑیگا نہ اس کی ذات میں اقنومیت ہے نہ تجزی نہ عدد نہ ابوت نہ ابنیت۔ اور یہی عقیدہ صحیح بلکہ اصح ہے نیز اگر تینوں اقنوموں کی ایک ہی ماہیت ہے اور جلال میں مساوی ہیں تو اقنوم رب تو ابن یا اقنوم ابن کا رب یا روح القدس کو اب یا ابن کیوں نہیں کہتے اور پھر تینوں میں تقدم و تاخر کے کیسے درجے۔ اگر جلال و قدرت میں مساوی ہیں تو اقنوم ابن اقنوم اب کے سامنے کیوں دعائیں کرتا تھا۔ لکھا ہے:۔

"مگر وہ جنگلوں میں الگ جا کر دعائیں کیا کرتا تھا۔" (مرقس ۱۶؍۵)

دوسری جگہ یوں ہے:۔

"اور وہاں سے بمشکل الگ ہو کر کوئی پتھر کا ٹپہ آگے بڑھا اور گھٹنے ٹیک کر یوں دعا کرنے لگا۔" (لوقا ۴۱؍۲۲)

اگر علم میں برابر ہیں تو مسیح نے یہ کیوں کہا:

"اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا' نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ۔" (متی ۳۶؍۲۴)

لہٰذا عقیدہ توحید اہل اسلام بے تثنیہ تثلیث مطابق عقل سلیم و فلسفہ قدیم و جدید ہے۔ اور اسلامی توحید کی تعلیم اللہ تعالے نے انبیاء کے ذریعے دنیائے عالم کو دی۔ ایک مختصر لطیفہ بھی سن لیجئے:۔

"ایک شخص دو بینی کے مرض میں مبتلا تھا۔ یعنی ایک چیز اسے دو دکھائی دتیں۔ اسے پتہ چلا کہ فلاں حکیم صاحب اس مرض کے علاج میں نہایت اچھی خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ جب یہ مریض حکیم صاحب کی خدمت میں پہنچا پوچھنے لگا۔ حضور آپ دونوں میں سے حکیم صاحب کون ہیں۔ حسن اتفاق سے حکیم صاحب خود سہ بینی کے مرض میں مبتلا تھے۔ تو حکیم صاحب نے مریض کے جواب میں فرمایا کہ آپ تینوں میں سے جناب مریض کون ہیں۔ اب مریض یہ کہتا ہوا واپس لوٹا بس جی میں شفایاب ہوگیا۔ جو خود مجھ سے زیادہ مریض ہو وہ میرا علاج کیا کرے گا۔" بعض کو دو دیکھنے کا مرض ہوتاہے مجوسی' پارسی' ایرانی' جو دو خدا مانتےہیں' حالانکہ خدائے قدوس وحدہ'لاشریک ہے۔ مگر وہ اپنے مرض کے سبب ایک دو دیکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر سہ بینی کا

مرض ہے۔ جو ایک خدا کو تین بتاتے ہیں۔ اس موذی مرض میں آپ لوگ مبتلا ہیں۔ لیکن اہل اسلام .ففلہ تعالے ان مرضوں سے محفوظ ہیں۔ ایک کو ایک ہی دیکھتے اور جانتے مانتے ہیں۔ اور اس مرض کے ٹیکے آپکو کسی محمدی عالم ہی سے مل سکیں گے۔

سوال : تورات کتاب پیدائش میں مسئلہ تثلیث ثابت ہے۔ لکھا ہے:۔

"اور اس نے اپنی آنکھیں اٹھا کر نظر کی اور کیا دیکھتا ہے کہ تین مرد اس کے سامنے کھڑے ہیں۔" (پیدائش ۲؍۱۸)

یہ تینوں باپ' بیٹا' روح القدس تھے۔ جو ابراہیم کے پاس آئے تھے۔

جواب : پادری صاحب! میں نے سمجھا تھا کہ آپ کم از کم مضامین بائیبل سے تو واقفیت رکھتے ہوں گے۔ مگر آپ تو اپنی کتاب مقدس کی معلومات میں بھی طفل مکتب ہی نکلے۔ صاحب یہ تینوں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنے والے باپ' بیٹا' روح القدس نہیں تھے۔ بلکہ یہ فرشتے تھے۔ جو جناب لوط علیہ السلام کے پاس بھی گئے تھے۔ لکھا ہے:۔

"اور وہ فرشتے تھے شام کو سدوم میں آئے اور لوط سدوم کے پھاٹک پر بیٹھا تھا اور لوط ان کو دیکھ کر استقبال کے لئے اٹھا اور زمین تک جھک گیا۔" (پیدائش ۱۔۱۵؍۱۹)

پادری صاحب! جب آپ تثلیث ثابت کرنے کے لئے اس قدر زور لگا رہے ہیں۔ تو بتایئے توحید کہاں گئی۔ میں تو آپ لوگوں کی حساب دانی سے بڑا متعجب ہوں کہ :۔

"ایک تین ہیں اور تین ایک ہے۔ پھر باپ' بیٹا' روح القدس تینوں ایک تین بھی اور ان کے نام بھی جدا جدا رکھ لئے' تو اب ایک کہنا عجیب سی منطق ہے۔ کیا خدا کوئی معجون مرکب ہے جو اجزائے مختلفہ سے تیار کیا گیا ہے۔" (معاذ اللہ)

سوال : عبرانی تورات میں خدا کو الوہیم لکھا گیا ہے اور الوہیم صیغہ جمع کا ہے۔ اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس دلیل سے بھی تثلیث ثابت ہوئی۔

جواب : اگر اسے صیغہ جمع بھی کہا جائے' پھر بھی یہ جمع ذوات کی نہ ہوگی۔ جیسے عبرانی تورات میں (التواریخ ۱؍۱۲) میں لودی عنامی کو لودیم عنامیم کہا گیا ہے اور عبرانی توراۃ غزل الغزلات ۱۶؍۵ میں محمدیم کہا گیا ہے۔ نیز اگر واقعی یہی نظام کائنات اقنوم ثلثہ کے ذریعہ ہی چل رہا ہے۔ تو پھر اکثر جگہوں پر اکیلے خدا کا ذکر آتا ہے وہ کیوں؟ یا پھر یہ مطلب ہوگا کہ جہاں اکیلے خدا کا ذکر ہے۔ وہ چیز اس اکیلے نے بنائی ہوگی۔ اور اقنوم ابن اور روح القس اس کی واقفیت نہ رکھتے ہوں ہے۔ لکھا

ہے:۔

"اور خدا نے کہا دیکھو میں تمام روئے زمین کی کل بیج دار سبزیاں اور ہر درخت جس میں اس کا بیج دار پھل ہو تم کو دیتا ہوں۔" (پیدائش ۱؍۱۹)

تبصرہ : اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا اکیلا ہے۔ اگر اقنوم کا دخل ہوتا ہے۔ "ہم تمام" دوسری جگہ یوں ہے:۔

"اور میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا۔" (پیدائش ۳؍۱۵)

اگر واقعی خدا میں تعداد ذوات یا کثرت اقانیم ہوتی' تو ہر جگہ جمع کا صیغہ استعمال ہوتا اور پھر جب دعا مانگی جاتی ہے خدا سے عرض بصیغہ واحد ہی ہوتی ہے۔ باوجودیکہ آپ تثلیث کے قائل ہیں۔ مگر پھر بھی دعا میں واحد کا صیغہ ہی استعمال کرتے ہیں۔ اور یہی توحید خالص ہے کہ آپ کو بھی مجبوراً ایک ہی کہنا پڑتا ہے۔ آپ دعا یوں مانگتے ہیں:۔

"اے ہمارے باپ جو تو آسمان پر ہے' ترا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے' تیری مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ہو۔" الخ ان میں سب واحد صیغے ہیں۔

پادری صاحب! آپ کو چاہیے تھا کہ رب کی عظمت و بڑائی ثابت کرنے کے لئے بے شمار اقانیم کے قائل ہوتے۔ چوں کہ تین اقنوم ماننا خدا کی توہین ہے۔ انسان تو اربع عناصر سے مرکب اور خدا ہو تین اقنوموں سے تو بہ یہ شان الوہیت میں زبردست گستاخی ہے۔

لہٰذا یہ مسئلہ پادریوں میں بیٹھ کر سوچو اور فتوے صادر کرو کہ ساری کائنات کے اجزاء سے رب مرکب ہے۔ تاکہ کچھ خالق و مخلوق میں امتیاز نہ کرسکو۔ مجھے تو بائیبل کا مطالعہ کرنے سے رب کے متعلق بائیبل کے مندرجہ ذیل اقوال ملے ہیں:۔

"وہ قدوس فرماتا ہے تم مجھے کس سے تشبیہ دو گے اور میں کس چیز سے مشابہ ہوں گا۔" (یسعیاہ ۴۰؍۲۵)

اس درس سے معلوم ہوا کہ خدا بے مثل ہے۔ کوئی اس کے مشابہ و مثل نہیں ہے۔ دوسری جگہ یوں لکھا ہے۔

"اسی سے ہم خداوند اور باپ کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے آدمیوں کو جو خدا کی صورت پر پیدا ہوئے بد دعا دیتے ہیں۔" (یعقوب ۳؍۹)

اس درس سے دو چیزوں کا پتہ چلا۔ ایک تو یہ کہ خداوند کا لفظ غیر اللہ پر بولا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ

بندے اور خدا ہم شکل ہیں۔

تیسری جگہ یوں لکھا ہے:۔

"میں خداموش رہا ور ضبط کرتا رہا پر میں دردزہ والی کی طرح چلا چاؤں گا اور ہانپوں گا۔" (یسعیاہ ۱۴ر۴۲)

اس سے پتہ چلا کہ خدا دردزہ والی کی طرح چلاتا ہے۔ شاید اسی چیز کے نتیجہ میں آپ لوگ مسیح کو بیٹا کہتے ہیں۔ آخر دردزہ کا کوئی ثمر تو مرتب ہوا ہوگا۔ (معاذ اللہ)

چوتھی جگہ یوں لکھا ہے:۔

"پس میں افرائیم کے لئے کیڑا ہوں گا اور یہودا کے گھرانے کے لئے گھن۔" (ہوسیع ۱۲ر۵)

اس درس سے معلوم ہوا کہ خدا کیڑا بھی ہے اور دیمک بھی (معاذ اللہ)

پانچویں جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اور خدوند تو ہمارا باپ ہے۔ ہم مٹی ہیں اور تو ہمارا کمہار ہے اور ہم سب کے سب تیری دستکاری ہیں۔" (یسعیاہ ۸ر۶۴)

اس درس سے پتہ چلا کہ کمہار اس کی برادری ہے۔ (معاذ اللہ) مسیحی کمہاروں کو ناز کرنا چاہیے۔

چھٹی جگہ پر یوں لکھا ہے:۔

"اسی روز خداوند اس استرے سے جو دریائے فرات کے پار سے کرایہ پر لیا۔ یعنی اسور کے بادشاہ سے سر اور پاؤں کے بال مونڈے گا اور اس سے ڈاڑھی کھرچی جائے گی۔" (یسعیاہ ۲۰ر۷)

اس درس نے خوب ہی گل کھلائے۔ نائیوں کے بخت جاگ اٹھے۔ ان کی رشتہ داری بھی ثابت ہوگئی۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ استرے چلانے میں بھی نہایت عمدہ مہارت رکھتا ہے۔ (معاذ اللہ)

ساتویں جگہ پر یوں ہے:۔

"کیوں کہ خدا کی بے وقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے اور خدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے۔" (اکرنتھی ۲۵ر۱)

اس درس نے بتایا کہ خدا بے وقوف بھی ہے اور عاجز بھی۔ (معاذ اللہ)

اب فرمائیے کیا کوئی شخص بائیبل مقدس کو پڑھ کر معرفت خداوندی حاصل کرسکتا ہے۔ ہرگز نہیں یقیناً نہیں۔

پادری صاحب! مسیح علیہ السلام نے تو خدا کا وحدہ'لاشریک لہ' ہونا اور اپنا رسول ہونا تو صاف لفظوں میں ذکر فرمایا ہے۔ لکھا ہے:۔

"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا ہی واحد اور برحق کو یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔" (یوحنا ۳ر۱۷)

اب اس واضح دلیل کے ہوتے ہوئے مسیح کو خدا یا اقنوم یا بیٹا ماننا سراسر ظلم ہے۔

سوال : قرآن سے مسئلہ تثلیث ثابت ہے۔ آپ کے مفسرین نے ذکر کیا ہے۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ زیر آیت "نور علیٰ نور" لکھا ہے۔

"پدر نور پسر نوریست مشہور از ینجا فہم کن نور علیٰ نور"

لہٰذا مسئلہ تثلیث قرآن و تفسیر سے بھی ثابت ہوا۔ پہلے مصرعہ میں باپ بیٹے کا ذکر ہے۔ اور نور علیٰ نور سے مراد روح القدس ہے۔

جواب : پادری صاحب! پہلے تو صرف میرا گمان ہی تھا کہ مسیحی کم فہم ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ کوئی کامل الفہم انسان عقیدہ تثلیث کے گورکھ دھندے میں پڑ کر اپنی آخرت برباد نہیں کرتا۔ اب یقین ہوگیا کہ کم فہم بھی ہوتے ہیں اور کج فہم بھی۔ سنیے:

اگر میرے پاس تفسیر حسینی موجود ہوتی تو مزید تسلی کرتا۔ مگر خیر اب اس شعر کا معنی ہی لیجئے۔ علامہ حسینی کا یہ مقصد ہے کہ:۔

"محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نور الٰہی کی شمع ہیں جو زجاجہ خاندان اسمٰعیلی میں نہایت شاندار چمکیلے ستارے کی طرح درخشاں ہے جو ابراہیمی شجرہ زیتونہ سے سلگائی گئی ہے۔ یہاں تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور نبی کریم صلی علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کا ذکر ہے۔ تثلیث کہاں سے ہوگئی۔ کہاں ان نوروں کا ذکر اور کہاں تثلیث بے نور کا مسئلہ۔"

سوال : سورۃ اخلاص میں کوئی جامع مانع تعریف نہیں۔ یہاں چند صفات سلبیہ کا بیان ہے اور کسی چیز کی محض صفات سلبیہ بیان کرنے سے تعریف کامل نہیں ہوتی' مثلاً انسان کے بارے میں یہ کہا جائے وہ گھوڑا نہیں' وہ بندر نہیں' وہ گدھا نہیں۔ تو یہ تعریف نام نہیں۔ لہٰذا قرآن کی تعریف نہ جامع رہی نہ مانع۔ جامع اس لئے نہیں کہ اور بھی سلبی صفات ہیں۔ لاجوڑ' لامرکب' لامحدود' اور مانع اس لئے نہیں کہ شیطان کی بھی نسل اور اولاد نہیں۔

جواب : اگر صافات سلبیہ کے بیان سے تعریف کامل نہیں ہوتی تو بائیبل کے مندرجہ ذیل

مقامات ملاحظہ ہوں' جہاں خدا کی صفات سلبیہ کا بیان ہے۔ کیا وہ تعریف ناقص ہے۔

"خدا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے' نہ وہ آدم زاد ہے کہ پشیمان ہو۔" (گنتی ۱۹ر۲۳)

"اس میں نہ تبدیلی ہوسکتی ہے نہ گردش کے باعث سایہ پڑتا ہے۔" (یعقوب ۱۷ر۱)

"آسمان پر خدا کی نظیر کون ہے"؟ (زبور ۶ر۸۹)

پادری صاحب! سورۃ اخلاص میں خدا کی تعریف بالکل جامع مانع ہے۔ کان کھولئے اور سنئے ارشاد پاک ہوتا ہے:۔

"قل کہہ تو اے دنیا بھر کے واحد رسول اور سب مذاہب پر غالب(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ھو وہ بے کیف ذات جو تمام انسانی محدود خیالوں سے بالاتر ہے' وہ کسی کی عقل میں نہیں سماتا' اس کے احاطہ سے فرشتے بھی قاصر۔ وہ وہی ہے اے دہریو! جو کسی کی عقل میں نہیں سماتا' ایمان میں سماتا ہے۔ اللہ اس کا ذاتی اسم اللہ ہے۔ بھول کر کوئی اور نام نہ سمجھ بیٹھے گا۔ کوئی "آدم" کہتا ہے کوئی "رام" کوئی "نرادھا" کوئی "یزداں" تو فرمایا کہ بس صحیح اور ذاتی نام "اللہ" ہی ہے۔ احد بالذات و الصفات وہ اپنی ذات میں تمام موصوفوں کے صفات سے لاثانی و فرد اعلیٰ ہے۔ اور ممتاز مطلق اس کی احدیت اور اس کی موصوفیت میں کسی کی موصوفیت کو مساوات یا اشتراک نہیں۔ پس یہ صفت ثبوتی ہے۔ جو تمام صفات ثبوتیہ کی جامع مانع ہے۔ اللّٰہ الصمد وہ اللہ ہر قسم کی احتیاطوں اور تشبیہوں اور اشتراکوں سے پاک ہے۔ اور مستغنی ہے۔ یہاں بعض توہمات پرست افراد کی تردید کی جارہی ہے۔ جو خدا کے تجسد یا تشکل کے قائل ہیں نہ اسے کسی اور خالق کی ضرورت اور نہ بغیر کسی اور اقنوم کے اس کی الوہیت میں فرق آئے اپنی ذات و صافات کے لحاظ سے ازل سے ابد تک غنی اور صمد ہے۔ لم یلد نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی کا باپ نہ کوئی اس کا بیٹا۔ ولم یولد نہ کسی سے وہ جنا گیا۔ نہ کسی عنصر سے پیدا ہوا۔ ولم یکن لہ' کفوا نہ کوئی شریک ہے نہ برادری نہ بھائی نہ بہنیں نہ کوئی شریک فی الذات نہ کوئی شریک فی الصفات۔ احد وہ ہر نسبتوں اور اضافتوں سے ممتاز واحد حقیقی بالذات ہے"۔

آیئے کچھ مختصر سا کہتا جاؤں کہ اس عقیدہ تثلیث کا آغاز کب ہوا۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے۔ یہ عقیدہ نہ تو مسیح کا تھا نہ حواریوں کا۔ اس عقیدہ کے واضع کرنے میں ۳۱۸ پادریوں نے حصہ لیا تھا۔ لیکن سر چشمہ ان کا پولوس تھا۔ اور مظہراتم' اس عقیدہ کا تھا ماسیس اور خود بادشاہ قسطنطین کا بھی خاص دخل ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ شاہ قسطنطین ابتدا سے بت پرست تھا۔ پھر عیسائی ہوگیا تھا۔ مگر پھر بھی بت پرستی رگ و ریشہ میں موجزن رہی۔ جب عیسائی علماء میں

اختلاف ہوتا۔ تو وہ موقع پاکر وثنیہ خیالات کا پرچار کرتا۔ عیسائی علماء سمجھ گئے کہ بادشاہ کی مخالفت میں ہمارا قول نہیں مانا جاسکتا۔ لہٰذا وہ بھی جس پہلو کو بادشاہ ترجیح دیتے اسے اجماع ٹھہرا لیتے۔ (نوٹ) عیسائیوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے۔ جو بت پرستی سے مجتنب ہے۔ جیساکہ انجیل برناباس سے واضع ہے۔ آج کل عیسائیوں کی اکثریت بت پرست مشرک ہے"۔

اجوبہ فاخرہ میں ہے تسین حفص کہتا ہے کہ قسطنطین نے ایک جنگ میں آواز سنی اگر دشمنوں پر فتح چاہتا ہے تو صلیب بناکر آگے رکھ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو فتح ہوئی۔ لہٰذا رفتہ رفتہ یہ عقیدہ عام ہوگیا۔ ۷۵۷ھ میں پادریوں نے اسے روکنا چاہا مگر رک نہ سکا۔ ۷۸۷ھ میں اس عقیدہ کا زور ہوا تو ۳۵ پادریوں نے اس کے جواز کا فتوے دے دیا۔ بلکہ لزوم کا۔

جناب یہ عقیدہ تثلیث ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ عام آریہ' خدا' روح' مادہ کو قدیم مانتے ہیں۔ اور بعض ہندو برہما' وشنو' سیتا کے ماننے والے ہیں۔

سوال : جیسے کثیر کا تجزیہ ہوسکتا ہے ویسے ہی واحد کا۔ کیوں کہ جیسے کثیر مجموعہ سالمات ہے واحد مجموعہ مکسورات' لہٰذا خدا کو واحد کہنا شان الوہیت کے منافی ہے۔

جواب : بے شک واحد دو قسم کا ہے۔ ایک مرکب از مکسورات وغیرہ دوسرا جوہر بسیط مفرد از تجمیع و ترکیب۔ اور واحد سے مافق ہر مرکب و مجمتع ہے افراد کاملہ و مکسورہ سے۔ پس خدا واحد بالذات غیر مرکب و متجزی ہے۔ لیکن تین کہنا سراسر تجزیات ہے۔ نیز واحد مبداء اعداد کاملہ ہے۔ اور بالذات کامل ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں کہ اضافہ لازمی ہو۔ پس جب اقنوم رب اللہ کامل ہے تو اسے کیا ضرورت کہ دو اور اقنوموں کی ترکیب اس میں لازمی ہو اور شرط الوہیت ہو۔

سوال : مولوی صاحب! اگر خدا واحد ہے تو بتایئے واحد بالشخص ہے یا واحد بالصنف یا واحد بالنوع یا واحد بالجنس۔ ہر چار صورتوں میں وہ کلی میں ہوگا۔ مسئلہ وحدیت ختم ہو جائے گا۔

جواب : اہل اسلام اللہ تعالے کو ان ہر چار قسموں سے مبرا مانتے ہیں اوراس کی وحدت ان اقسام سے اربعہ سے ماروے وحدت ذاتی ہے' یا وحدت مطلقہ۔ وہ واحد بالذات ہے تجزی نہیں۔ وہ واحد مطلق ہے افراد نہیں۔ اقسام اربعہ کی وحدت مخلوقات سے متعلق ہے۔ خالق کی وحدت اور مخلوق کی وحدت میں بڑا فرق ہے۔ اگر آپ لوگ خدا میں تین اقنوم مانتے ہیں' تو توحید نہ رہی شرک ہوگیا۔ اگر کہیں تین صفتیں ہیں (چنانچہ بعض عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اب صفت تخلیق ہے اور ابن صفت کلام یا علم اور روح القدس صفت حیات) اس نظریہ پر تثلیث کا معنی یہ

ہوا' خدا خالق ہے۔ اور علیم و متکلم وحی۔ تو باقی بے شمار صفات جو بائیبل میں ہیں کہاں ڈالو گے؟ یاد رکھئے یہ تینوں اقنوم مساوی بھی نہیں (جیسے آپ کا خیال ہے) اگر مساوی ہیں تو اقنوم اب کو ابن کیوں نہیں کہتے ہیں۔ اور پھر مسیح اقنوم اب کے سامنے گھٹنے ٹیک کر جھک کر نماز کیوں پڑھتا تھا۔ جیسے لوقا ۱۶ر۵ ' ۳۱ر۲۲ سے ظاہر ہے۔ کبھی اقنوم اب نے بھی ایسا کیا ہوتا۔ نہ ہی جلال میں برابری' ورنہ مسیح نے یہ کیوں کہا! "میرا باپ مجھ سے بڑا" (یوحنا ۲۸ر۱۴) نہ علم میں برابری ورنہ مسیح نے یہ کیوں کہا! "قیامت کو کوئی نہیں جانتا مگر باپ" (متی ۳۵ر۲۴) نہ حکم میں مساوات ورنہ مسیح نے یہ کیوں کہا!"میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کرسکتا' جیسے حکم سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں"۔ (یوحنا ۳۰ر۵)

جان ڈیوٹیورٹ صاحب لکھتے ہیں:۔

نیوٹن اور گبن صاحبان نے بڑی تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ جن آیات انجیل سے مسئلہ تثلیث مستنبط کیا ہے۔ (یوحنا ۲ر۱) وہ آیات اختراعی ہیں اور کالمٹ صاحب بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ آیت دربار تثلیث انجیل کے کسی قدیم نسخہ میں نہیں ہے۔ مسیح نے تو صرف ایک خدا کے اعتقاد کا ہی حکم دیا تھا۔ لیکن پولوس اور یوحنا نے جو ہیروں افلاطون میں سے تھا مسیح کا مذہب خراب کر دیا۔ (ص ۹۳ بحوالہ کرسچن مت درپن ج۲ر۲۴۵)

ایڈورڈ گبن لکھتے ہیں اس مسئلہ تثلیث کا اصلی سبب افلاطون کا فلاسفی ہے جو سکندر کی فتوحات کے سبب سے تین سو برس مسیح سے پہلے ایشیا اور مصر میں پھیل چکی تھی۔ اسکندریہ کے ایک مشوہر مذہبی مدرسہ میں یہود اس کی تعلیم پاتے تھے'اسی تثلیث کے مسئلہ پر اسکندریہ کے فیلسوفوں اور عیسائیوں میں تبادلہ خیالات ہوتا تھا۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو ہمقریں پاتے تھے۔

مسئلہ تثلیث اور محققین عیسائیوں کی آراء

نمبرا پادری ری ڈبلیوٹاسن صاحب تثلیث کے حل سے عاجز آکر لکھتے ہیں:۔

"خلقت کے استدلال اور عقلی دلائل اس پر چل نہیں سکتے اس کا ثبوت ہمہ جہت کلام الہٰی پر موقف ہے"۔ (تشریح التثلیث ص۲۲)نمبر۲ اس مسئلہ میں مسیحوں کے مشہور و معروف پادری فنڈر صاحب لکھتے ہیں:۔

"عقل انسانی محدود ہے پس ذات الہٰی اور اس کے اسرار کو مانند تثلیث مسیح ادراک نہیں کرسکتی"۔ (مفتاح الاسرار ص۲۹) پہلا باب

پھراسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ "تثلیث ان مسئلوں اور ان بھیدوں میں سے ہے جن میں عقل کو راہ نہیں اور دلیل سمعی پر اس کی تعلیم واجب"۔

نمبر۳ فاضل پادری صفدر مسیح فرماتے ہیں:۔

مسئلہ تثلیث جو اسرار ماہیت "ذات مغیب و مستتر خدائے ذوالجلال سے ہے۔ دلائل عقلی سے اس کا ثبوت و بطلان دونوں ناممکن ہیں"۔ (نیاز نامہ ص ۱۰ مطبوعہ ۱۸۷۸ء)

نمبر۴ مشہور پادری عمادالدین صاحب لکھتے ہیں:۔

"تثلیث مبارک پر دلیل عقلی کو طلب کرنا خلاف عقل ہے۔ جیسے توحید مجرد پر یہود کے سوا جو اور لوگ ہیں ان کو تثلیث پر اس طرح قائل کرسکتے ہیں کہ اولاً ضرورت الہام اور ثانیاً ے کتب مقدسہ میں اس کا انحصار ثابت کریں گے اور جب وہ اس کے قائل ہوئے تو الہام کی اطاعت سے ان کو بھی تثلیث کا قائل ہونا پڑے گا"۔ (نغمہ طنبوری ص۴۷ مطبوعہ ۱۸۷۴ء)

مندرجہ بالا دلائل سے ہر ایک انسان باخوبی سمجھ سکتاہے کہ یہ مسئلہ عقل و فکر سے دور ہے اور احاطہ درک کے خلاف' جس کا مطب یہ ہواکہ عقیدہ تثلیث بالکل دھاندلی ہے اور پاک و ہند کے مشہور پادری عبدالحق صاحب کی کتاب"اثبات التثلیث فی التوحید" جس میں فلسفیانہ انداز میں اور عقلی دلائل سے مسئلہ تثلیث کو ثابت کرنے کی کوشش کی' وہ محض بیکار و لغو بے معنی۔

لطیفہ:

تین مجوسی نصرانی ہوگئے اور کسی پادری کی شاگردی میں داخل ہوگئے اور نصرانی عقائد کو طوطی کی طرح رٹ لیا۔ حسن اتفاق سے ایک دن پادری کے ہاں ان کا ایک دوست ملاقات کے لئے آیا۔ سلام و کلام کے بعد پادری صاحب سے پوچھا! یہ تینوں صاحب کون ہیں؟ پادری صاحب نے کہا! یہ تینوں مجوسی تھے اب پادری بن چکے ہیں۔ اور اب تعلیم عقائد میں نہایت ذوق و شوق سے مصروف ہیں۔ اس دوست نے پوچھا کہ مسئلہ تثلیث کی کیا شکل ہے اور تمہارا اعتقاد اس پر کیا ہے ان میں سے ایک نے جواب دیا کہ میرے استاد نے ایسا سکھایا ہے کہ تین خدا ہیں' ایک آسمان پر ہے جس کو ہم مسیح کا باپ مانتے ہیں۔ اور دوسرا وہ بطن مریم سے پیدا ہوا جس کا نام یسوع ہے۔ اور تیسرا جو مثل کبوتر' دوسرے خدا یعنی مسیح کے سر پر اترا۔ اس پر اس کے استاد صاحب نے غضب ناک ہو کر اسے دھکیل دیا۔ کہ دیوانہ اور کم فہم ہے۔ اس کی سمجھ پر پتھر پڑیں' مدت سے کم بخت کو بتا رہا ہوں اور مغز کھپا رہا ہوں۔ آج تک ایک مسئلہ تثلیث بھی نہ سمجھ

سکا۔ دوسرے سے پوچھا گیا تو کہنے لگا کہ میرے استاد نے مجھے یوں سکھایا ہے۔ پہلے تین خدا تھے مگر اب ان میں سے دو زندہ ہیں۔ کیوں کہ ایک بے چارہ سولی پر چڑھا کر مارا گیا۔ پادری صاحب اس پر بھی غضبناک ہوئے۔ آنکھیں لال پیلی کرکے کہا کہ تیری ہلاکت ہو کتنی دیر سے تجھے سمجھا رہا ہوں۔ مگر آج تک یہ مثلث شکل حل نہ کرسکا۔ اب تیسرے صاحب باقی ماندہ قلعی کھولنے لگے۔ فرمایا کہ مجھے تو یہی تعلیم ہوئی ہے اور اس کو نقش کالحجر کر رکھا ہے۔ اور اس عقیدے سے میرا دل بہت خوش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگلے زمانہ میں تین خدا تھے اور تینوں ایک ہی تھے اور آپس میں اتحاد کامل رکھتے تھے سو ایک ان سے مارا گیا۔ اب تینوں بہ سبب اس اتحاد کلی کے فنا ہو گئے۔ (نعوذ باللّٰہ من ذالک)

اصل بات یہ ہے کہ عقیدہ تثلیث عقل و فہم و علم کے ایسا خلاف ہے کہ خدا کی پناہ۔ آج تک اور تو درکنار خود عیسائیوں کی ہی سمجھ میں نہیں آسکا۔

مکالمہ: یوسف مسیح پوسٹ ماسٹر کا مسئلہ ابن اللہ کے متعلق

ایک روز مجھ سے کہنے لگا۔ اجازت ہو۔ تو کچھ پوچھوں؟ میں نے کہا۔ شوق سے پوچھئے۔ کہنے لگا! مولوی صاحب! خدا تعالیٰ کا کوئی باپ ہے؟ میں نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ نہ اس کا کوئی باپ ہے۔ اور نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ میرا جواب سن کر یوسف مسیح بولا۔ مولوی صاحب! یسوع مسیح کا بھی تو کوئی باپ نہ تھا۔ جسے آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر یسوع مسیح کو خدا کیوں نہ کہا جائے؟ میں نے کہا۔ پوسٹ ماسٹر صاحب! آپ نے ایک غلط اصول مقرر کر لیا ہے۔ میں نے یہ کہا ہے۔ کہ جو خدا ہے۔ اس کا کوئی باپ نہیں۔ اور آپ نے اصول یہ بنایا لیا ہے کہ جس کا باپ نہ ہو وہ خدا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ دیکھئے میں اگر یہ کہوں کہ جو انسان ہے وہ زمین پر چلنے والا ہے۔ تو اس میرے جملہ سے اگر آپ یہ نتیجہ نکال لیں۔ کہ جو زمین پر چلنے والا ہے۔ وہ انسان ہے۔ تو کیا یہ صحیح ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ زمین پر تو گھوڑا گائے اور بندر وغیرہ بھی چلتے ہیں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جو خدا ہے اس کا کوئی باپ نہیں۔ یہ نہیں کہا کہ جس کا باپ نہ ہو۔ وہ خدا ہے۔ پوسٹ ماسٹر صاحب میری بات توجہ سے سن رہے تھے اور میں بتا رہا تھا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہ ہونا ان کے خدا ہونے کی دلیل ہے۔ تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کو بھی خدا مانیے۔ بلکہ ان کو تو ماں بھی نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں تو تھی۔ جبکہ جو خدا ہے اس کا نہ کوئی باپ ہے نہ ماں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں صرف باپ کا نہ ہونا پایا جاتا ہے۔ ماں کا نہ ہوا نہیں پایا جاتا۔ پوسٹ ماسٹر صاحب اس طرح تو پھر پورے خدا (معاذ اللہ) حضرت آدم علیہ السلام

ہوئے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اور پھر سنئے کہ اگر آپ کا وضع کردہ اصول درست ہو کہ جس کا باپ نہ ہو۔ وہ خدا ہے۔ تو کئی حشرات الارض ایسے بھی ہیں جو کہ بغیر ماں باپ کے خدا پیدا فرما دیتا ہے۔ ساون بھادوں کے مینڈک ہی دیکھ لیجئے۔ کس طرح بغیر ماں باپ کے دھلے دھلائے اور موٹے تازے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیا آپ اپنا اصول یہاں بھی استعمال کریں گے؟

پوسٹ ماسٹر صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔ کم از کم اتنا تو ماننا پڑے گا کہ خدائی وصف یسوع مسیح میں ہے۔ اور وہ ہے یسوع مسیح کی بیوی کا نہ ہونا۔ جبکہ یہ بھی خدا کا ایک وصف ہے کہا خدا کی کوئی بیوی نہیں۔ میں نے جواب دیا کہ یہاں بھی آپ نے وہی اپنا غلط اصول استعمال کرلیا کہ جس کی بیوی نہ ہو۔ وہ خدا ہے۔ گویا آدمی جب تک کنوارہ رہے۔ خدا ہے۔ شادی کرلے تو خدا نہ رہا۔ اور کئی لوگ جو عمر بھر کنوارے ہی رہ جاتے ہیں۔ ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے پھر میں نے ان سے کہا کہ پوسٹ ماسٹر صاحب! مجھے ایک سوال کا جواب دیجئے اور خوب سمجھ کر دیجئے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی شادی نہیں کی۔ اور بیوی گھر نہیں لائے۔ یہ کام اچھا ہے یا برا؟ میرے اس سوال پر وہ سوچنے لگے اور کچھ بولے نہیں۔ اس لئے کہ اپنے پیغمبر کا کام کو برا تو وہ کسی صورت کہہ نہیں سکتے تھے اور اچھا بھی نہیں کہہ رہے تھے۔ غالبًا وہ کوئی نتیجہ اخذ کرچکے تھے۔ میں نے خود کہا کہ یہ کام برا تو کہا ہی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ وہ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہا ان کا یہ کام اچھا کام کرنے کی تلقین کرے۔ خود اچھا کام کرکے امت کو بھی اپنی سنت پر چلنے کی تاکید کرے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ اچھا کام کرکے گویا اپنی امت کو بھی تلقین فرمائی ہے۔ کہ تم بھی میری سنت کے مطابق اپنی شادی نہ کرو اور بیوی گھر نہ لاؤ۔ پوسٹ ماسٹر صاحب! اگر آپ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی ہیں۔ اپنے پیغمبر کی اس سنت پر عمل کرنا شروع کردیں۔ تو نتیجہ ظاہر کہ چند دنوں ہی میں عیسائی حضرات دنیا سے نابود اور ختم ہو جائیں گے۔ یہ جو کروڑوں کی تعدا میں عیسائی افراد دنیا میں موجود ہیں۔ سوچئے کہ یہ کس پیغمبر کی سنت پر عمل کرنے کا بابرکت نتیجہ ہے؟ پوسٹ ماسٹر صاحب! نکاح کرنا یہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور آپ لوگوں کی بقا صدقہ ہے اسی ہمارے حضورؐ کی سنت پر عمل کرنے کا۔ اگر آپ اپنے پیغمبر کی سنت کو اپنالیں۔ تو یقینًا آپ ختم ہو جائیں گے۔ پوسٹ ماسٹر صاحب! یہ بات بھی یاد رکھیئے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان سے جب نازل ہونگے تو نکاح کریں گے۔ اور ان کے بچے بھی پیدا ہوں گے۔ گویا ہمارے حضورؐ کی سنت پر وہ بھی عمل کریں

گے۔

یوسف مسیح مسکراتے ہوئے بولا! شادی تو میری بھی ہو چکی ہے۔ بچے بھی ہیں اور آپ کا خیال ہے کہ یسوع مسیح بھی شادی کریں گے اور ان کے بچے بھی ہوں گے۔ ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا ہو سکتا ہے نہیں ہو کر رہے گا۔ اور پوسٹ ماسٹر صاحب! آپ کے خیال میں اگر یسوع مسیح واقعی خدا ہیں۔ تو پھر ان کی شادی بھی ہونے اور بچے بھی ہونے پر یوں کہنا کہ "ہو سکتا ہے" یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ جو خدا ہے اس کی شادی ہو اور بچے بھی ہوں یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

اس کے بعد پوسٹ ماسٹر صاحب نے میری اس گفتگو پر خوشی کا اظہار کیا اور دل کا حال اللہ جانتا ہے کہ ان کے دل میں کیا تھا۔

نتیجہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے۔ ہاں اللہ کے برگزیدہ اور سچے پیغمبر اور رسول ہیں۔ جو لوگ انہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ غلط کہتے ہیں۔

بائیبل میں تحریف

سوال : کوئی شخص توراۃ، زبور اور انجیل کا منکر ہو کر ایمان دار ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ مسلمانوں کے بچوں کو جب بچپن میں ہی تعلیم دی جاتی ہے۔ تو ایمان مجمل و مفصل کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ قرآن شریف کی بے شمار آیتیں کتب سابقہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم کرتی ہیں اگر ان میں تحریف واقع ہو جاتی تھی، تو قرآن نے ان پر ایمان لانا کیوں ضروری قرار دیا۔ اور پھر یہ بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ رب کا علم ناقص تھا کہ اس نے ناعاقبت اندیشی سے کام لیا۔ اور محرف ہونے والی کتابوں پر مسلمانوں کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا۔

جواب : بے شک آیات و احادیث نے اس مسئلہ کو واضح کیا ہے۔ ہم اہل اسلام اصلی توراۃ، انجیل، زبور اور دیگر آسمانی صحائف پر اجمالی اور قطعی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ برحق کلام خدا تھیں اور ان کے زمانہ میں ان پر ایمان و عمل ہر دونوں واجب تھے۔ اب صرف ان پر ایمان فرض ہے۔ عمل تبوافق شریعت محمدیہ جائز ہے۔ اور اس کے تخالف منسوخ اور موجودہ بائیبل جو غلط ملط ہے۔ اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ محرف بھی ہے۔ چوں کہ وہی قرآن مقدس جس نے ان پر ایمان لانے کے متعق ذکر فرمایا ہے وہی فرماتا ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ لہٰذا اس میں اصلی مضامین بھی اور تحریف شدہ بھی ہیں۔

سوال : مولوی صاحب! افسوس ہے کہ توراۃ، انجیل و زبور کو کلام خداوندی مان کر پھر انہیں محرف کہہ رہے ہو۔ قرآن تو کہتا ہے : لا تبدیل لکلمات اللّٰہ کہ "رب کے کلمات بدلتے نہیں۔" اور آپ کہتے ہیں، یہ کتابیں محرف ہیں۔

جواب : قرآن حکیم نے صحیح فرمایا۔ بشرطیکہ آپ سمجھنے کے لئے عقل سلیم رکھتے ہوں، پہلے تو آپ یہ فرمائیں۔ اللہ کے کلمات کسے سمجھ رہے ہیں؟ کیا کلمات اللہ ان نقوش کا نام ہے۔ جو باتا سے مرکب ہیں۔ اگر یہی کلمات ہیں، تو بتائیے کیا بائیبل بوسیدہ نہیں ہوتی، پھٹتی نہیں، دوکانوں پر ردی نہیں بکتی۔ تبدیلی تو ہوگئی۔ اگر کلمات اللہ نقوش کا نام نہیں ہے تو میرا دعوے صحیح ہے۔ اس لئے کہ قطع و برید، تحریف و تبدل کرنے والوں نے نقوش پر ہی مشق کی ہے اور یہی تحریف ہے۔ مفسرین کرام کی اصطلاح میں تحریف دو قسم کی ہوتی ہے۔ تحریف لفظی، تحریف معنوی اور ان ہی دو قسموں کا تعلق نقوش سے ہی ہے۔ یہی مدعا ہے۔ نیز قرآن کریم نے یہ بھی فرمایا ہے : لا تبدیل لخلق اللّٰہ۔ "خدا کی مخلوق کو بدلنا نہیں"۔

بتائیے کیا مخلوق قدیم ہے؟ قرآن حکیم سمجھنے کے لئے کسی مسلم فاضل کے سامنے زانوئے تلمذ طے کریئے۔ خدا آپکو ہدایت فرمائے۔ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ کا معنی لا خلف لموا عیدہ یعنی اللہ کے وعدوں کے لئے بدلنا نہیں ہے۔ متبعین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نجات اور منکرین کے لئے عذاب یقیناً ہے۔ اور عنداللہ منکرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت گرفت ہوگی۔ اور لا تبدیل لخلق اللّٰہ۔ ای تبدیل تلد ینہ ولا تبدلوہ بان تشرکوا۔ یہ آیت اپنے ظاہری معنی پر ہی معمول نہیں ہے۔ بلکہ دین اسلام پر پختگی کے معنی کو متضمن ہے۔ نیز کالم صفت ہے۔ "جیسے کہ رب تعالے کی ذات قدیم ایسے ہی اس کی تمام صفات بھی قدیم ہیں۔ لہٰذا یہ آیت کریم اپنے مقام پر صحیح و واضح ہے۔ بائیبل کی عبارت و نقوش چونکہ تحریف کا نشانہ بنے لہٰذا محرف ہے اور اس دعویٰ کے لئے خود بائیبل سے بے شمار ثبوت ملتے ہیں"۔ بلکہ اکثر مقامات سے تو یہ پتہ چلتاہے یہ موجودہ توراۃ موسیٰ علیہ السلام پر اتری ہوئی تو بجائے خود رہی ان کی اپنی لکھی ہوئی بھی نہیں۔ سنئے لکھا ہے:۔

(نمبر۱) "اور موسیٰ نے اس شریعت کو لکھ کر اسے کاہنوں کے جو بنی لادی اور خداوند کے عہد کے صندوق کے اٹھانے والے تھے اسرائیل کے سب بزرگوں کے سپرد کیا"۔ (استثناء ۳۱/۹)

تبصرہ : اس درس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتاب موسیٰ علیہ السلام پر نہیں اتری۔ اور نہ ہی

ان کی اپنی لکھی ہوئی ہے۔ بلکہ کسی اور مورخ کی لکھی ہوئی ہے۔ جو بعد میں ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کے حالات لکھ رہا ہے۔

(نمبر۲) "پس خداوند کے بندے موسیٰ نے خداوند کے کہے کے مطابق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی"۔ (استثناء ۳۴/۵،۷)

تبصرہ : اس درس سے بھی واضح ہے کہ نہ تو کلام خدا تعالے ہے۔ اور نہ ہی کلام موسیٰ علیہ السلام۔ ورنہ معنی یوں ہوگا۔

"خدا نے موسیٰ سے اسکی زندگی میں کہا تو نے موآب وفات پائی"۔

اگر موسیٰ علیہ السلام پہلے وفات پاچکے تھے تو خدا کس سے بات کر رہا ہے۔ بہر حال اس بھی واضح ہے کہ موجودہ توراۃ اصلی توراۃ نہیں۔ بلکہ کسی ہوشیار مورخ کی لکھی ہوئی ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کی موت ان کی قبر اور ان کی عمر کا ذکر کر رہا ہے۔ اگر کچھ رکیک تاویلات کر کے اسے پورا کلام خدا مانا بھی جائے۔ تو یہ یقیناً کہنا پڑے گا۔ یہ کلام رب تعالے نے موسیٰؑ کے بعد کسی سے کیا۔ اور جس سے کیا اس کا پتہ نہیں۔

(نمبر۳) تیسری جگہ یوں لکھا ہے:۔

"الغرض جب تک وہ ملک کنعان کی حدود تک نہ آئے من کھاتے رہے"۔ (خروج ۱۶/۳۵)

تبصرہ : اس درس سے بھی ظاہر ہے یہ کلام موسی علیہ السلام پر نہیں اترا۔ معلوم ہوا یہ کتاب بنی اسرائیل کے کنعان میں آنے کے بعد لکھی گئی ہے۔ اور موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کے کنعان آنے سے قبل ہی فوت ہو گئے تھے۔ بہر حال یہ کتاب پوری اصلی اور الہامی نہ رہی۔

(۴) چوتھی جگہ یوں لکھتا ہے:

"اور سموئیل مرچکا تھا۔ اور سب اسرائیلوں نے اس پر نوحہ کر کے اسے اس کے شہر رامہ میں دفن کیا تھا۔" (سموئیل ۲۸/۳)

تبصرہ : اس درس سے بھی بالکل واضح ہے کہ یہ کتاب سموئیل بنی اسرائیل پر نہیں اتری بلکہ کوئی اور مورخ ہے جو سموئیل کے بعد اس کے حالات لکھ رہا ہے۔

(۵) پانچویں جگہ یوں لکھا ہے :۔

"یہ بھی سلیمان کی امثال ہیں جن کی شاہ یہوداہ' حزقیاہ کے لوگوں نے نقل کی تھی۔"

(امثال ۲۵/۱)

تبصرہ : معلوم ہوا یہ کتاب بنام امثال جو سلیمان علیہ السلام پر اتری ہوئی بتائی جاتی ہے ان پر نہیں اتری کیوں کہ یہ کتاب شاہ حزقیاہ کے بعد لکھی گئی معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ آپ کے لوگوں کا ذکر ہے اور شاہ حزقیاہ سلیمان سے بہت عرصے پیچھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ کتاب بھی اصل نہ رہی۔

(۶) چھٹی جگہ یوں لکھا ہے:

"کیوں کہ اگر پہلا عہد بے نقص ہوتا' تو دوسرے کے لئے موقعہ نہ ڈھونڈا جاتا۔"

(عبرانیوں ۸/۷)

تبصرہ : معلوم ہوا کہ پہلا عہد یعنی "توراۃ" بانقص و باعیب تھا۔ لہٰذا دوسرا عہد باندھا "یعنی انجیل" یہ نقائص و عیوب ہی تو تحریف ہے لہٰذا۔ یہ نہ خیال کرلینا کہ انجیل تحریف سے پاک ہے جب انجیل تحریف کا نشانہ ہوئی تو قدرت نے تیسرا عہد باندھا (یعنی قرآن کریم) اور آج چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ نہ کوئی نبی آیا اور نہ ہی کوئی نئی آسمانی کتاب۔ لہٰذا قرآن حکیم ہی وہ کتاب ہے جو تحریف لفظی اور معنوی سے محفوظ ہے۔

سوال : مولوی صاحب! آپ کتنی کچی بات کر رہے ہیں کہ قرآن غیر محرف ہے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ جتنی قرآن کے اندر تحریف ہے بائیبل میں اس سے کئی درجہ کم ہوگی۔ کاش کہ آپ نے صحاح ستہ اور تفسیر القرآن اور علم اصول کی معتبر کتاب نور الانوار کو بغور دیکھا ہوتا تو آپ قرآن کے غیر محرف ہونے کا کبھی دعوے نہ کرتے' تفسیر اتقان ص ۸۱ میں یہ روایت موجود ہے۔ "کہ حضرت علی (رضی) نے حضرت محمد (ﷺ) کی وفات کے وقت قسم اٹھائی تھی۔ کہ نماز جمعہ کے علاوہ کسی نماز کے لئے نہ نکلوں گا۔ یہاں تک کہ قرآن کو جمع نہ کر لوں۔" آپ کے پاس تو حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے۔ حضرت علی کا کہاں ہے۔ یہی تحریف ہے۔

جواب : پادری صاحب! آپ نے خوب ہوشیاری سے کام لیا ہے کہ میرے دلائل تو ابھی پورے نہیں ہونے پائے اور آپ نے صحت قرآن پر اعتراضات شروع کر دیئے ہیں۔ چلو میں اپنی وسعت ظرفی کے پیش نظر پہلے آپ کے جوابات عرض کئے دیتے ہوں۔ افسوس ہے آپ عربی معلومات سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ ورنہ ہمت سے اتقان کی اس روایت کو عربی میں پڑھیئے اور آخر تک پڑھئے۔ پادری صاحب اسی روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ قال ابن حجر ھذا الاثر ضعیف لانقطاعہ حضرت علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک اس کی

سند نہیں پہنچتی۔

سوال : تفسیر القرآن ص۶۵ پر روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود (رض) نے ایک شخص کو کئی مرتبہ "طعام الاثیم" یاد کرایا۔ مگر وہ "طعام الیثیم" کہتا تھا۔ تو عبداللہ بن مسعود نے کہا "چلو" طعام الفاجر ہی پڑھ لو۔ یہ تحریف کی دلیل ہے۔ جو عبداللہ بن مسعود نے پیشگی ہے۔ اس میں تحریف کی کونسی دلیل ہے۔ یہ تو عبداللہ بن مسعود اس آدمی کو اس کی معذوری کے پیش نظر دوسری قراۃ سکھا رہے ہیں۔ اور اختلاف قراۃ کا نام تحریف نہیں۔

پادری صاحب! دعوے سے کہتا ہوں' دنیا بھر کے پادری اکٹھے ہو جائیں مگر قرآن کے محرف ہونے کی کوئی قوی دلیل پیش نہیں کر سکیں گے۔ بجز مسئلہ نسخ کے جسے آپ اپنی کم علمی کے باعث تحریف سمجھ رہے ہیں۔

سوال : صحاح ستہ کی مشہور کتاب ابن ماجہ ص ۱۴۱ کی روایت میں موجود ہے۔ کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) محمد (ﷺ) کی بیوی کہتی ہے۔ کہ آیت رجم اور دس رضعات والی آیات اتری تھیں جس دن حضرت محمد (ﷺ) فوت ہوئے تو ان کو بکری کھا گئی۔ ثابت ہوا کہ قرآن محرف ہے۔

جواب : پادری صاحب! قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ خود رب العزت نے لیا ہوا ہے: انا نحن نزلنا الذکر وانا لحافظون کہ ہم نے قرآن شریف اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" بائیبل کی طرح صرف گتوں اور کاغذوں اور چمڑے کی خوبصورت جلدوں میں ہی نہیں ہے۔ بلکہ ارشاد ہوتا ہے۔ بل ھو ایات بینات فی صدور المومنین" یہ آیات بینات ہیں جو ایمانداروں کے سینوں میں موجود ہیں۔" رجم کی آیات منسوخ التلاوۃ ہونے کے سبب قرآن شریف میں موجود نہیں۔ نہ اس لئے کہ بکری کھا گئی۔ جانتے ہیں نسخ کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) نسخ تلاوت (۲) نسخ حکم (۳) نسخ تلاوت و حکم

تفسیر اتقان ص ۳۱۶ میں آیت رجم کو منسوخ التلاوۃ کی بحث میں درج کیا ہے۔ اسی طرح نورالانوار ص ۲۱۲ آیۃ رجم کو منسوخ التلاوۃ دون الحکم کی مثال میں درج کیا ہے۔" اسی طرح دس رضعات والی آیہ کے منسوخ ہونے کے متعلق خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ عن عائشہ قالت کان فیما انزل من لقران عشر رضعات معلومات یحر من ثم نسخ الخ (مشکوۃ شریف ص ۲۷۳) کہ قرآن میں پہلے دس رضعات معلومات کی حرمت

نازل ہوئی تھی پھر منسوخ کر دی گئی۔" اور پھر بالفرض منسوخ آیات کو بکری کھا بھی گئی تو بتائیے صحت قرآن میں کیا فرق آیا۔

سوال : شرح مواقف میں ہے النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم و ھو ربھم مگر آپ کے موجودہ قرآن میں وھو ربھم کا لفظ نہیں ملتا۔ لہٰذا تحریف ثابت ہو گئی۔"

جواب : پادری صاحب میرا دعویٰ ہے بجز ناسخ و منسوخ آیات کے کوئی کمزور سے کمزور دلیل بھی تحریف پر نہیں مل سکے گی۔

حضرت ابی بن کعب کی قراۃ میں وہو رب لہم کا جملہ تفسیری طور پر نقل کیا گیا ہے۔ نیز یہ سورۃ احزاب کی آیت ہے اس سورۃ مبارکہ کی بہت سی آیتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں منسوخ ہوگئی تھیں اور نورالانوار ص۲۱۱ پر میرے اس دعوے کی دلیل موجود ہے۔ سورۃ احزاب کی آیات منسوخ ہوگئی تھیں۔

سوال : بخاری کی حدیث کے صاف الفاظ ہیں کہ خلیفہ سوم حضرت عثمان (رض) نے حکم دیا تھا کہ قرآن جلا دیا جائے۔ لہٰذا ثابت ہو کہ اصل قرآن موجود نہیں ہے۔

جواب : بخاری شریف باب جمع القرآن میں یہ روایت ہے۔ و امر بماسواہ من القرآن فی کل صحیفۃ اومصحف ان یحرق۔ یعنی حضرت حفصہؓ کے نسخہ کے علاوہ دوسرے جلا دیئے گئے یا پھاڑ دیئے گئے۔ بعض محدثین نے یخرق بھی پڑھا ہے۔ جس کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔ اور کیا اس لئے کہ بعض صحابہ نے تفسیری جملے یا منسوخ التلاوۃ آیات اپنی یاداشت کے لئے لکھ لئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے قرآن کو نہیں جلایا' بلکہ ان جملوں کو پھاڑا یا نذر آتش کیا جن سے التباس کا احتمال پیدا ہو سکتا تھا۔ کوشش کرلو نسخ کے بغیر تحریف پر کوئی دلیل نہیں لاسکو گے اور نسخ تحریف نہیں' لہٰذا تمہارا دعوے باطل۔

سوال : تفسیر اتقان ص۱۱۳ پر ہے کہ ابن مسعود سورۃ فاتحہ اور معوذ تین قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کے قرآن میں ہونے کے منکر تھے۔ اور آج یہ قرآن میں ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بعد میں داخل کی گئی ہیں۔ اسی کا نام تحریف ہے۔

جواب : (۱) اول تو یہ کہ اسی مضمون کے آگے اتقان میں یہ بھی لکھا ہے:۔ ان نقل ھذا لمذھب عن ابن مسعود نقل باطل کہ ابن مسعودؓ سے اس بات کو نقل کرنا نقل باطل

ہے۔

جواب (۲) یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حضرت عقبہ بن عامر کو معوذ تین سکھائیں۔ دیکھو مشکوۃ ص۸۵ نقال لی یا عقبۃ الا اعلمک خیر سورتین قونتا فعلمنی قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس۔ جس سے ثابت ہوا یہ ابتداء ہی سے قرآن میں شامل ہیں۔

سوال : آپ کی اصول کی کتاب نورالانوار ص۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ قرآن سے نہیں اور اس کا منکر کافر بھی نہیں اور نماز میں صرف اس پر اکتفا کرنا بھی جائز نہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اب جو قرآن میں ہے۔ تو بعد میں داخل کی گئی ہے۔

جواب : کیا نور الانوار کے انہی جملوں کے آگے یہ لکھا ہوا نہیں ہے؟ والا صح انہا من القرآن "صحیح یہی ہے کہ بسم اللہ قرآن مجید میں سے ہے"۔ معوذ تین کی قرآنیت متواتر ہے۔ متواتر کے مقابلہ میں کوئی خبرواحد اور کسی کی انفرادی رائے قابل قبول نہیں ہوسکتی۔

ضد اور تعصب سے آدمی نکل کر عیسائی مذہب اور اسلام کا مطالعہ کرلے تو یقیناً عدل و انصاف والا اسلام میں داخل ہوتا ہے کیونکہ پادریوں' فادروں نے اپنی قوم کو سوچنے کی طاقت سے محروم کر رکھا ہے۔ دیکھئے مثلاً عیسائی ختنہ نہیں کراتے۔

انجیل میں لکھا ہے کہ "یسوع نے جواب دیا میں تم سے سچ کہتا کہ ایک نامختون آدمی سے کتا بہتر ہے۔" حوالہ: (انجیل فصل ۲۲)

"سو یہ کہ میں تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔" حوالہ: (پیدائش باب ۱۷ آیت ۱۰)

"اسی روز خدا کے حکم کے مطابق ان کا ختنہ کیا۔ ابراہم ننانوے برس کا تھا جب اس کا ختنہ ہوا اور جب اس کے بیٹے اسماعیل کا ختنہ ہوا تو وہ تیرہ برس کا تھا۔ ابراہام اور اس کے بیٹے اسماعیل کا ختنہ ایک ہی دن ہوا۔" حوالہ: (پیدائش باب ۱۷ آیت ۲۳ تا ۲۷)

میں نے جوزف صاحب سے کہا کہ آپ فیصلہ دیں کہ دین عیسوی کیا تھا۔ جس میں ختنہ کا حکم تھا۔ وہ دین عیسوی کتنا اعلیٰ تھا مقدس کتاب انجیل وہ تھی جو نازل ہوئی تھی۔ اس انجیل میں آخری پیغمبر رحمتہ اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتنا شان بیان کیا گیا ہے۔

لیکن ستیاناس ہو ان پادریوں' پوپوں اور فادروں کا جنھوں نے یہودیت والی پیوند کاری اور ملاوٹ شدہ انجیل کا پرچار شروع کردیا ہے۔ موجودہ انجیل میں وہ کون سی عیاری' بدمعاشی' فحاشی' گستاخی اور دھوکہ بازی ہوگی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کے معصوم' بے گناہ پیغمبروں سے متعلق نہ لکھی گئی ہو۔ اگر کوئی اپنے ماں باپ کی توہین کرے تو انسان اسے نفرت سے دیکھتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ کیا جس کتاب میں اتنی توہین اور الزامات لگائے گئے ہوں وہ خدا کی ہی نازل شدہ کتاب کیسے ہوسکتی ہے؟ اس کو ماننے والے اہل کتاب کیسے ہوں گے؟

سوال : بخاری ص۷۴۳ پر ہے جب آیت وانذر عشیر تک الا قربین ورھطک منھم المخلصین اتری اب پچھلا جملہ قرآن میں نہیں جو تحریف کی دلیل ہے۔

جواب : اسی جگہ حاشیہ بخاری پر یہ لکھا ہوا ہے:۔

قراھا ابن عباس ثم نسخت تلاوتھا "کہ ابن عباس نے یوں پڑھا ہے۔ مگر پھر اس کی تلاوت منسوخ کر دی گئی"۔ اب میں عرض کروں گا کہ بائیبل سے کم و بیش تیس کتابیں ہی گم ہیں اور ان کے حوالہ جات بائیبل سے ملتے ہیں۔

ایک جگہ لکھا ہے:۔

"اسی سبب سے خداوند کے جنگ نامہ میں یوں لکھا ہے"۔ (گنتی ۲۱/۱۴)

تبصرہ : اس درس کے پیچھے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے۔ اس درس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب بنام جنگ نامہ بھی تھی جس کا یہاں ذکر ہے' مگر آج وہ غائب ہے۔ معلوم ہوا مکمل کتاب مفقود ہے۔

دوسری (۲) جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اور اس نے ان کو حکم دیا کہ بنی یہوداہ کو کمان کا گیت سکھائیں دیکھو یاشر کی کتاب میں لکھا ہے"۔ (سموئیل ۱۸/۱)

تبصرہ : اس درس سے معلوم ہوا کہ بائیبل میں کوئی یاشر کی کتاب کو بھی ہڑپ کرلیا گیا ہے اگر ہے تو بتایئے ورنہ تحریف بائیبل کا اقرار کرلیجئے۔

تیسری (۱) جگہ لکھا ہے:۔

"پھر سموئیل نے لوگوں کو حکومت کا طرز بتایا اور اسے کتاب میں لکھ کر خداوند کے حضور رکھ دیا"۔ (سموئیل ۲۵/۱۰)

تبصرہ : اس درس سے تین چیزوں کا انکشاف ہوا۔

نمبر(۱) ایک تو یہ کہ سموئیل نبی نے کوئی قانون حکومت کی کتاب لکھی جس کا حوالہ یہاں موجود ہے، مگر بائیبل میں قوانین سموئیل مفقود ہیں۔ نمبر(۲) دوسرا یہ کہ یہ معلوم ہوا کہ بائیبل کی تمام کتابیں ایسی بعض نبیوں کی اور بعض مورخوں کی لکھی ہوئی ہیں آسمانی اور الہامی کتابیں نہیں۔ نمبر(۳) تیسرا یہ کہ سموئیل نبی کو خدا کی طرف سے کوئی قانون حکومت نہیں ملا تھا۔ کیا یہ چیزیں تحریف بائیبل کو واضح نہیں کرتیں۔

چوتھی (۴) جگہ یوں ہے:۔

"اور اس نے تین ہزار مثلیں کہیں اور اس کے ایک ہزار پانچ گیت تھے"۔ (اسلاطین ۴؍۳۲)

تبصرہ : اس کتاب میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے اور اس درس سے معلوم ہوا کہ سلیمان علیہ السلام نے تین ہزار مثلیں کہیں اور ایک ہزار پانچ گیت۔ دونوں ہی مفقود، ورنہ گن کر بتائیے۔ بائیبل میں کتنی مثلیں موجود ہیں اور کتنے گیت ہیں مگر نہ بتا سکو گے۔

پانچویں (۵) جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اور داؤد بادشاہ کے کام شروع سے آخر تک کے سب سموئیل غیب بین کی تواریخ میں اور ناتن نبی کی تواریخ میں اور جادغیب بین کی تواریخ میں یعنی ان کی ساری حکومت اور زور اور جو زمانے اس پر اور اسرائیل پر اور زمین کی سب مملکتوں پر گذرے ان میں لکھے ہیں"۔ (اتواریخ ۲۹؍۲۹)

تبصرہ : اس درس سے پتہ چلا کہ تواریخ سموئیل، تواریخ ناتن، تواریخ جاویہ کتابیں بائیبل میں تھیں۔ مگر اب غائب تحریف بائیبل کی کس قدر زبردست دلیل ہے۔

چھٹی (۶) جگہ یوں لکھا ہے:۔

"وہ سمعیاہ نبی اور عیدو غیب بین کی تواریخوں میں نسب ناموں کے مطابق قلم بند ہیں"۔ (۲تواریخ ۱۵؍۱۳)

تبصرہ : اس سے ظاہر ہے کہ موجودہ بائیبل میں سمعیاہ نبی اور عیدو کی تواریخ موجود تھیں۔ مگر محرفین کرام نے بغیر ڈکار لئے ہضم کرلیں۔

ساتویں (۷) جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اور ابیاہ کے باقی کام اور اس کے حالات اور اس کی کہاوتیں عیدو نبی کی تفسیر میں درج ہیں"۔ (۲تواریخ ۱۳؍۲۲)

تبصرہ : معلوم ہوا کہ کوئی عیدو نبی کی تفسیر بھی ہے۔ جو بائیبل سے کسی مصلحت کے ماتحت خارج کر دی گئی ہے۔ اس کتاب کو بھی کسی بہترین ہوشیار نشانہ باز نے تحریف کا ایسا تیر لگایا کہ بائیبل سے خارج کردیا۔

آٹھویں (۸) جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اور یرمیاہ نے یوسیاہ پر نوحہ کیا اور گانے والے اور گانے والیاں سب اپنے مرثیوں میں آج کے دن یوم سیاہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ انہوں نے اسرائیل میں ایک دستور بنایا۔ اور دیکھو وہ باتیں نوحوں میں لکھی ہیں"۔ (۲ تواریخ ۳۵؍۲۵)

تبصرہ : معلوم ہوا کہ چند نوحے بھی ہیں۔ جو ریمیاہ نے یوسیاہ پر کہے اور ان میں ہی اسرائیل کا یہ دستور بھی درج ہے۔ بتائیے کہاں ہیں وہ نوحے جن کا اس حوالہ میں ذکر ہے۔ بائیبل میں تو صرف ایک کتاب نوحہ درج ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کئی نوحے تھے۔ قرآن پر تو آپ نے اعتراض کر دیا کہ بکری کھا گئی، بالفرض مان لو کہ غیر ذی عقل بکری نے دو منسوخ شدہ آیات کو کھا لیا۔ اس پر قرآن کی تنقیص ثابت کردی۔ مگر یہاں تو ذی عقل محرفین کتابوں کی کتابیں ہڑپ کر رہے ہیں مگر بائیبل پھر بھی محفوظ اور کوئی نقص ہی نہیں۔

نویں (۹) جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اور حزقیاہ کے باقی کام اور اس کے نیک اعمال آموص کے بیٹے یسعیاہ نبی کی یاد میں اور یہودا اور اسرائیل کے بادشاہوں کی کتابوں میں قلم بند ہیں"۔ (۲ تواریخ ۳۲؍۳۲)

تبصرہ : معلوم ہوا کہ یسعیاہ نبی کی رویا کی کتاب بھی تھی جو آج بائیبل سے غائب اور اسرائیل کے بادشاہوں کی کتاب سے بھی غائب۔

دسویں جگہ یوں لکھا ہے:۔

"اور سلیمان کے باقی کام شروع سے آخر تک کیا۔ وہ ناتن نبی کی کتاب میں اور سیلانی اخیاہ کی پیشن گوئی میں اور عیدو غیب کی رویتوں کی کتاب میں جو اس نے یربعام بن نباط کی بابت دیکھی تھیں مندرج نہیں ہیں"۔ (۲تواریخ ۹؍۲۹)

تبصرہ : اس درس سے مندرجہ ذیل تین کتابوں کے نام ملتے ہیں۔

نمبر۱۔ ناتن نبی کی کتاب   نمبر۲۔ سیلانی اخیاہ کی پیشن گوئی   نمبر۳۔ عیدو نبی کی کتاب
مگر اب تینوں بائیبل سے غائب ہیں۔

گیارہویں (۱۱) جگہ یوں لکھا ہوا ہے:۔

"تب میکایاہ نے وہ سب باتیں جو اس نے سنی تھیں۔ جب باروک کتاب سے پڑھ کر لوگوں کو سناتا تھا۔ ان سے بیان کیں"۔ (یرمیاہ ۱۳/۳۶)

تبصرہ : معلوم ہوا کوئی باروک نامی کتاب بھی تھی جس کا اس حوالہ میں ذکر ہے۔ مگر آج بائیبل میں موجود نہیں۔ بتایئے وہ کہاں گئی اسے کون لے گیا۔ یہ تمام کتابیں جن کے نام ملتے ہیں۔ مگر وہ موجود نہیں۔ کن لوگوں نے ہڑپ کرلیں اور اپنی دنیاوی اغراض کے مفاد کے پیش نظر توراۃ و انجیل کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔ اور خدا کے غضب کے حق دار بن گئے۔ مندرجہ بالا دلائل کے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں جو مصر'استنبول'انگلینڈ وغیرہ کے مشہور کتب فروشوں سے علیحدہ ملتی ہیں مگر بائیبل میں نہیں ہیں۔ مثلاً

اخنوخ کی کتاب الاسرار' کتاب الاحکام' پیدائش صغیر' کتاب المشاہدات' ربوب کی دوسری (۲) کتاب' اشر کی کتاب' دانیال اول' سفر روم' سفر ادریس وغیرہ۔ ان کا بائیبل میں نہ ہونا بھی بائیبل کی تحریف کو واضح کر رہا ہے۔ اور پھر بائیبل کے اندر تناقضات کا ہونا بائیبل کے نقائص و عیوب و تحریف کو صاف ظاہر کرتا ہے۔

سوال : مولوی صاحب! اس تناقض کے مسئلہ سے آپ بھی نہیں بچ سکیں گے۔ قرآن کی اکثر آیتوں میں تناقض پایا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ بھی محرف ہوا۔ شیشے کے مکان میں بیٹھ کر کسی کو پتھر نہیں مارنا چاہئے۔

جواب : پادری صاحب! اب پھر دوبارہ آپ ہوشیاری سے کام لے رہے۔ میں پہلی مرتبہ جب تحریف کا ذکر کرنے لگا' تو قرآن پر اعتراضات شروع کردیئے۔ اب پھر تناقضات کا ذکر کرنے لگے۔ تو خیر فرمایئے قرآن میں کیا تناقض ہے؟

سوال : سنئے جی! قرآن میں رب تعالیٰ اپنے آپکو بھی رؤف و رحیم کہتا ہے حضرت محمد صاحب کو بھی'خدا کا رؤف و رحیم ہونا حضرت محمد صاحب کے رؤف و رحیم ہونے کی نقیض ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صاحب کا رؤف و رحیم ہونا خدا کے رؤف و رحیم ہونے کی نقیض ہے۔

جواب : پادری صاحب! تناقض کا معنی خوب سمجھے؟ کاش کسی فاضل مسلم سے کچھ پڑھا ہوتا۔

تو اس جہل مرکب کا شکار نہ ہوتے۔ سنئے تناقض کی تعریف: التناقض اختلاف القضیتین بحیث یلزم لذاته صدق من کل کذب الاخریٰ اوبالعکس "یعنی تناقض دو قضیوں کا ایجاب و سلب میں اس طور پر مختلف ہونا ہے۔ کہ وہ اختلاف بذاتہ بلاواسطہ اس امر کو مقتضی ہو کہ اگر ایک قضیہ صادق ہے تو دوسرا کاذب ہو۔ اور ایک کاذب ہے تو دوسرا صادق ہو۔ جیسے زید انسان۔ زید لیس بانسان۔ اس مثال میں دونوں قضیوں میں اختلاف ہے۔ کیوں کہ پہلا قضیہ موجبہ اور دوسرا سالبہ ہے اور اختلاف بھی ایسا ہے کہ اس کی ذات ضرور اس امر کو چاہتی ہے کہ دونوں قضیوں میں سے اگر ایک صادق ہے تو دوسرا کاذب ہو۔ اب اس مختصر سی تعریف تناقض کو پیش نظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ قرآن کے اس ارشاد میں کونسا تناقض ہے۔

اور اب بائیبل میں تضاد ہی تضاد دیکھیے یہ تضاد ہی بائیبل میں تحریف کا کھلا ثبوت ہے۔ فیصلہ دیں کہ سچی کلام میں اتنا تضاد ہوسکتا ہے۔

بائیبل میں تضاد ہی تضاد

نمبر۱ "بقا صرف اسی کو ہے اور وہ اس نور میں رہتا ہے جس تک کسی کو رسائی نہیں ہوسکتی"۔ (ایتمتھیس ۱۶/۶)

تبصرہ : اس درس سے واضح ہے کہ خدا تعالیٰ ایک نور میں رہتا ہے۔

(رر) "تب سلیمان نے کہا کہ خداوند نے فرمایا تھا کہ وہ گہری تاریکی میں رہے گا"۔ (اسلاطین ۸/۱۲)

تبصرہ : پہلے درس نے بتایا کہ خدا نور میں رہتا ہے۔ دوسرے نے بتایا کہ نہیں وہ تو اندھیرے میں رہتا ہے۔ بتایئے کونسا درس صحیح ہے۔ یا دونوں غلط ہیں۔

نمبر۲ "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے۔ اس نے ظاہر کیا"۔ (یوحنا ۱/۱۸)

(رر) "اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا تو بھی میری جان بچی رہی"۔ (پیدائش ۳۰/۳۲)

تبصرہ : پہلے درس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اور اس درس نے دیکھا کہ یعقوب علیہ السلام نے خدا کو روبرو دیکھا اور جہاں اس کا نام فنی ایل رکھا۔ صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ خدا سے پو پھٹنے تک کشتی بھی کی۔ اور اس کی نس دبا کر خدا کو گرایا بھی اور خدا نے

وہاں شکست تسلیم بھی کی اور وہیں ہی یعقوب کا نام اسرائیل رکھا اور رحمتوں سے نوازا۔ خدا کیا ہوا اکھاڑے کا پہلوان ہوا(معاذ اللہ) بتایئے دونوں مضامین میں کتنا زبردست تناقض ہے۔

نمبر۳ "اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے میری گواہی دی ہے۔ تم نے کبھی اس کی آواز سنی ہے اور نہ صورت دیکھی"۔ (یوحنا ۳۷ر۵)

(رر) "تب خداوند نے آدم کو پکارا اور اس نے کہا کہ تو کہاں ہے اس نے کہا میں نے تیری آواز باغ میں اور میں ڈرا کیوں کہ میں ننگا تھا"۔ (پیدائش ۱۰ر۳)

تبصرہ : پہلے درس نے بتایا نہ کبھی کسی نے خدا کی آواز سنی نہ صورت دیکھی۔ لیکن اس درس نے بتایا۔ آدم علیہ السلام نے خدا کی آواز سنی۔ دوسرا اس درس سے یہ پتہ چلا کہ خدا کو پتہ نہ تھا کہ آدم کہاں ہے۔ (معاذ اللہ)

نمبر۴ "میرے اور بنی اسرائیل کے درمیان یہ ہمیشہ کے لئے ایک نشان رہے گا۔ اس لئے کہ چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کرکے تازہ دم ہوا"۔ (خروج ۱۷ر۳۱)

(رر) "کیا تو نے نہیں سنا کہ خداوند خدائے ابدی تمام زمین کا خالق تھکتا نہیں اور ماندہ نہیں ہوتا"۔ (یسعیاہ ۲۸ر۴۰)

تبصرہ : پہلے درس نے بتایا کہ خدا آسمان و زمین بنا کر تھک گیا۔ اور آرام کیا۔ اور دوسرے نے بتایا کہ نہیں خدا تھکتا نہیں۔ بتایئے پہلا صحیح ہے یا دوسرا' یا دونوں غلط۔

نمبر۵ "خاور یہ کہہ کر دعا کی کہ اے خداوند تو جو سب کے دلوں کو جانتا ہے۔ یہ ظاہر کر کہ ان دونوں میں سے تو نے کس کو چنا"۔ (اعمال ۲۴ر۱)

(رر) "خدا نے تجھ کو اس بیابان میں چلایا تاکہ وہ تجھ کو عاجز کرکے آزمائے اور تیرے دل کی بات دریافت کرے"۔ (استثناء ۲ر۸)

نمبر۶ "جب ابرام ۹۹ برس کا ہوا تب خداوند ابرام کو نظر آیا۔ اور اس سے کہا کہ میں خدائے قادر ہوں تو میرے حضور چل اور کامل ہو"۔ (پیدائش ۱ر۱۷)

(رر) "اور خداوند یہودا کے ساتھ تھا' سو اس نے کوہستانیوں کو نکال دیا۔ پر وادی کے باشندوں کو نہ نکال سکا۔ کیوں کہ ان کے پاس لوہے کے رتھ تھے"۔ (قضاۃ ۱۹ر۱)

تبصرہ : پہیل درس سے پتہ چلا کہ خدا قادر مطلق ہے۔ دوسرے درس نے بتایا کہ قادر مطلق

نہیں کہ لوہے کے رتھ والوں سے ڈر گیا اور انہیں وادی سے نہ نکال سکا۔

نمبر۷ "وہ وفادار خدا ہے اور بدی سے مبرا ہے۔ وہ منصف اور برحق ہے"۔ (استثناء ۴ر۳۲)

(رر) "اور اگر نبی فریب کھا کر کچھ کہے تو خداوند نے اس نبی کو فریب دیا"۔ (حزقیل ۹ر۱۴)

تبصرہ : پہلے درس سے خدا کی وفاداری ثابت ہے مگر دوسرے سے معلوم ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس سے فریب بھی صادر ہوتا ہے۔ (معاذ اللہ)

نمبر۸ "کیوں کہ خدا کے ہاں کسی کی طرفداری نہیں۔" (رومیوں ۱۱ر۲)

(رر) کیوں کہ جس کے پاس ہے اسے دیا جائے گا اور اس کے پاس زیادہ ہو جائے گا۔ اور جس کے پاس نہیں ہے اس سے وہ بھی لے جائے گا جو اس کے پاس ہے۔" (متی ۱۲ر۱۳)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ خدا کے ہاں کسی کی طرفداری نہیں۔ مگر دوسرے درس نے بتایا کہ خدا ایک گروہ کی طرفداری کرے گا۔ اور انہیں دے کر زیادہ کر دے گا۔ اور دوسرے گروہ سے ان کا اثاثہ بھی چھین لے گا۔

نمبر۹ "خداوند کی شریعت کامل ہے' وہ جان کر بحال کرتی ہے۔ خداوند کی شہادت برحق ہے۔" (زبور ۷ر۱۹)

(رر) "سو دیکھ خداوند نے تیرے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹ بولنے والی روح ڈالی ہے۔" (اسلاطین ۲۳ر۲۲)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ خدا کی شہادت سچی ہے اور برحق ہے اور دوسرے درس سے پتہ چلا کہ نہیں شہادت دینے والے نبیوں کے منہ میں جھوٹ بولنے والی روح تھی۔ خدا کی شہادت کیسے سچی ہو گئی۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت اور توحید کا اعلان کیا تو انبیاء کے ذریعہ سے کیا۔

نمبر۱۰ "پھر اس پورے مینڈھے کو قربان گاہ پر جلانا یہ خداوند کے لئے سوختنی قربانی ہے۔" (خروج ۱۸ر۲۹)

(رر) "تمہاری سوختنی قربانیاں مجھے پسند نہیں اور تمہارے ذبیحوں سے مجھے خوشی نہیں۔" (یرمیاہ ۲۰ر۶)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ اللہ کو سوختنی قربانیاں پسند ہیں۔ اور ان کا حکم دیتا ہے اور دوسرے درس نے بتایا کہ سوختنی قربانی اللہ کو پسند نہیں۔ بتایئے پہلا صحیح ہے یا دوسرا۔ یا دونوں

غلط۔

نمبر۱۱ "تو خداوند اپنے خدا کے لیے ایسا نہ کرنا۔ کیوں کہ جن جن کاموں سے خداوند کو نفرت اور عداوت ہے۔ وہ سب انہوں نے اپنے دیوتاؤں کے لئے کئے ہیں۔ بلکہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو بھی اپنے دیوتاؤں کے نام پر آگ میں ڈال کر جلا دیتے۔" (استثنا ۱۲/۳۱)

(ر) "موریاہ کے ملک میں جا اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا۔ سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا۔" (پیدائش ۲۲/۲)

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو سوختنی قربانیوں سے سخت نفرت ہے اور دوسرے درس نے بتایا کہ نہیں اللہ تو سوختنی قربانیوں کا حکم دیتا ہے۔ بتائیے پہلا صحیح ہے یا دوسرا یا دونوں غلط۔

نمبر۱۲ "تو اپنے جی میں خفا ہونے میں جلدی نہ کر کیوں کہ خفگی احمقوں کے سینے میں رہتی ہے"۔ (واعظ ۷/۹)

(ر) "اور اس نے اپنے پیچھے نظر کی اور ان کو دیکھا اور خداوند کا نام لے کر ان پر لعنت کی سوبن میں سے دو ریچھنیاں نکلیں انہوں نے ان میں سے بیالیس بچے پھاڑ ڈالے"۔ (۲سلاطین ۲/۲۴)

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہوا' غصہ اچھا نہیں اور احمقوں کا کام ہے اور دوسرے درس نے بتایا کہ الیشع نبی نے غصہ سے بد دعا کی تو گالیاں دینے والے لڑکوں سے بیالیس بچوں کو ریچھنیاں کھا گئیں۔

نمبر۱۳ "مگر تم دوستوں سے میں کہتا ہوں کہ ان سے نہ ڈرو جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور اس کے بعد اور کچھ نہیں کرسکتے"۔ (لوقا ۱۲/۴)

(ر) ان باتوں کے بعد یسوع گلیل میں پھرتا رہا۔ کیوں کہ یہودیہ میں پھرنا نہ چاہتا تھا۔ اس لئے کہ یہودی اس کے قتل کی کوشش میں تھے"۔ (یوحنا ۷/۱)

تبصرہ : پہلے درس نے بتایا کہ قاتلوں سے مت ڈرو۔ وہ سوائے قتل کے کچھ نہیں کرسکتے اور دوسرے درس نے تردید کی کہ ڈرنا چاہئے کہ مسیح بھی ڈر کے مارے یہودیہ سے نکل کر گلیل میں چلا گیا۔

نمبر۱۴ "اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما شبقتنی' یعنی اے

میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔ (متی ۲۷/۴۶)

(ر) "بلکہ جب تو دعا کرے تو اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے کر"۔ (متی ۶/۶)

تبصرہ : پہلے درس نے بتایا کہ مسیح نے چیخ کر دعا مانگی' دوسرے میں کہا چیخ کر دعا مت مانگو۔ وہ غلط کار لوگوں کا طریقہ ہے۔ بلکہ علیحدگی میں آہستہ دعا مانگو۔

نمبر۱۵ "تمہارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے"۔ (پیدائش ۱۷/۱۲)

(ر) "دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا"۔ (گلتیوں ۵/۲)

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہوا کہ ختنہ ایک دائمی رسم ہے جسے پورا کرنا لازمی ہے اور دوسرے درس نے بتایا نہیں ابدی نہیں بلکہ کرنے کو گناہ قرار دیا اور مسیح سے محرومی کا سبب ٹھہرایا۔

نمبر۱۶ "اور یاد رکھنا کہ تو ملک مصر میں غلام تھا اور وہاں سے خداوند تیرا خدا اپنے ہاتھ اور بلند بازو سے تجھ کو نکال لایا۔ اس لئے خداوند تیرے خدا نے تجھ کو سبت کے دن کو ماننے کا حکم دیا" ۔ (استثناء ۵/۱۵)

(ر) "آئندہ کو باطل ہدیے نہ لانا' بخور سے مجھ کو نفرت ہے۔ نئے چاند اور سبت اور عیدی جماعت سے بھی"۔ (یسعیاہ ۱/۱۳)

تبصرہ : پہلے درس نے بتایا کہ اللہ نے یوم سبت کے ماننے کا حکم دیا ہے اور اللہ کے ہاں عزت والا دن ہے۔ اور دوسرے درس نے بتایا کہ سبت سے خدا کو سخت نفرت ہے۔ بتائیے پہلا صحیح ہے یا دوسرا یا دونوں غلط۔

نمبر۱۷ "اور جب نبی اسرائیل بیابان میں رہتے تھے ان دنوں ایک آدمی ان کو سبت کے دن لکڑیاں جمع کرتا ہوا ملا (اس توہین سبت کے جرم میں اسے سنگسار کرکے مار دیا گیا"۔ (گنتی ۱۵/۳۲-۳۶)

(ر) "اس وقت یسوع سبت کے دن کھیتوں میں ہو کر گیا اور اس کے شاگردوں کو بھوک لگی اور وہ بالیں توڑ توڑ کر کھانے لگے"۔ (متی ۱۲/۱)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ یوم سبت کا احترام لازمی ہے۔ حتی کہ لکڑی چننے والے کو اس جرم میں کہ ہفتہ کے دن کیوں لکڑی چن رہا' قتل کر دیا۔ اور دوسرے درس نے بتایا کہ کوئی تعظیم ضروری نہیں۔ یسوع کے شاگرد کھاتے پھرتے تھے اور بے حرمتی کرتے تھے۔

نمبر۱۸ "ہر چلتا پھرتا جانور تمہارے کھانے کو ہوگا۔ ہری سبزی کی طرح میں نے سب کا سب تم کو دیا"۔ (پیدائش ۹٫۳)

(رر) "اور استثناء ۱ تا ۱۴٫۲۴ میں حلال و حرام کی تقسیم کی گئی ہے"۔

تبصرہ : پہلے درس سے تو پتہ چلا کہ سب کچھ حلال ہے اور دوسرے درس نے بعض کی حرمت بیان کردی۔

نمبر۱۹ "اس لئے تو اب مجھ سے خدا کی قسم کھا کر تو نہ مجھ سے نہ میرے بیٹے سے اور نہ میرے پوتے سے دغا کرے گا"۔ (پیدائش ۲۱٫۲۳)

(رر) "لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیوں کہ وہ خدا کا تخت ہے"۔ (متی ۵٫۳۴)

تبصرہ : پہلے درس نے قسم کا جواز بیان کیا اور دوسرے نے سختی سے منع کر دیا۔ بتایئے پہلا صحیح یا دوسرا یا دونوں غلط۔

نمبر۲۰ "اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اس میں کوئی ایسی بات پائے جس سے عورت کی طرف اس کی التفات نہ رہے تو وہ اس کا طلاق نامہ لکھ کر اس کے حوالے کرے اور اسے اپنے گھر سے نکال دے"۔ (استثناء ۲۴٫۱)

(رر) "لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے' وہ اس سے زنا کرواتا ہے۔ اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے" ۔ (متی ۵٫۳۲)

تبصرہ : پہلے درس سے طلاق نامہ کا جواز معلوم ہوا اور دوسرے درس نے طلاق کو ناجائز قرار دے دیا۔ اگرچہ کوئی چھوڑ ہی دے مگر پھر بھی وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے۔

نمبر۲۱ "اگر کئی بھائی مل کر رہتے ہوں اور ایک ان میں سے بے اولاد مرجائے تو اس مرحوم کی بیوی کسی اجنبی سے بیاہ نہ کرے' بلکہ اس کے شوہر کا بھائی اس کے پاس جا کر اسے اپنی بیوی بنا لے"۔ (استثناء ۲۵٫۵)

(رر) "اگر کوئی شخص اپنے بھائی کی بیوی کو رکھے تو یہ نجاست ہے۔ اس نے اپنے بھائی کے بدن کو بے پردہ کیا وہ لاولد رہیں گے"۔ (احبار ۲۰٫۲۱)

تبصرہ : پہلے درس سے ظاہر ہے کہ مرجانے کے بعد بھاوج سے بیاہ جائز ہے اور دوسرے درس نے بتایا کہ بھاوج سے بیاہ قطعی حرام ہے اگر کوئی کرے گا تو لاولد مرے گا۔ بتایئے پہلا صحیح ہے یا دوسرا یا دونوں غلط۔

نمبر۲۲ "کیوں کہ باپ کسی کی عدالت نہیں کرتا' بلکہ اس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کر دیا ہے"۔ (یوحنا ۵٫۲۲)

(رر) "تم جسم کے مطابق فیصلہ کرتے ہو' میں کسی کا فیصلہ نیں کرتا"۔ (یوحنا ۸٫۱۵)

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہوا کہ تمام فیصلے مسیح خود کرتا ہے دوسرے درس نے بتایا کہ مسیح فیصلے نہیں کرتا اسے فیصل کہنا سخت ترین گناہ ہوگا۔ چونکہ خود انکار کر رہا ہے۔

نمبر۲۳ "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا"۔ (گلیتوں ۳٫۱۳)

(رر) "یہ نہ سمجھو کہ میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں' منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔ (متی ۵٫۱۷)

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہو شریعت لعنت ہے اور مسیح لعنتی (معاذ اللہ)۔ دوسرے درس نے بتایا کہ نہیں مسیح تو شریعت اور کتب سابقہ کی تکمیل کے لئے آیا ہے۔ بتایئے پہلی بات مانیں یا دوسری بات۔ نیز اس درس سے یہ بھی پتہ چلا کہ بائیبل میں کوئی ناسخ و منسوخ کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ یہ سب اختلافات تناقضات ہیں۔ جو تحریف بائیبل کا بین ثبوت ہے۔

نمبر۲۴ "اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی"۔ (یسعیاء ۹٫۷)

(رر) "یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں' صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں"۔ (متی ۱۰٫۳۴)

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہوا کہ مسیح امن و سلامتی کا پیغام لیکر آیا ہے۔ اور دوسر درس نے بتایا کہ یوں نہیں بلکہ مسیح تو سراپا قہر و غضب ہے' جو اپنی آمد کا مقصد ہی لڑائی جھگڑا بتاتا ہے۔

نمبر۲۵ "لیکن میں اپنی نسبت انسان کی گواہی منظور نہیں کرتا' تو بھی میں یہ باتیں اس لئے کہتا ہوں کہ تم نجات پاؤ"۔ (یوحنا ۵٫۳۴)

(ر) "اور تم بھی گواہ ہو' کیوں کہ شروع سے میرے ساتھ ہو"۔ (یوحنا ۲۷ر۱۶)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ مسیح انسانی گواہی نہیں دیتا۔ اور دوسرے درس نے بتایا کہ مسیح نے اپنے اپنے شاگردوں کو اپنا گواہ قرار دیا' ہاں فرمایئے کس درس کو صحیح مانیں؟

نمبر۲۶ "اگرچہ میں اپنی گواہی آپ دیتا ہوں تو بھی میری گواہی سچی ہے"۔ (یوحنا ۱۴ر۸)

(ر) "اگر میں خود اپنی گواہی دوں تو میری گواہی سچی نہیں"۔ (یوحنا ۳۱ر۵)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ مسیح اپنی گواہی اپنے متعلق سچی ہے اور دوسرے درس نے ارشاد فرمایا مسیح کی گواہی اپنے متعلق مردود و مطرود ہے۔ بتایئے کس درس کو مانیں' یا دونوں ہی چلتے کریں۔

نمبر۲۷ "یہودیوں نے اس سے کہا ہمیں روا نہیں کہ کسی کو جان سے ماریں"۔ (یوحنا ۳۱ر۱۸)

(ر) "یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ ہم اہل شریعت ہیں اور شریعت کے مطابق وہ قتل کے لائق ہے"۔ (یوحنا ر۱۹)

تبصرہ : پہلے درس نے یہودیوں کو مسیح کے خون سے بری قرار دیا اور دوسرے درس نے مجرم ٹھہرایا' بتایئے پہلا صحیح یا دوسرا۔ اگر پہلا صحیح ہے تو آپ لوگوں کی یہودیوں سے مخالفت کیوں۔ اگر دوسرا صحیح ہے تو پہلا غلط ہوا۔

نمبر۲۸ "تو بھی یہ جان کر کہ آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہرتا ہے۔" (گلیتون ۱۶ر۲)

(ر) "پس تو نے دیکھ لیا کہ ایمان نے اس کے اعمال کے ساتھ ملکر اثر کیا' اور اعمال سے ایمان کامل ہوا۔" (یعقوب ۲۲ر۲)

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہوا' اعمال کچھ نہیں ہیں۔ اصل ایمان ہے۔ دوسرے درس نے بتایا' نہیں یوں نہیں' بلکہ ایمان کی تکمیل ہی اعمال سے ہوتی ہے۔ بتایئے کسے مانیں پادری صاحب! آپ بھی کچھ مانیں' یا "نہ مانوں" کا سبق ہی یاد کر رکھا ہے۔

نمبر۲۹ "کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ خدا کی محبت جو ہمارے خداوند یسوع میں ہے اس سے ہم کو نہ موت جدا کر سکے گی' نہ زندگی نہ فرشتے نہ حکومتیں نہ حال نہ مستقبل کی چیزیں۔"

(ر) "اور خدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا زائقہ لے چلے اگر وہ برگشتہ ہو جائیں تو انہیں توبہ کے لئے پھر نیا بنانا ناممکن ہے۔"

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہوا خدا کی محبت اور مسیحیت سے پھرنا غیر ممکن ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس میں تبدیلی پیدا نہیں کر سکتی' دوسرے درس نے بتاتا کہ نہیں پہلا غلط ہے' خدا کی محبت اور مسیحت سے پھر جانا ممکن ہے۔ بتایئے پہلا صحیح یا دوسرا۔

نمبر۳۰ "اس سے تعجب نہ کرو' کیوں کہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اس کی آواز سن کر نکلیں گے۔" (یوحنا ۲۸ر۵' کرنتھی ۵۲ر۵ مکاشفہ ۱۲ر۲۰)

(ر) "وہ مرگئے پھر زندہ نہ ہوں گے' وہ رحلت کر گئے۔ پھر نہ اٹھیں گے۔ کیوں کہ تونے ان پر نظر کی اور ان کو نابود کیا۔" (یسعیاہ ۱۴ر۲۶)

تبصرہ : پہلے درس نے بتایا کہ ہر مرنے والا قیامت کے قریب صور پھونکنے سے اٹھے گا۔ دوسرے درس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی نظر سے گرے ہوئے لوگ تو نہیں اٹھیں گے۔ چوں کہ مسیح نے انہیں ہمیشہ کے لئے نابود کر دیا۔

نمبر۳۱ "کیوں کہ ضرور ہے کہ مسیح کے تخت عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کیاجائے۔ تاکہ ہر شخص اپنے ان کاموں کا بدلہ پائے جو اس نے بدن کے وسیلے سے کئے ہوں خواہ برے ہوں یا بھلے۔" (قرنتی ۱۰ر۵)

(ر) "دیکھ صادق کو زمین پر بدلہ دیا جائے گا۔" (امثال ۳۱ر۱۱)

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کو اس کی خیرو شر کا بدلہ قیامت کو دیا جائے گا۔ دوسرے درس نے بتایا نہیں صادقوں کو زمین پر مل جائے گا۔

نمبر۳۲ "کیونکہ خداوند انصاف کو پسند کرتا ہے اور اپنے مقدسوں کو ترک نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہیں۔" (زبور ۳۷ر۲۸)

(ر) "سنگسار کے گئے' آرے سے چیرے گئے۔ آزمائش میں پڑے۔ تلوار سے مارے گئے' بھیڑ بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی میں مصیبت میں بدسلوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے۔ " (عبرانیوں ۳۷ر۱۱)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ انبیاء لوگوں کے ظلم وستم سے محفوظ و مامون' دوسرے درس نے بتایا نہیں بلکہ انبیاء مظلوم و مقہور و محتاج رہے۔

نمبر۳۳ "مبارک ہے وہ آدمی جو حکمت کو پاتا ہے اور وہ جو فہم حاصل کرتا ہے۔" (امثال ۱۳ر۳)

(رر) "لیکن جب میں نے حکمت کے جاننے اور حماقت و جہالت کے سمجھنے پر دل لگایا تو معلوم کیا کہ یہ بھی ہوا کی چران ہے۔" (واعظ ۱۷/۱)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ حکمت میں سلامتی ہے اور اسے مبارک شخص حاصل کرتا ہے۔ دوسرے درس سے معلوم ہوا کہ نہیں حکمت کا سیکھنا تو احمقوں کا کام ہے۔ بتایئے پہلا درس صحیح ہے یا دوسرا۔

نمبر۳۴ "نیک نام بے قیاس خزانہ ہے۔" (امثال ۱/۲۲)

(رر) "جب ابن آدم کے سبب سے لوگ تم سے عداوت رکھیں گے۔ اور تمہیں خارج کردیں گے اور لعن طعن کریں گے اور تمہارا نام برا جان کر کاٹ دیں گے تو تم مبارک ہوگے۔" (لوقا ۶/۲۲)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا نیک نامی ایک عظیم برکت ہے۔ اور عمدہ خزانہ ہے۔ دوسرے درس نے بتایا نہیں بدنامی بھی ایک عظیم برکت ہے۔ جو کسی کسی کے حصہ میں ہوتی ہے۔

نمبر۳۵ "حماقت لڑکے کے دل سے وابستہ ہے۔ لیکن تربیت کی چھڑی اس کو اس سے دور کرے گی۔" (امثال ۱۵/۲۲)

(رر) "اگرچہ احمق کو اناج کے ساتھ اوکھل میں ڈال کر موسل سے کوٹ تو بھی اس کی حماقت اس سے کبھی جدا نہ ہوگی۔" (امثال ۲۲/۲۷)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ جہالت کا علاج تنبیہہ و تربیت ہے۔ دوسرے درس بتایا کہ نہیں جہالت کے رفع کرنے کے لئے کوئی طریقہ کارگر نہیں ہو سکتا۔

نمبر۳۶ "کل پاک جانوروں میں سے سات سات نر اور ان کی مادی اور ان میں سے جو پاک نہیں ہیں دو (۲) دو (۲) نر اور ان کی اپنے ساتھ مادہ لے لینا۔" (پیدائش ۷/۲)

(رر) "دو (۲) دو (۲) نر اور مادہ کشتی میں نوح کے پاس گئے' جیسا کہ خدا نے نوح کو حکم دیا تھا۔" (پیدائش ۷/۹)

تبصرہ : پہلے درس سے معلوم ہوا کہ خدا نے نوح علیہ السلام کو حکم کیا تھا۔ سات (۷) سات (۷) نر اور ان کے مادہ کشتی میں بٹھانا' دوسرے درس نے بتایا نہیں وہ غلط ہے' بلکہ خدا نے دو دو بٹھانے کا حکم دیا تھا۔

نمبر۳۷ "یعقوب سے یوسف پیدا ہوا' یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح

کہلاتا ہے"

(رر) "جب یسوع مسیح خود تعلیم دینے لگا' تقریباً تیس برس کا تھا یوسف کا بیٹا تھا اور وہ عیلی کا۔" (لوقا ۳/۲۳)

تبصرہ : پہلے درس نے مسیح کا دادا اور آپ کا پردادا یعقوب بتایا اور دوسرے درس نے عیلی بیان کیا۔ فرمایئے پہلا صحیح ہے یا دوسرا

نمبر۳۸ "جب ار فکسد ۳۵ برس کا ہوا تو اس سے سلح پیدا ہوا۔" (پیدائش ۱۱/۱۲)

(رر) "اور وہ فلج کا اور وہ عبر کا اور وہ سلح اور وہ قینان کا۔" (۳/۳۵)

تبصرہ : پہلے درس سے پتہ چلا کہ سلح کا باپ ار فکسد ہے۔ دوسرے درس نے بتایا کہ سلح کا باپ قینان تھا بتایئے۔ کونسا درس صحیح ہے؟

نمبر۳۹ "جب وہ اس پار گدر نبیوں کے ملک میں پہنچا تو دو آدمی جن میں بدروحیں تھیں' قبروں سے نکل کر ملے۔" (متی ۸/۲۸)

(رر) "اور جب وہ کشتی سے اترا تو فی الفور ایک آدمی جس میں ناپاک روح تھی قبر سے نکل کر اسے ملا۔" (مرقس ۵/۱)

تبصرہ : پہلے درس نے دو آدمی بتایئے' دوسرے نے ایک' دونوں مقامات کو دیکھنے سے واضح ہے' کہ قصہ سارا ایک ہی ہے۔

نمبر۴۰ "اور وہ روپوں کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپکو پھانسی دی۔" (متی ۲۷/۵)

(رر) "اس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا اور سر کے بل گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا' اور اس کی انتڑیاں نکل پڑیں۔" (اعمال ۱/۱۸)

تبصرہ : دونوں حواریوں میں یہودا اسکریوتی کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ پہلے درس نے بتایا کہ اس نے پھانسی لی اور مرگیا اور روپے مقدس میں پھینک گیا۔ دوسرے درس نے بتایا کہ رقم سے کھیت خریدا اور گر کر مرگیا۔ پادری صاحب ان حالات کے پیش نظر تو بائیبل کو صحیح اور مکمل تاریخ کی کتاب قرار دینا بھی جرم ہوگا۔ چہ جائیکہ کہا جائے کہ الہامی یا آسمانی کتاب۔

نمبر۴۱ "اور دیکھو یسوع ان سے ملا اور اس نے کہا سلام انہوں نے پاس آکر اس کے قدم پکڑے اور اسے سجدہ کیا' اس پر یسوع نے ان سے کہا۔ ڈرو نہیں۔ جاؤ میرے بھائیوں سے کہو کہ

گلیل کو چلے جائیں وہاں مجھے دیکھیں گے۔" (لوقا ۹،۲۸)

(رر) "اور وہ اس کو سجدہ کرکے خوشی سے یروشلم کو لوٹ گئے اور ہروقت ہیکل میں حاضر ہو کر خدا کی حمد کیا کرتے تھے۔" (لوقا ۵۲،۲۴)

تبصرہ : ان دنوں مقامات پر مسیح کے دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کا ذکر ہے۔ پہلے درس سے معلوم ہوا کہ مسیح نے زندہ ہوتے ہی شاگردوں کو گلیل میں جانے کا حکم دیا۔ دوسرے درس سے پتہ چلا کہ دوبارہ زندہ ہونے کے بعد فوراً شاگرد یروشلم چلے گئے۔

نمبر۴۲ "پھر وہ انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا۔ اور اپنے ہاتھ اٹھا کر برکت دی جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہوگیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔" (لوقا ۵۰،۲۴)

(رر) "اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح پھر آئے گا۔ جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا تب وہ اس پہاڑ سے جو زیتون کہلاتا ہے اور یروشلم کے نزدیک بست کی منزل کے فاصلہ پر ہے یروشلم کو پھرے۔" (اعمال ۹ تا ۱۲،۱)

تبصرہ : پہلے ردس سے ظاہر ہے کہ مسیح بیت عنیاہ سے آسمان پر اٹھایا گیا۔ دوسرے سے پتہ چلا کہ نہیں زیتون پہاڑ سے اٹھایا گیا۔ بتایئے پہلا صحیح ہے یا دوسرا۔

نمبر۴۳ "اور ارامی اسرائیلیوں کے سامنے سے بھاگے اور داؤد نے ارامیوں کے سات سو رتھوں کے آدمی اور چالیس ہزا سوار قتل کئے۔"

(رر) "اور ارامی اسرائیل کے سامنے سے بھاگے اور داؤد نے آرامیوں کے سات ہزار رتھوں کے سواروں اور چالیس ہزار پیادوں کو مارا۔"

تبصرہ : پادری صاحب! غور فرمایئے کہ ان دونوں حوالہ جات میں کتنا معمولی سے فرق ہے جس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ یہ الہامی غیر محرف کتاب کے کارنامے ہیں۔

نمبر۴۴ "جالوت کو داؤد نے قتل کیا تھا۔" (اسموئیل ۵۰ ۱۷)

(رر) "جالوت کو داؤد نے نہیں بلکہ الحنان بن یعری ارجیم نے قتل کیا۔" (اسموئیل ۲)

تبصرہ : بتایئے کس حوالہ کو صحیح مانیں اور کس کو غلط کہیں۔

پادری صاحب! حقیقت تو یہ ہے اگر اسی طرح تناقضات کے حوالہ جات پیش کرتا جاؤں تو

ایک مستقل ضخیم کتاب بن جائے گی۔ ان چند حوالہ جات سے ہی حقانیت بائیبل کا راز کھل رہا ہے۔ اور واضح ہو رہا ہے کہ بائیبل محرف ہے یا کہ غیر محرف۔ میرا خیال ہے کہ کوئی دانش مند بھی ان دلائل سے روگردانی نہیں کرے گا۔ چہ جائیکہ آپ جیسا سنجیدہ منصف مزاج آدمی۔

سوال : مولوی صاحب! اگر ایسی عبارات سے بائیبل کی تحریف ثابت ہے تو قرآن میں ایسے احکام ملتے ہیں۔ جو پہلے تھے اب نہیں ہیں لہٰذا قرآن بھی یقیناً محرف ہے۔

جواب : اہل اسلام کے ہاں نسخ کا مسئلہ مسلم ہے اور اس کے متعلق قرآن حکیم نے ہی بیان کیا ہے، جیسا کہ عرض کر دیا گیا ہے۔ مگر بائیبل میں عقیدہ نسخ کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ ہے جیسا کہ گذر چکا ہے:۔ کہ مسیح علیہ السلام نے فرمایا: "میں توراۃ کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ مکمل کرنے آیا ہوں۔"

سوہنے آقاؐ اور اسلام پہ اعتراضات کے جواب

سوال : اسلام میں مقدس مقام کعبہ کو بتایا گیا ہے۔ جس میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قبل سینکڑوں بت رکھے ہوئے تھے اور معلوم نہیں کتنے لمبے عرصے سے بت خانہ چلا آرہا تھا۔ کم از کم تعظیم گاہ کوئی ایسی تو ہوتی جس پر کوئی انگشت نمائی نہ کرسکتا اور جو کسی زمانہ میں بھی بتوں کی نجاست سے آلودہ نہ ہوتی۔

جواب : پادری صاحب! آپ جیسے سلجھے ہوئے آدمی کی شان کے منافی ہے کہ ایسی تک بندی اور جوڑ توڑ سے کام لیں۔ یہ بھی کوئی اعتراض ہے۔ اگر ایک وقت میں بت تھے اور پھر نبی نے آکر نکال دیا۔ اور عوام و خواص کی عبادت گاہ بنی تو کیا حرج ہے۔ کاش کہ آپ کی نظر کچھ بائیبل پر بھی ہوتی۔ "نقل کفر، کفر نہ باشد" مصر کے زانیہ فاسقہ، فاجرہ بدکار دو عورتیں تائب ہو کر خدا کی بیویاں تو بن سکتی ہیں مگر کعبہ بتوں کے اخراج کے بعد عبادت گاہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ایسے ہی نہیں کہہ دیا، حوالہ سنئے:۔

"اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد! دو عورتیں ایک ہی ماں کی بیٹیاں تھیں۔ انہوں نے مصر میں بدکاری کی، وہ اپنی جوانی میں بدکار بنیں وہاں ان کی چھاتیاں ملی گئی اور وہیں ان کی دوشیزگی کے پستان ملے گئے۔ ان میں سے بڑی کا نام آہولہ اور اس کی بہن کا نام آہولیبہ تھا اور وہ دونوں میری ہوگئیں اور ان سے بیٹے بیٹیاں پیدا ہوئے۔" (حزقیل ۱تا۵،۲۳)

تبصرہ : مندرجہ بالا مضمون سے ایک تو آپکا بے بنیاد اعتراض جو اسلام پر تھا اٹھ گیا،مگر آپ خود پھنس گئے۔ نیز اگر مسیح علیہ السلام ہیکل کو تاجروں اور بد کرداروں سے جھوٹوں اور خدا کی بادشاہت میں نہ داخل ہونے والوں کو نکال دیں اور اسے خدا کا گھر ٹھہرالیں تو کوئی اعتراض نہیں۔ مگر اسلام پر جھٹ اعتراض کردیا۔ حوالہ سنئے:۔

"اور یسوع نے خدا کی ہیکل میں داخل ہو کر ان سب کو نکال دیا جو ہیکل میں خرید و فروخت کررہے تھے۔ اور صرافوں اور کبوتر فروشوں کی چوکیاں الٹ دیں اور ان سے کہا ہے کہ میرا گھر دعا کا گھر کہلائے گا۔ مگر تم اسے ڈاکوؤں کی کھوہ بناتے ہو۔" (متی ۱۲/۲۱)

نیز مسیح نے کئی بد روحوں کو نکال کر پاک تعلیم ڈالی۔ سینکڑوں کے دل کفر و گندگی سے صاف کر کے نیکی سے بھرے۔ اس جگہ تو اعتراض یاد نہ آیا، مگر ختم المرسلین نے کعبہ کو بتوں سے پاک کر کے عبادتگاہ قرار دے دیا تو اعتراض یاد آگیا۔

سوال : اسلام نے بعض اوقات کفر کہنے کی بھی اجازت دے دی ہے۔ قرآن میں ہے:۔ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان "یعنی جو مجبور ہو وہ کلمہ کفر کہہ سکتا ہے۔" یہ ایک طرح کی فریب بازی ہے۔

جواب : پادری صاحب! کچھ سوچ سمجھ کر تو اعتراض کیا کرو۔ قرآن مجید تو صاف فرما رہا ہے : کہ

"جس کا دل مطمئن بالایمان ہو۔"

اب اعتراض کونسا رہ گیا۔ پھر اگر دل میں تو ید اور بعض وجوہ سے انکار ہو تو جائز۔

مثلاً گونگا ہے، منہ میں پھنسیاں ہیں یا سونے والا کچھ خلاف توحید کہہ رہا ہے۔ مگر دل میں خالص توحید جلوہ فرما ہے تو وہ ایمان ہی ہے۔ ہاں اگر مرعوب ہونے کی صورت میں بھی زبان پر کلمہ کفر نہ لائے اور شہید کر دیا جائے، تو افضل ترین، عظیم ترین اجر کا حق دار ہو گا۔ اگر بے عذر یا بے وجہ خلاف توحید کہتا ہے تو یقیناً کافر ہے اور ایسے معاملات میں اگر پکا ہے تو عزیمت پر عمل ہے اگر کچھ کہدے تو رخصت پر۔

سوال : اسلام میں ایک ہی وقت میں چار عورتیں رکھنے کا حکم ہے حالاں کہ یہ بڑی معیوب سی بات ہے۔ ایک مرد کی یہ کب ہمت ہے کہ چار کے حقوق پورے کر سکے اور انصاف سے کام لے سکے۔

جواب : پادری صاحب! آپکو معلوم ہونا چاہئے کہ کثرت ازواج کا رواج پہلے ہی سے عرب میں تھا۔ اور کوئی تعداد مقرر نہ تھی، اسلام نے اس رسم کو بند کر دیا اور حکم دیا کہ بیک وقت کوئی شخص چار سے زائد بیویاں نہ رکھے اور پھر قرآن حکیم نے یہ بھی ارشاد فرمایا :فان خفتم ان لاتعدلوا فواحدۃ "اگر تم خوف کرو کہ تم اپنی بیویوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو صرف ایک بیوی رکھنا۔" پس یہیں اکتفا نہیں فرمایا بلکہ آگے ارشاد ہوتا ہے۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین الناس ولو حرصتم۔

"تم کبھی اپنی بیویوں میں عدل نہ کرسکو گے۔ اگرچہ ایسا کرنا چاہو۔" ہاں اگر مسیحی عقل صریح ارشاد میں بھی الجھ جائے تو خدا ہدایت دے۔

سوال : اسلام میں طلاق کا مسئلہ بھی بڑا عجیب سا ہے جب آدمی چاہے عورت کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دے۔ کوئی گرفت نہیں یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔

جواب : آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ طلاق کا مسئلہ اسلام میں ہی نہیں بلکہ شریعت موسوی میں بھی ہے اور حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں: کہ توراۃ کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ جیسے عرب میں کثرت ازواج کا رواج تھا۔ ایسے ہی کثرت طلاق بھی تھا کہ معمولی بات پر فوراً طلاق دے دی۔ آج ساری دنیا میں زیادہ طلاق کے مقدمات یورپ کی عدالتوں میں ہی ہیں۔ اسلام نے تو لوگوں پر عظیم احسان کیا کہ بے روک ٹوک طلاق پر بہت قیود بڑھا دیں۔

(۱) عرب میں ایلا بھی عام تھا اور طلاق کے معنی میں مستعمل تھا۔ اسلام نے اس کی بھی اصلاح فرما دی۔ جس سے طلاق میں کمی واقع ہو گئی۔

(۲) اسلام نے ظہار کو بھی لغو قرار دیا۔ حالاں کہ عربوں کے نزدیک ظہار بھی طلاق ہی تھا۔ اس سے بھی طلاق میں کمی واقع ہوئی۔

(۳) حضرت محمد ﷺ نے فرمایا : ان البغض الحلال عند اللّٰہ الطلاق۔

"جائز کاموں میں سب سے زیادہ نفرت والا کام اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ اس ارشاد سے بھی طلاق دینے والوں کو ڈر سنایا گیا ہے۔

(۴) قرآن مجید میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کو فرمایا امسک علیک زوجک واتق اللّٰہ "اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے، اور طلاق دینے میں اللہ سے ڈرو۔"

اس ارشاد میں طلاق دینے والوں کو دھمکی دی۔

(۵) مہر کا مقرر ہونا بھی طلاق کی روک کا سبب ہے۔

(٦) قرآن مجید نے لازم ٹھہرایا ہے کہ نااتفاقی کی صورت میں میاں بیوی کی اصلاح کے لئے ایک ثالث شوہر کے کنبے سے اور ایک بیوی کے کنبہ سے مقرر کئے جائیں۔ یہ تدبیر بھی طلاق کے لئے روک ہے۔ کیا اسلام نے طلاق کی روک کے لئے یہ اقدامات نہیں کئے۔

سوال : اسلام خونخواری سکھاتا ہے۔ کفار کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ صریح ظلم ہے۔ تمام کے تمام جنگوں میں اسی ظلم کا مظاہرہ ہوا۔ دین تو امن و سلامتی کا نام ہے نہ کہ ظلم و ستم کا۔ امن و سلامتی فقط دین مسیحی میں ہی ہے۔ اسلام کی ترقی کا باعث محض تلوار ہی ہے۔

جواب : پادری صاحب! آپ حقیقت اسلام کو ہی نہیں سمجھے۔ اسلام عربی لفظ ہے۔ جس کے معانی ہیں:۔

(۱) بطور پیشگی ایک چیز کا مول دے دینا۔

(۲) کسی کو اپنا کام سپرد کردینا۔

(۳) طالب صلح ہونا۔

(۴) یہ لفظ سلم سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ ہر قسم کے الزاموں سے بری ہونا، عافیت کی زندگی بسر کرنا۔ باہمی محبت و صلح سے رہنا، جدال و خصومت سے بچنا، خضوع و خشوع سے بارگاہ خداوندی میں پیش آنا۔ (لسان العرب)

تمام ادیان کسی نہ کسی فرد سے منسوب ہے:۔ مثلاً دین یہودی، یہودا کی طرف منسوب ہے۔ دین عیسائی، عیسیٰ کی طرف منسوب ہے۔ بدھ مت کا نام اس لئے بدھ مت ہے کہ اس کا بانی مہاتما بدھ تھا۔ زرتشت مذہب کا نام اس کے بانی زرتشت کے نام پر ہے۔ اور:۔

اسلام ہی وہ دین ہے جو کسی فرد کے نام پر نہیں ہے۔

اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالے کے حکم کے سامنے جھک جانا اور تسلیم کرنا۔ لہٰذا ساری کائنات کا دین "دین اسلام" ہے۔ کیوں کہ دنیا میں جتنی چیزیں موجود ہیں۔ سب طوعاً و کرہاً اللہ کے حکم کو مان رہی ہیں۔ چاند، سورج، زمین، آسمان، درندے، پرندے، بہر حال کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم کا تابع ہے۔ لہٰذا اس کا دین بھی دین اسلام ہوا۔ یہی کائنات کا دین اور دین فطرت ہے۔ لفظ اسلام کو جیسے بھی الٹاؤ پلٹاؤ اس کے معانی میں خوبیاں ہی

ہوں گی۔ اسلام سے سلم ہے جس کا معنی صلح کا ہے۔ اسی سے سلم ہے جس کا معنی سیڑھی کا ہے۔ اسلام بھی معبود حقیقی کا پانے کی سیڑھی ہے۔ سلم کو الٹا دیں تو ملس بن جاتا ہے۔ جس کا معنی نرم ہونے کا آتا ہے۔ جیسے قرآن فرماتا ہے: رحماء بینھم غلامان مصطفےٰ آپس میں نرم ہیں۔ اس سے لسم بھی بن جاتا ہے جس کا معنی خاموشی کا بھی آتا ہے۔ (مسلمان یا وہ گوئی سے چپ رہے) اس سے مسل بھی بنتا ہے۔ جس کا معنی ہے پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ چلانا۔ یعنی مسلمان وہ ہے جو ایک دوسرے کو نفع پہچائے۔ لمس بھی اسی سے ہے۔ جس کا معنی ہے ہر وقت طلب میں رہنا۔ مسلمان بھی وہی ہے جو ہر وقت رضاء خداوندی کی طلب میں لگا رہے۔

کاش کہ اسلام کی شدت پر اعتراض کرتے وقت آپ مسیح کے اس قول کو بھی مدنظر رکھتے:۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں صلح کروانے آیا ہوں۔ کیوں کہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اس کے باپ اور بیٹی کو اس کی ماں سے بہو کو اس کی ساس سے جدا کردوں۔" (متی ۱۰،۳۴)

اسلام نے تلوار اٹھائی، مگر ظالموں کے خلاف، بے ایمانوں کے جواب میں اور یہ عین انصاف ہے۔ لوہے کی تلوار سے بڑھ کر عفو و کرم کی تلوار نے کیا، وہ شفقت کا روحانی خنجر ہے۔ جس نے بیگانوں کو یگانہ بنا دیا وہ رحمت کا وسیع کمند تھا جس نے سرکشوں کے سر جھکا دیئے، وہ اخلاق کی روحانی چھری تھی جس نے دشمنوں کو دوست بنا دیا۔ اسلام نے تو ہمیشہ امن و سلامتی کا علم بلند رکھا ہے۔

مگر اپنا پتہ ہے کہ آپ لوگوں نے کیا کیا کارنامے کئے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی کسی جگہ عیسائیوں کو غلبہ ہوا۔ اپنے زیردستوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ تاریخ عالم کی آنکھ قیامت تک خون افشاں ہے۔ مجاہدین مسیحی نے جب بیت المقدس پر قبضہ پایا، تو مسلمان کے معصوم بچوں کو دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر ان کے سر پھوڑ دیئے، جوانوں کو آگ میں جلا دیا۔ بعضوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے کہ دیکھیں کہیں سونا تو نہیں نگل گئے۔ مسلمان تو ابھی غیر تھے ہی یہود کو ان کے معبدوں میں بند کرکے زندہ جلا دیا۔ اس کے برعکس جب سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے بیت المقدس پر فتح حاصل کی تو عیسائیوں کو امن دیا، وہیں رہنے دیا، اخلاق سے پیش آیا۔

آیئے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی ہمدردی کا تھوڑا سا نقشہ پیش کروں۔ "انگلستان کا

بادشاہ رچرڈ جب اپنے مشہور گھوڑے فورڈیل پر سوار ہو کر لڑ رہا تھا۔ تو ایوبی فوج سے کسی بہادر سپاہی نے تیر مار کر رچرڈ کا گھوڑا ہلاک کر دیا۔ اس قصہ کا جب صلاح الدینؒ کو علم ہوا تو خادم کو حکم دیا جاؤ فوراً اعلیٰ نسل کا عربی گھوڑا لاؤ' تاکہ انگلستان کا بادشاہ اپنے شاہانہ ٹھاٹھ سے جنگ کرے۔ چنانچہ خادم نے جب رچرڈ کو گھوڑا پیش کیا تو اس نے اپنا ہیٹ خود اتار کر سلام کیا اور کہا' میں جانتا ہوں تمہارے آقا ایک شاہانہ دل رکھتے ہیں۔ صلاح الدینؒ کا میری طرف سے شکریہ ادا کرنا۔ واقعی ہی وہ ایک نیک دل دشمن ہے۔"

آپ بھی کوئی ایسی مثال پیش کرسکتے ہیں۔

سوال : حدیث میں آتا ہے کہ حضرت محمد صاحب نے اپنی بیٹی فاطمہ کو کہا تھا۔ اے بیٹی فاطمہ! تو اپنے اعمال کی خود ذمہ دار ہے۔ قیامت کو میں سفارش نہیں کروں گا۔ جب بیٹی کو صاف جواب دے دیا تو باقی مسلمان تو بڑے دور کے ہیں۔

جواب : مسٹر! بات صرف اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم فرمایا' وانذر عشرتک المقربین "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈر سناؤ (کہیں وہ عبادت سے ہی نہ بیٹھ جائیں کہ ہمارے حضورؐ ہیں ہمیں فکر کیا ہے۔)" تعمیلاً نبی اکرم ﷺ نے سب کو جمع فرما کر قیامت کے دن سے ڈرایا۔ اگر وہاں فرماتے پرواہ نہیں ہیں شفیع ہوں' جو مرضی ہے کرو۔ تو بتاؤ خدا کے حکم کی تعمیل ہوتی؟ کم از کم سیاق و سباق پر تو غور کیا کرو۔

سوال : حضرت محمد کے متعلق قرآن کہتا ہے:

لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر " تاکہ تیرا خدا تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کرے۔"

ثابت ہوا کہ حضرت محمد صاحب گناہ کرتے تھے۔ (معاذ اللہ)

جواب : اس بے بنیاد اعتراض کے کئی ایک معقول جواب دیئے جاسکتے ہیں۔

ایک یہ کہ ذنبک میں ایک مضاف پوشیدہ جیسے لک سے ظاہر ہے۔ یعنی تمہاری وجہ سے تمہاری امت کے گناہ معاف کئے۔ اگر اس سے آپ کے گناہ مراد ہوتے تو لک سے کیا فائدہ؟

دوسرا یہ کہ مغفرت سے مراد عصمت اور حفاظت ہے۔ کہ اللہ تعالے آپکو ہمیشہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔

المراد بالمغفرة الحفظته والعصمته ازلا و ابدا (روح البیان)

سوال : اہل اسلام کی مستند کتابوں سے ظاہر ہے کہ آں حضرت نے مسلمانوں کو تین موقعوں پر جھوٹ بولنے کی اجازت دیدی۔ اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ بولنا صرف تین موقعوں پر جائز ہے۔ ایک تو مرد کا جھوٹ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے۔ دوسرے لڑائی میں جھوٹ بولنا' تیسرے لوگوں میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا۔ (ترمذی)

جواب : جناب یہ اعتراض آپ کے علم حدیث و اسماء الرجال سے قطعی ناواقف و جاہل ہونے کی دلیل ہے۔ اسماء بنت یزید اور ترمذی کا دارو مدار عبداللہ بن حیثم پر ہے۔ ترمذی خود فرماتے ہیں: الا من حدیث حیثم علامہ طحاوی مشکل الاثار جلد ۴ ص ۹۰' ۹۱ ھو رجل مطعون فی روایة منسوب الی سوء الحفظ

"وہ آدمی یعنی ابن حیثم سوء حفظ کی وجہ سے روایت میں معتبر نہیں۔ بتایئے تسلی ہوئی یا نہیں۔ آپ نے تو کلام خدا توریت و انجیل و زبور کو بھی بگاڑ دیا۔ مگر ہمارے ہاں اللہ کے فضل و کرم سے کلام مصطفیٰ علیہ الصلواۃ و السلام بھی محفوظ و مامون ہے۔

سوال : حضرت محمد صاحب کے متعلق قرآن کہتا ہے: و وجدکَ ضالًا فھدٰی "اور تجھے رب نے گمراہ پایا پس ہدایت دے دی۔" جو خود بھٹکا ہو وہ دوسروں کو کیا ہدایت دے سکتا ہے۔

جواب : پادری صاحب! آپ قرآنی اصطلاحات و معانی سے قطعی نا واقف ہیں۔ ہر جگہ ضال بمعنی گمراہی نہیں آیا۔ برادران یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا تھا: انکَ لفی ضلالکَ القدیم۔ بتایئے پیغمبر کے بیٹے اپنے باپ کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ تو گمراہ ہے (معاذ اللہ) بلکہ معنی یہ ہے کہ تو ابھی تک یوسف کی محبت میں وارفتہ ہے۔ یہی معنی اس جگہ ہے کہ اے پیغمبر ہم نے تجھے اپنی محبت میں وارفتہ پایا آپ کو سلوک عطا کیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "ضال" وہ اونچا درخت ہے جس سے راہ گئے ہوئے ہدایت پائیں۔ کہ اے حبیب تو ہدایت کا بلند و بالا درخت ہے۔ جس سے راہ گئے ہوئے لوگ تمہارے ذریعے ہدایت پائیں۔ جناب! آپکو علم ہے کہ اس بلند و بالا شجرہدایت کو

دیکھ کر کس قدر لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ بڑے بڑے پوپ اور پادری جھک گئے۔ راہبوں نے سر تسلیم خم کردیا۔ مشرکوں نے توبہ کی' بت پرست' بت شکن بن گئے۔ ڈاکو رہبر ہوگئے' ظالم رحم دل ہوئے' زانی پارسا بنے۔

سوال : اکثر اسلامی تاریخ کی کتابوں سے یہ چیز ملتی ہے کہ آنحضرت نے بحیرہ راہب سے علوم سیکھے "اور ان کی شاگردی حاصل کی۔ وہ تعلیم جو چالیس برس کے بعد ظاہر کی' بحیرہ راہب کی تعلیم ہی تھی۔ ورنہ جس پر وحی اترتی ہو اسے کیا ضرورت ہے کہ کسی کا شاگرد بن کر کام چلائے۔

جواب : جناب کچھ تو خوف خدا کرو' اس قدر صریح جھوٹ الامان۔ اگر ہو تو بتائیے کونسی اسلامی تاریخی کتاب ہے۔ جس سے یہ مضمون ملتا ہے۔ کہ آپ نے بحیرہ راہب سے علوم سیکھے اور شاگردی کی۔ ہرگز نہیں دکھا سکو گے۔ هاتو برهانکم ان کنتم صادقین۔

بات صرف اتنی ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام بارہ برس کے ہوئے تو اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ شام کو گئے' تو بحیرہ راہب نے پہچان لیا کہ یہی وہ درخشندہ ستارہ ہے' یہی وہ نبی وہ موعود ہے' یہی وہ حبیب خداؐ ہے جس کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے۔ ابو طالب سے کہا' اسے یہودیوں میں نہ لیجاؤ کہیں وہ تکلیف نہ پہنچائیں۔ چنانچہ ابوطالب نے آپکو وہیں سے ہی واپس کردیا۔ بالفرض محال اگر حضورؐ کی تعلیم بحیرہ کا ہی اثر تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جو تثلیث' کفارہ' مسیح' صلیب مسیح' الوہیت مسیح کا بطلان ثابت کیا' تو آپکو اپنے بزرگ کی تعلیم پر عمل کرکے ان چیزوں سے تائب ہو جانا چاہئے۔ کیا خیال ہے۔؟

سوال : حضرت محمد صاحب اپنی کثرت ازواج کے باعث فریضہ نبوت کب انجام دیتے ہوں گے۔ گیارہ بیویوں کا رکھنا کوئی آسان بات ہے' یہ تو ایک شغل سا ہی ہوتا ہے۔

جواب : پادری صاحب! کاش سوچ سمجھ کر سوال کرتے۔ کبھی بائیبل کا مطالعہ بھی فرمایا کرتے ہیں۔ یا محض جھگڑالو ہی ہیں۔ سنئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں جن کا ذکر آج بھی بائیبل میں موجود ہے۔ (۱) سیدہ ہاجرہؓ جن کا ذکر کتاب پیدائش ۱۶؍۳ میں موجود ہے۔ (۲) سیدہ سارہؓ جن کا ذکر کتاب پیدائش میں ۱۸؍۱۵ موجود ہے۔ (۳) قتورہ خاتون جن کا ذکر کتاب پیدائش ۲۵؍۱ میں موجود ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔ (۱) لیاہ پیدائش ۲۹؍۲۳' (۲) زلفہ پیدائش ۲۹؍۲۳' (۳) راحیل پیدائش ۲۹؍۲۸' (۴) بلہاہ پیدائش ۲۹؍۲۹۔

موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔ سفورہ خاتون خروج ۲؍۲۱۔ حبشیہ ایک اور بیوی جن کے باپ کا نام قینی تھا۔ قاضیوں ۱؍۱۶ ایک اور بیوی جن کے والد کا نام حباب تھا۔ قاضیوں ۴؍۱۶' اسموئیل ۲۳،۲۶' ۷۔۲؍۱۸' ۲ سموئیل نمبر۳ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ داؤد علیہ السلام کی بہت تعداد میں بیویاں تھیں۔ اسلاطین ۱۱؍۲ سے ظاہر ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی ۷۰۰ سے زیادہ بیویاں تھیں۔ ان بزرگ و جلیل القدر انبیاءؑ پر کیوں نہ اعتراض کیا۔

سوال : حضرت مسیح علیہ السلام کی گود میں کتاب دی گئی جیدا کہا قرآن کریم میں لکھا ہے:۔

انی عبداللّٰہ اتانی الکتاب۔ (مریم : ۳۰)

بے شک میں (حضرت عیسیٰ) اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے۔

لیکن رسول مقبولؐ کو چالیس (۴۰) سال کے بعد خداوند کریم نے کتاب دی۔

جواب : پادری صاحب نے اس سوال میں واضح نہیں کیا کہ یہاں افضلیت کی کیا وجہ نکالی ہے؟ وہ وجہ ظاہر کرتے' تو ادھر سے جواب ملتا۔ ہاں! چالیس (۴۰) کے لفظ سے اپنا ذہن اس طرف جا رہا ہے کہ شاید ان کی مراد یہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو چھوٹی عمر میں کتاب ملی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چالیس (۴۰) سال کی عمر میں۔ اگر ان کا منشاء یہی ہے تواس میں افضلیت کی کون سی بات آگئی؟ یہ قدرت کا اپنا انتظام ہے۔ علاوہ ازیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس (۴۰) سال قوم کے اندر بغیر دعوئ نبوت کرائے رکھا گیا۔ تاکہ قوم ان کی عادات محمودہ اور خصائل حمیدہ کی گرویدہ ہو جائے۔ یہی ہوا' وہ لوگ آپ کو "صادق" اور "امین" کے لقب سے پکارتے تھے۔ چالیس (۴۰) سال کے بعد قرآن حکیم کا نزول شروع ہوا اور نبوت کے دعوے کی اجازت ملی' تاکہ ماننے والوں کے لئے کوئی شک و شبہ نہ رہے اور منکرین اپنے منہ آپ جھوٹے ثابت ہوں کہ کل تک تو صادق (سچا) کہتے تھے اور آج نبوت کا اعلان کیا تو جھوٹا کہنے لگے۔

سوال : اللہ تعالیٰ تمام نبیوں کو استغفار کا حکم دیتا ہے' سوائے مسیح علیہ السلام کے ؟

جواب : تمام انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں۔ باری تعالیٰ نے انہیں گناہوں سے پاک رکھا' کیونکہ انہیں گناہ گاروں کی ہدایت کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ جو خود گناہ گار ہو' وہ دوسروں کی کبھی بھی پوری طرح اصلاح نہیں کرسکتا۔ جب انبیاء کرام علیہم السلام نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا تو پھر استغفار کیوں؟

(۱) اللہ تبارک و تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو جس استغفار کا حکم دیا ہے' اس سے مراد امت

کے گناہ گاروں کی سفارش ہے' اور اس سفارش کے لئے جتنی جس نبی کو زیادہ اجازت ملے' اتنا ہی انعام خداوندی ہے۔ جس نبی کو استغفار کرنے کی اجازت نہ ملی تو یہ اس نبی کی امت کے شدید بد بخت ہونے کی دلیل ہے۔ پادری صاحب! اگر عیسیٰ علیہ السلام کو استغفار کی اجازت نہیں ملی تو ہم کیا کریں؟ تختہ دار پر بھی تو آپ حضرات نے ہی عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا تھا۔ پھر رونا کیسا؟

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کو واقعی اپنی امت کے لئے استغفار کرنے کی اجازت نہ ملی۔ کیونکہ بنی اسرائیل نے جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا' اور انجیل مقدس کی درگت بنائی وہ ساری دنیا پر روشن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سفارش کرنے کی بجائے بنی اسرائیل کے کفار پر لعنت کرنے کا حکم دیا گیاتھا۔ قرآن کریم میں ہے:۔

لعن الذین کفروا من بنی اسرآئیل علیٰ لسان داؤد و عیسیٰ ابن مریم ط	لعنت کئے گئے ہیں وہ جنھوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں سے داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے۔

(المائدہ : ۷۸)

اس کے باوجود پادری صاحب اپنی بد بختی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت کا ثبوت ٹھہراتے ہیں۔

(۳) عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے بارہ آدمیوں کو اپنا ساتھی بنا لیا۔ جنھیں قرآنی اصطلاح میں "حواری" کہتے ہیں۔ پطرس اور یہودا اسکریوتی بھی انہی بارہ میں سے تھے۔ اب موجودہ انجیل کی سنئے:۔

(۱) "پطرس نے جواب میں ان سے کہا' گو سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں' لیکن میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤں گا۔ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ اسی وقت مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین (۳) بار میرا انکار کرے گا۔"

(انجیل متی ۲۶ : ۳۳' ۳۴۔ انجیل مرقس ۳۳۸۔ ایل لوقا ۲۲ : ۳۴)

(۲) "مگر اس (عیسیٰ علیہ السلام) نے مڑکر اپنے شاگردوں پر نگاہ کرکے پطرس کو ملامت کی اور کہا' اے شیطان! میرے سامنے سے دور ہو' کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔

(انجیل مرقس ۹ : ۳۳)

(۳) "اس وقت ان بارہ میں سے ایک نے' جس کا نام یہوداہ اسکریوتی تھا' سردار کاہنوں کے پاس جاکر کہا کہ اگر میں اسے (عیسیٰ علیہ السلام) تمہارے حوالے کردوں تو مجھے کیا دو گے؟ انہوں نے اسے تیس (۳۰) روپے تول کر دے دیئے اور اس وقت سے اسے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا۔

(انجیل متی ۲۶ : ۱۴ تا ۱۶' انجیل مرقس ۱۴ : ۱۰' ۱۱)

(۴) پھر وہ گیارہ (۱۱) کو بھی جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تھے کدھائی دیا' اور اس (عیسیٰ علیہ السلام) نے ان (حواریوں) کی بے اعتقادی اور سخت دلی پر ان کو ملامت کی' کیونکہ جنھوں نے اس کے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا۔ انہوں نے اس کا یقین نہ کیا تھا۔

(مرقس انجیل ۱۶ : ۱۴)

قارئین کرام! غور تو فرمائیں کہ بنی اسرائیل نے ان کی ہدایت کو قبل نہ کیا' بلکہ سولی پر چڑھانے لگے' بلکہ بقول موجودہ انجیل سولی پر چڑھا دیا۔ رہے بارہ (۱۲) شاگرد' یہوداہ اسکریوتی خود آپ کو گرفتار کرانے والا' اور راشی ہوا۔ باقی گیارہ کو بقول انجیل' عیسیٰ علیہ السلام نے شیطان' دنیا دار' خدا کا نافرمان' بے اعتقاد' سخت دل' قابل ملامت اور منکر کہا۔ تو بتایئے عیسیٰ علیہ السلام استغفار کس کے لئے کرتے؟ ان کی امت میں رہ کون گیا تھا؟

سوال : زید کو جناب محمد صاحب نے اپنے منہ سے بیٹا کہا۔ مگر ان کی بیوی زینب سے ان کے طلاق دینے کے بعد نکاح کرلیا۔ کیا بیٹے کی بیوی سے شادی جائز ہے۔ مقام نبوت ان چیزوں سے اونچا ہے۔ کچھ سمجھو کیا کر رہے ہو' کہاں پھر رہے ہو؟

جواب : محترم! حضرت زیدؓ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے متبنی تھے۔ (یعنی منہ کہے بیٹے) آپکو اعتراض کا حق اس وقت حاصل ہے اگر کسی جگہ پر توراۃ نے متبنی کو حقیقی بیٹا قرار دیکر اس پر حقیقی بیٹوں جیسے احکام جاری کئے ہوں یا کہیں مسیح علیہ السلام نے اسے صحیح قرار دیا ہو۔ کیا کوئی دلیل پیش کرسکتے ہو' ہرگز نہیں۔ بالفرض اگر کوئی شخص آپکو کہہ دے کہ تم مرے بیٹے ہو' کیاآپ واقعی اس کے بیٹے بن جائیں گے اور وہ آپ کا باپ' سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ آپ کے بیخ پا ہونے کی جو اصل وجہ ہے وہ میں جان گیا ہوں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت زینبؓ سے نکاح فرماکر کافروں کی رسم کو بھی باطل قرار دیا۔ بلکہ آپؐ عقیدہ تثلیث کے بھی پرخچے اڑا دیئے کہ جب کسی ایک انسان کا درسرے انسان کو زبانی بیٹا کہنے سے وہ اس کا حقیقی بیٹا نہیں بنتا۔ باوجودیکہ نسل جنہیں شکلی قدوقامت میں مساوات ہے' تو انسان کو خدا کا بیٹا کہنا کیسے جائز

ہو سکتا ہے۔ یقیناً ایسی بات صریح جھوٹ، سخت بہتان، رب غفور سے بے وفائی اور شرک ہے۔

سوال : نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ چار شادیاں کرنے کا حکم دیا ہے اور خود آپ نے ایک وقت میں نو ازواج سے شادیاں کیں ہیں۔

جواب : نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پچیس (۲۵) سال تک زندگی تجرد میں گذاری۔ حالانکہ شباب کی امنگوں کا اصل زمانہ یہی ایام ہوتے ہیں۔ پھر اقرباء کے اصرار اور دوسری جانب سے درخواست پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا، جن کی عمر ڈھل چکی تھی اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں، ترپن (۵۳) سال کی عمر تک پورے سکون اور کامل اطمینان کے ساتھ اسی پاکباز رفیقہ حیات کے ساتھ زندگی بسر کی یہ وہی زمانہ تھا۔ جب آپؐ دنیاوی مشاغل کو ترک کرکے غاروں اور پہاڑوں میں جاکر مسلسل کئی کئی دن تک خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے اور اللہ کی یہ نیک بندی آپؐ کے لیے توشہ تیار کرتیں اور آپؐ کی عبادت میں امداد اور معونت کرتی تھیں۔ زندگی کا یہ دور عموماً نفسانی خواہشوں اور شہوانی جذبات کی ہنگامہ خیزیوں کا زمانہ ہوتا ہے لیکن بڑے سے بڑا معند اور کڑسے کڑ مخالف اور متعصب بھی آپؐ کی زندگی کے اس حصہ میں آپؐ کی عفت اور پاکبازی کے خلاف ایک حرف بھی نقل نہیں کرسکتا اور یہ ان کی سیرت کا ذکر ہے جن کی جسمانی قوت چالیس جنتی مردوں کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۱، مطبوعہ اصح المطابع) اور ایک جنتی مرد کی طاقت دنیا کے سو مردوں کی طاقت کے برابر ہے۔ (جامع ترمذی ص ۳۶۳، مطبوعہ نور محمدؐ) گویا آپؐ کی طاقت چار ہزار مردوں کے برابر تھی، اس حساب سے چاہیے تھا کہ چار ہزار بیویاں آپؐ کے نکاح میں ہوتیں! پھر آپؐ کی شدید ریاضت اور ضبط نفس کا کیا ٹھکانا ہے کہ ترپن (۵۳) سال کی عمر تک ایک بیوہ کے ساتھ شادی کرکے زندگی گزاری۔

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد آپؐ نے حضرت عائشہ سے عقد کیا جو آپؐ کی تنہا کنواری خاتون تھیں، ان کے علاوہ جس قدر ازواج آپؐ کے نکاح میں آئیں وہ سب بیوہ تھیں، وصال کے وقت آپؐ کی نو ازواج تھیں۔ (۱) حضرت عائشہؓ (۲) حضرت حفصہؓ (۳) حضرت سودہؓ (۴) حضرت ام سلمہؓ (۵) حضرت زینبؓ (۶) حضرت ام حبیبہؓ (۷) حضرت جویریہؓ (۸) حضرت صفیہؓ (۹) حضرت میمونہؓ دنیا کا سب سے بے مثال انسان جو چار ہزار ازواج کا مستحق ہو، اس کے عقد میں صرف نو ازواج دیکھ کر کوئی انصاف پسند اس پر کثرت ازواج کا الزام لگا سکتا ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر ترپن (۵۳) سال سے متجاوز ہو چکی ہے۔ عظیم

الشان فتوحات کا تانتا بندھا ہوا ہے، اموال غنیمت کی ریل پیل ہے، اس کے باوجود آپؐ کسی ایک دن بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے، کبھی ایسے مسلسل دو دن نہیں آئے جب دونوں دن آپؐ کے گھر میں چولہا جلا ہو، جو کچھ آتا اللہ کے راستے میں دے دیتے۔ اختیاری فقروفاقہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے، مہینوں ازواج مطہرات کے حجروں سے دھواں نہ اٹھتا صرف پانی اور کھجور پر گذارہ چلتا روزے پر روزہ رکھتے، کئی کئی دن افطار نہ کرتے۔ رات بھر قیام کی وجہ سے پاؤں پر ورم آجاتا۔ عیش عشرت کا سامان تو کجا ازواج سے صاف کہہ دیا تھا کہ جسے آخرت کی زندگی پسند ہو وہ ہمارے ساتھ رہے اور جسے دنیا کا عیش عزیز ہو وہ چلی جائے، ان تمام حالات کے باوجود تمام ازواج کے حقوق ایسے احسن طریقے سے ادا کئے جن کا کوئی شخص تصور بھی نہیں کرسکتا۔ میدان جنگ میں جب کفار کے لشکر کے مقابلہ میں بڑے بڑے بہادر اور قور جوان حوصلہ ہار جاتے تو آپؐ چٹان کی طرح ڈٹے رہتے، ازواج سے تعلق خاطر عبادت اور فرائض رسالت میں کبھی حائل نہیں ہوا، یہی وجہ تھی کہ کفار مشرکین کو آپؐ کے دعویٰ نبوت سے اختلاف تھا وہ وحی الٰہی کا انکار کرتے تھے لیکن آپ کی عفت اور پاک سیرت کا وہ برملا اعتراف کرتے تھے، چاند کے شق ہونے اور ڈوبے ہوئے سورج کے لوٹ آنے سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ آپ نے خاک اڑانے اور گالیاں دینے والوں سے اچھا سلوک کیا، پتھروں سے گھائل کرنے والوں کو دعائیں دیں۔ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھائی اور فتح مکہ کے بعد غلبہ پاکر تمام دشمنوں کو معاف کر دیا۔ ایسی بے نظیر سیرت اور کردار کے مالک شخص کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ انھوں نے نفسانی خواہش کی وجہ سے متعدد شادیاں کیں عدل و انصاف سے کس قدر بعید ہے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ متعدد شادیوں کی وجہ نفسانی خواہش نہیں تو پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ آخر اس کی حکمت کیا تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیرونی اور خارجی زندگی میں مسلمانوں کے عمل کے لئے نمونہ تھا اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خانگی اور عائلی زندگی میں بھی مسلمانوں کے عمل کے لئے اسوہ اور نمونہ تھا، پھر جس طرح بیرونی زندگی کی حکایت اور روایت کے لئے بہت سے مرد تھے اسی طرح آپؐ کے گھر کی زندگی کے حالات اور کوائف کو بیان کرنے کے لئے بہت سی عورتیں ہونی چاہیے تھیں، اس لئے کثرت ازدواج کی ایک اہم اور بڑی مصلحت یہ تھی کہ خانگی معاشرت اور نسوانی مسائل سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احکام اور آپؐ کے طریقہ اور سنت کی اشاعت کا ذریعہ مہیا ہو جائے۔

ایک اور وجہ یہ ہے کہ مختلف قبائل اور خاندانوں مین رشتہ مناکحت کی وجہ سے ان کے ساتھ میل جول اور ربط و ضبط بڑھا جس سے ان کی منافرت اور وحشت دور ہوئی اور آپؐ کے حسن معاملہ، پاکیزہ اخلاق اور بے لوث کردار کو دیکھ کر ان کے شکوک و شبہات کا زالہ ہوا اور تبلیغ اسلام کی راہ ہموار ہوگئی، اور اللہ کے عبادت گذاروں، دین السلام کے فداکاروں اور دنیا کے ہادیوں کی ایسی عظیم جمعیت تیار ہوئی جس سے زیادہ نیک سیرت اور پرہیز گار لوگ باستشناء رسل آسمان کے نیچے کبھی نہیں پائے گئے۔ کیا نفسانی خواہشات کا رسیا ایسی جماعت تیار کرسکتا ہے؟

تعداد ازدواج سے متعد قبائل اور خاندانوں کو آپؐ کے ساتھ رشتہ دار کا شرف حاصل ہوا جو عورتیں آپؐ کے نکاح میں آئیں وہ ام المومنین بن گئیں۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جن کے ساتھ آپؐ کا سسرالی رشتہ ہو جائے وہ رشتہ ان کے دخول جنت کا سبب بن جائیگا، اور اللہ تعالیٰ کو دکھانا یہ تھا کہ تم چار بیویوں میں عدل نہیں کرتے اور ہمارا رسولؐ بیک وقت نو ازواج میں عدل و انصاف کرکے دکھاتا ہے اور یہ کہ نبی نے ہمیشہ تم سے جتنا عمل کرنے کے لئے کہا ہے خود اس سے زیادہ کرکے دکھایا ہے۔ کیونکہ ہمارے نبیؐ کا عمل قول سے ہمیشہ آگے رہتا ہے۔

سوال : اسلام میں ایک سے چار تک بیویوں کے مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

جواب : ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عورتوں کی اوسط پیدائش مردوں کی اوسط پیدائش سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے تاہم مجموعی طور سے یہ فرق کبھی ایک اور چار کی نسبت سے متجاوز نہیں ہوا، اب اگر ہر مرد ایک عورت سے شادی کرے تو سوال یہ کہ جو عورتیں باقی بچ جائیں گی ان کے لیے کیا طریقہ تجویز کیا جائے گا۔ اس مسئلہ کے حل کی صرف تین صورتیں ہیں:۔

(ا) باقی عورتیں تمام بغیر شادی کے گذار دیں اور اپنی جنسی خواہش کو کبھی کسی مرد سے پورا نہ کریں۔

(ب) باقی عورتیں بغیر شادی کے ناجائز طریقے سے اپنی جنسی خواہش پوری کریں۔

(ج) باقی عورتوں سے وہ مرد دوسری شادی کرلیں جو مالی اور جسمانی اعتبار سے اس کے اہل ہوں۔

پہلی صورت فطرت کے خلاف ہے اور عام بشری طاقت سے باہر ہے، دوسری صورت دین اور قانون دونوں اعتبار سے ناجائز اور گناہ ہے، اس لیے قابل عمل، معروف فطری اور پسندیدہ صورت صرف تیسری ہے جس کا اسلام نے پیش کیا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ بالعموم مرد ساٹھ (۶۰) سال کی عمر تک جنسی عمل کا اہل اور تروتازہ

رہتا ہے جبکہ عورت بالعموم دس بارہ بچے جن کر چالیس (۴۰) سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد جنسی عمل کی اہل نہیں رہتی۔ اب اگر صرف ایک بیوی کی اجازت ہو تو مرد اپنی زندگی کے بیس (۲۰) سال عورت کے بغیر گذارے گا اس مسئلہ کے حل کی بھی تین صورتیں ہیں۔

(ا) بیس سال کا تک مرد اپنی جنسی خواہش پوری نہ کرے۔

(ب) اس عرصہ میں مرد ناجائز طریقے سے اپنی خواہش پوری کرے۔

(ج) اس عرصہ کے لئے یا اس سے کچھ پہلے مرد دوسری شادی کرے۔

پہلی صورت غیر فطری ہے۔ دوسری دین اور قانون کے اعتبار سے ناجائز ہے اس لیے قابل عمل صرف تیسری صورت ہے، اگر یہ کہا جائے کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ عورت اور مرد کی اہلیتوں میں بیس سال کی کمی اور بیشی بالعموم ہوتی ہے تب بھی اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض اوقات یہ مشکل بہر حال پیش آتی ہے اور تعداد ازدواج کے جواز کے سوا اس کا کوئی قابل قبول حل نہیں ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ بعض اوقات کسی شخص کی بیوی بانجھ ہوتی ہے اور اس کے جسمانی نقص کی وجہ سے اولاد نہیں ہوسکتی اور انسان اپنی نسل بڑھانے اور اپنا سلسلہ نسب آگے منتقل کرنے کے لیے طبعی طور پر اولاد کا خواہش مند ہوتا ہے، اس مشکل کے حل کی بھی صرف دو صورتیں ہیں۔

(ا) پہلی بیوی کو طلاق دے کر دوسری عورت سے شادی کرلے۔

(ب) پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے شادی کرلے۔

اور عدل و انصاف کے مطابق اور انسانی ہمدردی کے قریب تر صرف دوسری صورت ہے جو اسلام کے تعداد ازواج کے فلسفہ پر مبنی ہے کیونکہ جو عورت بانجھ ہو اس کو خود اولاد کی پیاس ہوتی ہے اور شوہر کی اولاد سے بھی تسکین ہو جاتی ہے۔

سوال : تعداد ازدواج کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب : یہ ایک صالح نظام ہے جو معاشرہ کی اکثر و بیشتر صورتوں میں مفید ہے بشرطیکہ شوہر دوسری بیوی کے نفقہ کی استطاعت رکھتا ہو اور دونوں بیویوں کے درمیان اسلامی ہدایات کے مطابق عدل و انصاف قائم رکھ سکے۔

سوال : کیا آپ جیسا آدمی بھی موجودہ دور میں تعداد ازدواج کا حامی ہوسکتا ہے؟

جواب : آپ یہ بتلایئے کہ اگر کسی شخص کی بیوی ایک متعدی مرض یا کسی ایسی بیماری میں

مبتلاء ہو جس کی شفایابی کی کوئی امید ہی نہ رہ گئی ہو اور وہ شخص نوجوان بھی ہو تو وہ کیا کرے؟ اس کے سامنے صرف تین راستے ہیں: (ا) اس کو طلاق دے دے۔ (ب) ناجائز طریقے سے اپنی جنسی خواہش پوری کرے۔ (ج) دوسری شادی کرلے اور عدل و انصاف اور انسانیت کے ناطے سے اس مشکل کا حل تعداد ازدواج سے ہی نکل سکتا ہے۔

سوال : اس صورت میں ایک چوتھا راستہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ صبر کرے اور اپنے نفس کا حرام سے بچائے۔

جواب : کیا ہر شخص اپنے آپ کو حرام سے بچانے کی طاقت رکھتا ہے۔

سوال : ہم مسیحی اس بات کی قدرت رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے نفوس میں ایمان کی تاثیر موجود ہے۔

جواب : حیرت ہے کہ آپ ایک مغربی ملک کے باشندے ہوتے ہوئے بھی یہ بات کہہ رہے ہیں! اگر ایسی بات کوئی مسلمان یا مشرقی کہتا تو باور کیا جاسکتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو حرام سے بچانے کی طاقت رکھتا ہے کیونکہ ان کے معاشرے اور ماحول میں ہر وقت اور ہر جگہ عورت اور مرد کا عام آزادانہ میل جول اور اختلاط نہیں ہے، جبکہ دوسری طرف تم مغربیوں کا حال یہ ہے کہ تم نے عورت کی معیت میں رہنے اور اس سے اختلاط کا کوئی طریقہ بھی نہیں چھوڑا اور عورت کے بغیر تم ایک لحہ بھی نہیں گذار سکتے۔ تمہارے، ہوٹلوں، تفریح گاہیوں، شراب خانوں اور رقص گاہوں میں مرد نامحرم عورتوں کے ساتھ آزادانہ گھومتے ہیں، شراب پیتے ہیں، ناچتے گاتے ہیں اور دادِ عیش دیتے پھرتے ہیں۔ شاہراہوں پر نوجوان جوڑے برسرعام بوس و کنار میں مصروف رہتے ہیں، ساحل سمندر پر، پارکوں اور دیگر تفریح گاہوں میں عریاں جوڑے کھلے خام ایک دوسرے سے ہم آغوش پڑے ہوتے ہیں اور تمہاری سڑکیں حرامی بچوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ان حالات میں تم کس طرح یہ دعویٰ کرسکتے ہو کہ تمہارا دین تمہیں ناجائز جنسی عمل سے روکتا ہے۔ بیمار بیویوں کی بات تو ایک طرف رہی، تندرست، نوجوان اور خوبصورت بیویوں کے ہوتے ہوئے بدکاریوں کی خبروں سے تمہارے اخبارات اور رسائل کے کالم سیاہ رہتے ہیں اور اس قسم کے واقعات کے خلاف دعاوی سے تمہاری عدالتیں بھری پڑی ہیں۔

سوال : میں صرف اپنی بات کر رہا تھا کہ میں اپنے نفس کو حرام سے روکنے پر قادر ہوں۔

جواب : یہ بتلایئے کہ آپ ایسے لوگ جو نفس پر قابو رکھ سکتے ہیں اور جو لوگ اپنے نفس پر

قابو نہیں رکھ سکتے ان کے درمیان کیا اوسط اور تناسب ہے؟

سوال : مجھے اس سے انکار نہیں کہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔

جواب : یہ بتلایئے کہ قانون ان لوگوں کے اعتبار سے بنانا چاہیے جن کی تعدداد بہت کم ہو یا ان کے اعتبار سے جن کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور اس قانون کا کیا فائدہ جس کا اطلاق صرف ان لوگوں پر ہو سکے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکے! مسلمان کے اس جواب کے بعد عیسائی کوئی سوال نہ کرسکا۔

سوال : قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے معجزے بیان کئے ہیں لیکن نبی کریم کا قرآن میں کوئی معجزہ بیان نہیں کیا گیا؟

جواب : بے شک قرآن کریم نے عیسیٰ علیہ السلام اور بعض دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات بیان فرمائے ہیں لیکن پادری صاحب نے یہ سفید جھوٹ بولا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن کریم نے کوئی معجزہ بیان نہیں کیا۔

قرآن پاک میں مذکور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات

(ا) قرآن کریم : (ا) سب سے بڑا معجزہ خود قرآن کریم ہے، جو اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے معجزہ۔

(۲) جس کی سینکڑوں پیش گوئیاں اپنی اپنی جگہ پر معجزہ۔

(۳) اس کا بغیر معمولی سے بھی رد و بدل کے تاقیامت محفوظ رہنا۔

(۴) اور ہر علم و فن ہونے کے لحاظ سے معجزہ۔

غرض کہ ہزاروں معجزوں سے بڑھ کر یہی اکیلا معجزہ ہے۔

(۲) معراج و اسریٰ : یہ وہ معجزہ ہے جو جملہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کو بھی نصیب نہ ہو کہ رات کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ سے بیت المقدس اور وہاں سے عالم بالا کی ایک تھوڑے سے وقت میں سیر کرائی گئی۔ قرآن کریم میں ہے:-

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ	پاک ہے وہ، جو لے گیا اپنے بندے
لیلا من المسجد الحرام	کو راتوں رات مسجد حرام (خانہ کعبہ
الی المسجد الاقصیٰ	سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک۔
(بنی اسرائیل:۱)	

دوسری جگہ ہے:۔

لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ ط (النجم:۱۸)
بے شک اس نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(۳) دیدار الٰہی : جو آپ کے سوا کسی نبی کو نصیب نہ ہوا، جس کی کیفیت:۔

مازاغ البصر و ماطغیٰ (النجم : ۱۷)
آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

(۴) شق القمر :۔ قرآن کریم میں ہے:۔

اقتربت الساعۃ و انشق القمر ط (القمر:۱)
قیامت نزدیک آگئی اور چاند شق ہو گیا۔

یہ وہ معجزہ ہے جس کی تصدیق دنیا کی تمام تاریخیں کرتی ہیں کہ قریش مکہ کے مطالبہ پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے فرمائے تھے۔

(۵) تحفہء کوثر :

انا اعطینک الکوثر ط (الکوثر : ۱)
اے محبوب! بے شک ہم نے تمھیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو باری تعالیٰ نے حوض کوثر، امت کثیرہ، خیر کثیر عطا فرمائی۔ یہ اکرام بھی صرف آپؐ پر ہوا۔

(۶) انشراح صدر : یعنی باری تعالیٰ نے اپنے اسرار و رموز سے لبریز کرنے کے لئے اپنے محبوب کا سینہ وسیع فرمایا۔ قرآن کریم میں ہے:

الم نشرح لک صدرک (الم نشرح : ۱)
کیا ہم نے تمہارے لئے تمہارا سینہ کشادہ نہیں کر دیا؟

(۷) رفعت ذکر :

و رفعنالک ذکرک ط (الم نشرح : ۴)
اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر پاک کو باری تعالیٰ نے بلند کر دیا کہ آسمان پر ان کا چرچا اور زمین پر بھی، دوستوں میں ان کا چرچا اور دشمنوں میں بھی، جنت اور عالم

ارواح میں ان کا تذکرہ عین عبادت یعنی نماز، اذان اور اقامت وغیرہ میں ان کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ شامل فرمایا۔ نیز آپؐ کا اسم گرامی "محمد" اور "احمد" رکھا کہ سب دوست اور دشمن آپؐ کو "تعریف کیا گیا" اور "باری تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد کرنے والا" کہتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک وسلم۔

(۸) امداد ملائکہ : باری تعالیٰ نے غزوہ بدر اور حنین کے مواقع پر ملائکہ کی جماعتوں کے ذریعے مسلمانوں کی امداد فرمائی، قرآن کریم میں ہے:۔

یمدد کم ربکم بخمسۃ الاف من الملئکۃ مسومین (آل عمران : ۱۲۵)
مدد کرے گا تمہارا رب تمہاری پانچ ہزار نشان والے فرشتوں کے ساتھ

(۹) علاوہ بریں، جائے غور ہے کہ دیگر انبیاء کرامؑ کو باری تعالیٰ نے جتنے جتنے مناسب سمجھے، معجزات عنایت فرمائے، لیکن سرور کون و مکاں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا دیا تھا۔ قرآن کریم میں ہے:۔

یایھا الناس قد جآء کم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینًا (النساء : ۱۷۴)
اے لوگو! بیشک تمہارے پاس واضح دلیل آگئی تمہارے رب کیطرف سے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

اس اعلان کی موجودگی میں اگر حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے معجزات کا ذکر نہ بھی ہوتا، تب بھی آپ کی شان سب میں بالا رہتی کہ دوسروں کو گنتی کے معجزات ملے اور آپ کو معجزہ نما بنا دیا گیا۔

(۱۰) جب قرآن کریم نے یہ اعلان کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سراپا معجزہ ہیں تو پھر حضورؐ کے معجزات کی قرآن کریم سے تفصیل طلب کرنا کیا معنی؟ آپ کے معجزات کی تفصیل تو ان حضرات سے معلوم کرنی چاہیے، جنھوں نے حضورؐ کے معجزات کا مشاہدہ فرمایا تھا۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے چھ لاکھ تک گنائے ہیں۔ اور یہ بھی حد نہیں، بلکہ یہ وہ معجزات ہیں جو ان کے علم و شمار میں آئے۔ سرکارؐ کے معجزات تو حد و شمار سے باہر ہیں۔ کیونکہ آپ کا ہر فعل معجزہ تھا۔

(۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہ صرف زمین پر، بلکہ آسمان پر بھی معجزات دکھائے

مثلاً:-

(i) چاند کے دو ٹکڑے کرنا۔

(ii) سورج کا واپس لوٹانا۔

(iii) بادلوں کو برسنے کا اشارہ کرنا۔

(iv) بادلوں کو برسنے سے روک دینا۔

(v) ابر کا دھوپ کے وقت آپؐ پر سایہ کرنا۔

(vi) ایک پل میں مکان و لامکاں کی سیر کرنا۔

(vii) جنت میں سیر کرتے ہوئے بلال رضی اللہ عنہ کی جوتیوں کی آواز سن لینا۔

(viii) جبریل کو سدرۃ المنتہی سے آتے اور وہاں جاتے دیکھنا۔

(ix) لوح محفوظ کا پیش نظر رہنا۔

(x) بلکہ والدہ ماجدہ کے شکم انور میں ہوتے ہوئے لوح محفوظ پر قلم کے چلنے کی آواز کو سننا۔

(۱۲) جن معجزات کا عام مشاہدہ کیا گیا وہ حد و شمار سے باہر ہیں۔ مثلاً:-

(۱) انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمانا۔

(۲) پتھروں اور کنکریوں سے کلمہ پڑھوانا۔

(۳) درختوں کا بلانے پر حاضر ہونا۔

(۴) جانوروں کا اس سرکارؐ میں آکر فریادی ہونا اور سجدے کرنا۔

(۵) جنات کا آپؐ پر ایمان لانا اور قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنا۔

(۶) اندھیرے اجالے میں آپؐ کا یکساں دیکھنا۔

(۷) آگے پیچھے اور دور و نزدیک سے یکساں دیکھنا۔

(۸) آپؐ کے پسینے کا عطر سے زیادہ خوشبودار ہونا۔

(۹) جسم اطہر پر مکھی کا نہ بیٹھنا۔

(۱۰) پرندوں کا اوپر سے نہ گزرنا۔

(۱۱) جس راستہ سے آپ گزرتے، تین دن تک اس راہ کا خشبودار رہنا۔

(۱۲) جسم اطہر کا سایہ نہ ہونا۔

(۱۳) زمین پر بیٹھ کر مشرق و مغرب، عرش و فرش اور ماضی و مستقبل کی ہزاروں خبریں دینا۔

(۱۴) استن حنانہ کا آپؐ کے فراق میں رونا۔

(۱۵) کھاری پانی کو میٹھا بنا دینا۔

(۱۶) ٹوٹی ہڈیاں جوڑنا۔

(۱۷) اندھوں، کوڑھیوں اور بیماروں کو ٹھیک کر دینا۔

(۱۸) تنکوں کا تیر اور تلوار بنا دینا۔

(۱۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بچوں اور ان کی بکری کا زندہ کر دینا۔

(۲۰) تین سیر آٹے کی روٹیوں اور ایک بکرے کے گوشت سے پورے لشکر کو سیر کر دینا۔

(۲۱) ایک دودھ کے پیالے سے ستر اصحابؓ کو سیر کرنا۔

غرض کہ بے شمار معجزے مشاہدہ میں آئے ہیں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، دیگر کتب صحاح اور مشکوٰۃ شریف)

(۱۳) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مردے بھی زندہ کئے اور اندھوں اور کوڑھیوں کو بھی تندرست کیا، ایسے ایک دو نہیں متعدد واقعات موجود ہیں۔ جن کا یہ مضمون متحمل نہیں۔ (دیکھئے! شفاء، طبرانی، مواہب لدنیہ، بیہقی، خصائص کبریٰ وغیرہ)

(۱۴) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جب بھی کسی نے کوئی معجزہ طلب کیا، آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تو صرف فلاں معجزہ لے کر آیا ہوں، بلکہ سائل کو کھلی اجازت دیتے کہ بتا کیا معجزہ دیکھنا چاہتا ہے؟ جو کچھ وہ چاہتا، آپؐ وہی کر دکھاتے سائل کو کھلی اجازت وہی دے سکتا ہے جو سراپا معجز نما ہو، اور ہر قسم کے معجزے دکھا سکتا ہو۔ سوچئے تو سہی! کہ کہاں دو چار معجزوں والے انبیاءؑ کی شان کہاں معجز نما پیغمبر ﷺ کا مرتبہ۔

☆

خدا لوگوں کو کب بالائے طور ملتا ہے
محمدؐ کی اطاعت سے خدا کا نور ملتا ہے

عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول ط
(الجن: ۲۶، ۲۷)

غیب کا جاننے والا، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ہمارے اس دعوے پر یہ دو (۲) آیتیں شاہد عدل اور حکم فصل ہیں۔

(۳) پادری صاحب! تو قرآن کریم میں یہ لکھا ہوا بتاتے ہیں۔

(ا) "خدا کے سوا کوئی بھی غیب کی خبر نہیں رکھتا۔"

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں:۔

(ب) "مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ غیب جانتے تھے۔"

ان کی یہ دونوں باتیں متضاد ہیں اور دونوں بیک وقت صحیح نہیں ہوسکتی۔ اب پادری صاحب! اتنا بتا دیں کہ وہ اپنے کون سے دعوے میں سچے ہیں اور کون سے میں جھوٹے؟ یا قرآن کریم میں یہ لکھا ہوا دکھا دیں کہ اللہ اور عیسیٰؑ کے سوا کوئی بھی غیب کے متعلق خبر نہیں رکھتا۔

ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین ط (البقرۃ: ۱۱۱)

لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

(۴) عیسیٰ علیہ السلام کا علم بیان کرنے والی ایک آیت تو پادری صاحب کو نظر آگئی، لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم غیبیہ کو بیان کرنے والی سینکڑوں آیات انہیں نظر نہ آئیں؟ تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے ہٹا دینا چاہیے۔

(۵) جن آیات میں مخلوق سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے، وہاں ذاتی علم اور جمیع معلومات الٰہیہ کے جاننے کی نفی ہے۔ ایسا علم نہ عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے، نہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا کسی اور کو ------- ہاں! باری تعالیٰ کی عطاء سے جو عیسیٰ علیہ السلام کو علم غیب حاصل ہے اس سے ہمیں قطعاً انکار نہیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا علم غیب ان سے سینکڑوں گنا زیادہ حاصل ہے، جس پر قرآن کریم شاہد ہے۔

(۶) عیسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کو، جن کی طرف وہ نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ مخاطب کرکے فرماتے ہیں:۔

وانبکم بما تاکلون

اور میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو

وما تدخرون فی بیوتکم
(آل عمران: ۴۹)

اور جو اپنے گھروں میں جمع کرکے رکھتے ہو۔

یہ عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ نظر کا قرآن کریم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کی تعداد اور ملک شام کا رقبہ بھی قارئین کے پیش نظر رہے۔

(۷) قرآن کریم میں ہے:۔

وکذلک نری ابراھم ملکوت السمٰوٰت والارض
(الانعام: ۷۵)

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔

پادری صاحب! عیسیٰ علیہ السلام کی نظر پورے بنی اسرائیل کو دیکھ لیتی تھی، اور ابراہیم علیہ السلام آسمانوں اور زمین کی ساری کائنات کو ---- بتائیے کون افضل ہے؟ ذرا جلدی بتائیے! قرآن کریم میں ہے:۔

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ (الفرقان:)

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر تاکہ تمام جہانوں کے لئے ڈر سنانے والا ہو۔

یعنی حضورؐ ساری کائنات کے نبی ہیں، اور اس "عالمین" کے زمرے میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی آگئے۔ جب ابراہیم علیہ السلام کے علوم اس درجہ ہیں تو نبی الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟

ارشادات باری تعالیٰ ملاحظہ ہوں:۔

انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ط
(المزمل: ۱۵)

اے دنیا والو! ہم نے تمہاری طرف ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر حاضر و ناظر ہے، جیسے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علیٰ ھؤلآء شھیدا ط
(النساء: ۴۱)

اس وقت کیا ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے، اور اے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لایا جائے گا۔

شاہد کو گواہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقع پر حاضر ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نظر بنی اسرائیل پر تھی لیکن حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی نگاہیں ساری کائنات، تمام امتوں اور ان کے افعال پر ہیں۔

یا ایھاالنبی انا ارسلنک
شاھدا و مبشرا و نذیرا
و داعیا الیٰ اللّٰہ باذنہ
و سراجًا منیرا ط
(الاحزاب : ۴۵،۴۶)

اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا سورج۔

بہ حیثیت رسول یہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں۔ جن میں پہلی صفت شاہد یعنی گواہ ہے۔

(۸) باری تعالیٰ نے فرمایا:۔

الرحمٰن۔ علم القرآن۔
خلق الانسان علمه البیان ط
(الرحمٰن : ۱تا۳)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسان کامل کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھایا۔

آیئے دیکھیں قرآن میں کیا کچھ ہے:۔

مافرطنا فی الکتٰب من شیئ ء
(الانعام : ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی

وکل شیئی احصینٰہ فی
امام مبین ط (یٰس : ۱۲)

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک روشن کتاب میں۔

و کل صغیر و کبیر مستطر ط
(القمر : ۵۳)

اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

و لا رطب ولا یابس الا
فی کتاب مبین ط
(الانعام : ۵۹)

اور نہیں ہے کوئی تر چیز اور نہ خشک چیز مگر وہ ایک روشن کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

ما کان حدیثًا یفترٰی
و لکن تصدیق الذی بین یدیه

یہ (قرآن) کوئی گھڑی ہوئی بات نہیں بلکہ یہ اپنے سے پہلے کلاموں کی تصدیق

و تفصیل کل شیئی ط
(یوسف : ۱۱۱)

کرتا ہے اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔

ثابت ہوا کہ قرآن میں ہر چھوٹی بڑی اور خشک و تر چیز کا ذکر اور اس کا تفصیلی بیان ہے۔ پس ثابت ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو دنیا کی ہر چیز کا تفصیلی علم ہے۔

و ما ھو علی الغیب بضنین ط
(التکویر : ۲۴)

اور یہ (نبی کریم) غیب بتانے میں بخیل نہیں

بخیل وہ ہوتا ہے، جس کے پاس مال ہو اور اس میں سے خرچ نہ کرے۔ معلوم ہو کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس غیب کے خزانے ہیں۔ اور آپؐ بخل نہیں کرتے بلکہ بعض باتیں دوسروں کو بتا بھی دیتے ہیں۔ اگر آپؐ کے پاس غیب کا علم نہ ہوتا تو پھر بخل نہ کرنے کا کیا مطلب؟

ذلک من انباء الغیب
نوحیه الیک ط
(آل عمران)

اے محبوب! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں بطور وحی (خفیہ طور پر) بتا رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ آپؐ کو بذریعہ وحی بھی غیبی علوم سے آگاہ فرمایا جاتا تھا۔

الم ترکیف فعل ربک
باصحٰب الفیل ط
(الفیل : ۱)

اے محبوب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کچھ کیا؟

الم ترکیف فعل ربک
بعاد ط

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے عاد قوم کے ساتھ کیا کیا؟

جس سرکارؐ کی نگاہیں قوم عاد اور ثمود کے حالات دیکھتی تھیں۔ ابراہہ ہاتھیوں والے کا حشر دیکھا، تمام امتوں کے تفصیلی حالات دیکھے۔ اس سرکارؐ کے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا کون مقابلہ کرسکتا ہے؟

وعلمک مالم تکن تعلم ط
و کان فضل اللّٰہ علیک
عظیمًا ط (النساء : ۱۱۳)

اور اے محبوب! ہم نے تمہیں سکھا دیا جو تم نہیں جانتے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

جائے غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر جو فضل و کرم

ہے۔ وہ عظیم ہے اور یہ ساری دنیا باوجود اتنی وسعت کے اپنی تمام متاع سمیت قلیل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ قل متاع الدنیا قلیل ط تم فرما دو کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے۔
(النساء : ۷۷)

اس قلیل دنیا کے افراد، فضل عظیم کا اندازہ کس طرح کرسکتے ہیں؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں میں سے چند احادیث بھی سردست بطور نمونہ پیش کروں:۔

ان اللّٰہ قدرفع لی الدنیا فانا انظر الیھا و الٰی ما ھو کائن فیھا الٰی یوم القیٰمۃ کانما انظر الٰی کفی ھٰذہ
(طبرانی ۔ مواہب لدنیہ۔ بیہقی، دارمی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کے پردے اٹھا دیئے، پس میں دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

ان اللّٰہ زوٰی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا
(مشکوۃ شریف)

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی ہے۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے۔

فتجلٰی لی کل شیئی و عرفت
(ترمذی شریف)

پس مجھ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے سب کو جان لیا۔

رائیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السموت و الارض
(ترمذی شریف)

شب معراج میں نے اپنے رب عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا۔ باری تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیاں رکھا۔ جس کی ٹھنڈک میں نے سینے میں محسوس کی، پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جان لیا۔

ماترک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من قائد فتنہ الٰی آن تنقضی الدنیا یبنغ من ثلث مائۃ فصاعدا قد سماہ لنا باسمہ و اسم ابیہ واسم قبیلہ
(ابو داؤد شریف)

دنیا کے ختم ہونے تک کوئی سرگردہ فتنہ پروازان ایسا نہیں ہوگا جس کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں نام نہ بتا دیا ہو، مع اس کے باپ اور قبیلہ کے نام کے ان فتنہ سامانوں کی تعداد تین سو سے کچھ زائد بنتی ہے۔

اناجیل میں مدنی آقا کی بشارتیں

(۱) "اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا۔ کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔" (یوحنا ۱۵-۱۶ر۱۴)

تبصرہ : ابد تک ساتھ رہنے والے تو ہمارے پیغمبر اعظم ہی ہیں۔ جو جان سے بھی زیادہ قرب ہیں "النبی اولی بالمومنین بانفسھم" ہمارے ایمانداروں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ ورنہ مسیح علیہ السلام تو کچھ عرصہ ٹھہر کر آسمان پر تشریف لے گئے، جو یقیناً ابد تک ساتھ رہنے والے نہیں ہیں۔

(۲) "میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں، تو تسلی دینے والا تمہارے لئے نہیں آئے گا۔" (یوحنا ۶ر۱۶)

تبصرہ : ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد کے لئے کتنے واضح الفاظ موجود ہیں۔

(۳) "لیکن جب وہ حق کا روح آئے گا تو تمہاری ساری سچائی سکھائے گا۔ کیوں کہ وہ آپ سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ وہ سنے گا۔ وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" (یوحنا ۱۳ر۱۶)

تبصرہ : قرآن پاک میں واضح طور پر موجود ہے کہ:۔

"و ما ینطق عن الھوٰی"

(۴) "اور میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس کا سوار کمان لئے ہوئے ہے۔ اسے ایک تاج دیا گیا اور فتح کرتا ہوا نکلا، تاکہ اور بھی کرے۔" (مکاشفہ ۲ر۶)

تبصرہ : نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی سواری بھی گھوڑا تھا۔ (کتاب سفر السعادت)

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عربی کمان کو ہاتھ میں رکھتے، بسا اوقات خطبہ کے وقت بھی کمان ہاتھ میں ہوتی۔ مسلمانوں کو تیر اندازی کا حکم فرماتے (ارمو افان اباکم کان رامیا) فتح مبین الٰہی حضور پر نور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے حاصل ہے، جس مقصد عظیم کے

لئے تشریف لائے اس کامل و مکمل فرما کر رحلت فرمائی۔

(۵) یوحنا ۱۹ تا ۲۶/۱ درس میں جو لفظ "وہ نبی" مندرج ہے۔ "وہ نبی" سے مراد بھی ہمارے سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ انجیل میں "وہ نبی" کہا ہم آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیتے ہیں۔

(۶) "میں ان کے لئے انہیں کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اور کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔" (استثناء ۱۷ تا ۱۹/۱۸)

(۷) "دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ درست کرے گا اور خداوند جس کے تم طالب ہو ناگہاں اپنی ہیکل میں آموجود ہوگا۔ ہاں عہد کا رسول جس کے تم آرزو مند ہو آئیگا۔ رب الافواج فرماتا ہے اس پر اس کا آنے کی دن کی کس میں تاب ہے۔" (ملاکی نمبر۳)

تبصرہ : گویا احکم الحاکین فرماتا ہے میں اپنے پیارے محبوب کی روانگی سے پہلے اپنے رسول خاص اور بندہ کامل انسان اکمل عیسیٰ بن مریمؑ کو بھیجوں گا۔ جو میرے پیارے حبیبؐ کی آمد کی بشارت سنائیگا۔ اے کائنات! جس رسول آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار ہے وہ اچانک جلوہ گر ہوں گے۔ ہمارے آقا و مولیٰ ہی عہد کے رسول ہیں۔ جیسے "واذا اخذاللّٰہ میثاق النبیین" سے ظاہر ہے، چنانچہ ان کی آمد کی باطل تاب نہ لاسکا۔ بت اوندھے گر گئے۔ کسرے کے محلات کے کنگرے گرے، آتش کدہ فارس بجھ گیا۔ شیطان جکڑ دیا گیا۔ جابروں کے دل تھرا گئے۔

(۸) "محبت کبھی جاتی نہیں رہتی، نبوتیں موقوف ہوں گی۔ زبانیں بند ہو جائیں گی اور علم مٹ جائے گا۔ کیوں کہ ہمارا علم ناقص اور ہماری نبوت ناتمام مگر جب وہ جو کامل ہے آئیگا تو وہ جو ناتمام ہے جاتا رہے گا۔" (اقرنتیوں ۸/۱۳)

تبصرہ : مسیح کے بعد آنے والے نبوت تام والے، کامل علم والے، سیدالانبیاء ہی ہیں۔

(۹) "وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔" (استثناء ۲/۳۳)

تبصرہ : فاران مکہ کا نام ہے اور مکہ مکرمہ ہی مولد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ بائیبل میں جس قدر پہلے انبیاءؑ کی کتابیں موجود ہیں۔ ان میں مکہ کا نام فاران ہے۔ کیوں کہ اس جگہ فاران بن عوف بن حمیر نے اپنا قبضہ کیا تھا۔ توراۃ کی کتاب پیدائش ۲۱/۲۱ میں سیدنا اسماعیل

علیہ السلام کے متعلق موجود ہے:۔

"وہ فاران کے بیابان میں رہتا ہے۔"

(۱۰) "سلع کے بسنے والے گیت گائیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں۔"

تبصرہ : مدینہ کا نام انبیاءؑ کی کتب میں "سلع" ہے۔ مورخ طبری کے بیان سے ثابت ہے کہ جنگ خندق میں مسلمانوں نے جس جگہ خندق کھودی وہاں ایک ٹیلہ ہے جس کا نام اہل مدینہ کی زبان میں "سلع" ہے۔

(۱۱) "اور اس کی پوشاک اور ران پر نام لکھا ہوا ہے۔ بادشاہوں کا بادشاہ، خداوندوں کا خداوند۔" (مکاشفہ ۱۶/۱۸)

تبصرہ : چونکہ حضور پر نور علیہ الصلوۃ والسلام ہی نبیوں کے نبی اور شہنشاہوں کے شہنشاہ ہیں، لہٰذا یہ بشارت بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ہی ہے۔

(۱۲) "اور قدوس کوہ فاران "سلاہ" سے اس کا جمال آسمان پر چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوگئی، اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند ہوگی۔" تبصرہ : کوہ فاران (فاران پہاڑ) پر جلوہ گر ہوا۔ پیارے حبیبؐ کی آمد پر آسمان تو کیا؟ کائنات کے ذرہ ذرہ پر جمال آگیا۔ زمین و آسمان حمد سے معمور ہوگئے، حتیٰ کہ آسمان والوں نے احمدؐ کہا اور زمین والوں نے محمدؐ کہا۔

مناظرہ : وکیل یوسف جوزف نامی تھا اسی کے چیمبر میں کسی دوست کے ہمراہ جانے کا اتفاق ہوا باتوں ہی باتوں میں بات بن گئی دو چار مرتبہ وہ میرے پاس شاہدرہ میں بھی آیا نہایت ادب و احترام سے بات جاری رہی۔ اس نے عیسائی کتب بھی مجھے مطالعہ کیلئے دیں ایک دن دو ساتھیوں سمیت آیا اور علمی انداز میں مناظرانہ رنگ بنا کر کہنے لگا۔ آر، یا، پار۔ فیصلہ یہ دونوں کریں گے چار گھنٹے کی بحث کے بعد میں نے پوچھا کہ انجیل برناباس میں یہ عبارتیں ہیں۔ اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ مثلاً

(۱) "مگر بعد تمام نبیوں اور قدوسیوں کا سرتاج آئے گا اور تمام پردے کی باتوں کو جو نبیوں نے کیں۔ واضح کرے گا کیونکہ وہ خدا کا رسول ہے۔"

حوالہ: انجیل باب خدا کے خادموں کا ابتلاء

(۲) "مبارک ہو خدا کا پاک نام جس نے تمام قدوسوں اور نبیوں کے سرتاج کو تمام مخلوق سے پہلے پیدا فرمایا تاکہ اسے دنیا کی نجات کیلئے بھیجے۔"

حوالہ: انجیل باب یسوع کا پہلا وعظ

(۳) "اس پہ آدم نے گھوم کر پھاٹک پر لکھا۔ خدا ایک ہے اور محمد اس کا رسول ہے۔"

حوالہ: انجیل باب آدم کو بہشت سے نکالا جانا

"آدم نے خدا کی منت کی کہ خداوند یہ تحریر میرے ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخنوں پہ درج فرما دے۔ تب خدا نے پہلے انسان کو انگوٹھوں پر یہ تحریر درج کردی۔ دائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا۔ خدا ایک ہی ہے اور بائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا محمد خدا کا رسول ہے۔ تب پہلے انسان نے پدرانہ شفقت سے یہ الفاظ چومے اور اپنی آنکھیں ملیں اور کہا مبارک ہو وہ دن جب تو دنیا میں آئے۔"

حوالہ: انجیل باب آدم کا زوال

"تب اندریاس نے کہا۔ استاد ہمیں کوئی نشانی بتا کہ ہم اسے جان لیں۔ یسوع نے جواب دیا وہ تمہارے وقت میں نہ آئے گا بلکہ تمہارے چند سال بعد آئے گا جب میری انجیل کالعدم کردی جائے گی۔ یہاں تک کہ بمشکل تیس ایماندار رہ جائیں گے۔ اس وقت خدا دنیا پہ رحم فرمائے گا۔ سو وہ رسول بھیجے گا جس کے سر کے اوپر ایک سفید بادل چھایا رہے گا۔ جس سے وہ خدا کا برگزیدہ جان لیا جائے گا۔"

"میں تم کو سچ کہتا ہوں کہا اس کے بچپن میں چاند اس کو لوریاں دے کر سلایا کرے گا اور جب وہ بڑا ہوگا تو چاند کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے گا۔"

حوالہ: انجیل فصل نمبر۷۲

جب مندرجہ بالا عبارتیں پڑھی سنیں دیکھیں تو دم بخود رہ گیا اور کہنے لگا حضرت جی۔ یہ آپ مجھے کیا بتا رہے ہیں کیونکہ برناباس تو نہایت ہی قابل احترام صحابی یسوع ہیں ان کا تعارف انجیل یوحنا میں کتاب اعمال باب آیت ۲۲تا۳۹، باب ۱۲ آیت ۲۵، باب ۱۳ آیت ۱،۲،۷ موجود ہے۔ حضرت برناباس کی تصدیق و سچائی پہ دیگر اناجیل بھری ہوئی ہیں آپ نے تو مجھے اندھیرے سے نکال کر روشنی عطا کی ہے۔ وکیل صاحب مسلمان ہوگئے۔ ان کی کوشش سے ایک سو اسی افراد مسلمان ہوئے اور اکثر نو مسلموں نے بیعت بھی کرلی۔

حضرت لوط علیہ السلام کی شان میں گستاخی

اور یوں ہوا کہ جب خدا نے اس ترائی کے شہروں کو نیست کیا تو خدا نے ابراہام کو یاد کیا اور ان شہروں کو جہاں لوط رہتا تھا غارت کرتے وقت لوط کو اس بلا سے بچالیا اور لوط ضغر سے نکل

کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ ضغر میں بستے ڈر لگا اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے' آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں' سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی' آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو تاکہ ہم اپنے باپ کی نسل باقی رکھیں۔ سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی اور اس سے ہم آغوش ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام موآب رکھا وہی موآبیوں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام بن عمی رکھا وہی بنی عمون کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں۔

(پیدائش باب ۱۹۔۲۹ تا ۳۸)

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی شان میں گستاخی

"اور اس ملک میں کال پڑا اور ابراہام مصر کو گیا کہ وہاں ٹکا رہے کیونکہ ملک میں سخت کال تھا اور ایسا ہوا کہ جب وہ مصر میں داخل ہونے کو تھا تو اس نے اپنی بیوی ساری سے کہا کہ دیکھ میں جانتا ہوں کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے اور یوں ہوگا کہ مصری تجھے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ اس کی بیوی ہے۔ سو وہ مجھے تو مار ڈالیں گے مگر تجھے زندہ رکھ لیں گے' سو تو یہ کہہ دینا کہ میں اس کی بہن ہوں تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو اور میری جان تیری بدولت بچی رہی ہے اور یوں ہوا کہ جب ابراہام مصر میں آیا تو مصریوں نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت ہے اور فرعون کے امراء نے اسے دیکھ کر فرعون کے حضور میں اس کی تعریف کی اور وہ عورت فرعون کے گھر میں پہنچائی گئی او اس نے اس کی خاطر ابرام پر احسان کیا اور بھیڑ بکریاں اور گائے بیل اور گدھے اور غلام اور لونڈیاں اور گدھیاں اور اونٹ اس کے پاس ہوگئے پر خداوند نے فرعون اور اسکے خاندان پر ابرام کی بیوی ساری کے سبب سے بڑی بڑی بلائیں نازل کیں۔ تب فرعون نے ابرام کو بلا کر اس سے کہا! تو نے مجھ سے کیا کیا؟ تو نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ یہ تیری بیوی ہے؟ تو نے یہ کیوں کہا؟ کہ وہ میری بہن ہے؟ اس لیے میں نے اسے لیا کہ وہ میری بیوی

بنے سو دیکھ تیری بیوی حاضر ہے اس کو لے اور چلا جا اور فرعون نے اسکے حق میں اپنے آدمیوں کو ہدایت کی اور انہوں نے اسے اور اس کی بیوی کو اس کے سب مال کے ساتھ روانہ کردیا۔"

(پیدائش ۱۲-۱۰ تا ۲۰)

حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے امنون پر بہن کیساتھ دست درازی کا الزام

اور اس کے بعد ایسا ہوا کہ داؤد کے بیٹے ابی سلوم کی ایک خوب صورت بہن تھی جسکا نام تمر تھا اس پر داؤد کا بیٹا امنون عاشق ہوگیا اور امنون ایسا کڑھنے لگا کہ وہ اپنی بہن تمر کے سبب سے بیمار پڑگیا کیونکہ وہ کنواری تھی۔ سو امنون کو اس کے ساتھ کچھ کرنا دشوار معلوم ہوا اور داؤد کے بھائی سمعہ کا بیٹا یوندب امنون کا دوست تھا اور یوندب بڑا چالاک آدمی تھا سو اس نے اس کہا اے بادشاہ زادے! تو کیوں دن بدن دبلا ہوتا جاتا ہے؟ کیا تو مجھے نہیں بتائے گا؟ تب انہوں نے اس سے کہا کہ میں اپنے بھائی ابی سلوم کی بہن تمر پر عاشق ہوں۔ یوندب نے اس سے کہا تو اپنے بستر پر لیٹ جا اور بیماری کا بہانہ کرے اور جب تیرا باپ تجھے دیکھنے آئے تو تو اس سے کہنا میری بہن تمر کو ذرا آنے دے کہ وہ مجھے کھانا دے اور میرے سامنے کھانے پکائے تاکہ میں دیکھوں اور اس کے ہاتھ سے کھاؤں۔ سو امنون پڑگیا اور اس نے بیماری کا بہانہ کرلیا اور جب بادشاہ اس کو دیکھنے آیا تو انہوں نے بادشاہ سے کہا' میری بہن تمر کو ذرا آنے دے کہ وہ میرے سامنے دو پوریاں بنائے تاکہ میں اس کے ہاتھ سے کھاؤں۔ سو داؤد نے تمر کے گھر کہلا بھیجا کہ تو ابھی امنون کے گھر جا اور اس کے لئے کھانا پکا سو تمر اپنے بھائی امنون کے گھر گئی اور وہ بستر پر پڑا ہوا تھا اور اس نے آٹا لیا اور گوندھا اور اس کے سامنے پوریاں بنائیں اور ان کو پکایا اور توے کو لیا اور اس کے سامنے ان کو انڈیل دیا پر اس نے کھانے سے انکار کر دیا تب امنون نے کہا کہ سب آدمیوں کو میرے پاس سے باہر کر دو سو ہر ایک آدمی اس کے پاس سے چلا گیا تب امنون نے تم سے کہا کہ کھانا کوٹھڑی کا اندر لے آ تاکہ میں تیرے ہاتھ سے کھاؤں سو تمر وہ پوریاں جو اس ۔ نے پکائی تھیں اٹھا کر ان کو کوٹھڑی میں اپنے بھائی امنون کے پاس لائی اور جب وہ ان کو اس کے نزدیک لے گئی کہ وہ کھائے تو اس نے اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا اے میری بہن مجھ سے وصل کر' اس نے کہا نہیں' میرے بھائی میرے ساتھ جبر نہ کر کیونکہ اسرائیلیوں میں کوئی ایسا کام نہیں ہونا چاہیے تو ایسی حماقت نہ کر اور بھلا میں اپنی رسوائی کہاں لئے پھروں گی اور تو بھی اسرائیلیوں میں احمقوں میں سے ایک کی مانند

ٹھہرے گا سو تو بادشاہ سے عرض کر کیونکہ وہ مجھ کو تجھ سے روک نہیں رکھے گا۔ لیکن اس نے اس کی بات نہ مانی اور چونکہ وہ اس سے زور آور تھا اس لئے اس نے اس کے ساتھ جبر کیا اور اس سے صحبت کی۔

(سموئیل باب ۱۳-۱ تا ۱۴)

حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں گستاخی

(۱) اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی' تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا' وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوچکی تھی) پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہوگئی سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔

(سموئیل ۱۱-۲ تا ۶)

(۲) داؤد علیہ السلام سے عملی انتقام : تب ابی سلوم نے اخیتفل سے کہا تم صلاح دو کہ ہم کیا کریں۔ سو اخیتفل نے ابی سلوم سے کہا کہ اپنے باپ کی حرموں کے پاس جا جن کو وہ گھر کی نگہبانی کو چھوڑ گیا ہے۔ اس لئے کہ جب سب اسرائیل سنیں گے کہ تیرے باپ کو تجھ سے نفرت ہے تو ان سب کے ہاتھ جو تیرے ساتھ ہیں قوی ہو جائیں گے۔ سو انہوں نے محل کی چھت پر ابی سلوم کے لئے ایک تنبو کھڑا کردیا اور ابی سلوم سب بنی اسرائیل کے سامنے اپنے باپ کی حرموں کے حرموں کے پاس گیا۔

(سموئیل باب ۱۷-۲۰ تا ۲۲)

(۳) تب ناتن نے داؤد سے کہا کہ وہ شخص تو ہی ہے خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میں نے تجھے مسح کرکے اسرائیل کا بادشاہ بنایا اور میں نے تجھے ساؤل کے ہاتھ سے چھڑایا اور میں نے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی بیویاں تیری گود میں کردیں اور اسرائیل اور یہوداہ کا گھر تجھ کو دیا اور اگر یہ سب کچھ تھوڑا تھا تو میں تجھ کو اور چیزیں بھی دیتا' سو تو نے کیوں خداوند کی بات کی تحقیر کرکے اس کے حضور بدی کی؟ تو نے حتی اوریاہ کو تلوار سے مارا اور اس کی بیوی لے لی تاکہ وہ تیری بیوی بنے اور اس کی بنی عمون کی تلوار سے قتل کروایا۔ سو اب تیرے گھر سے تلوار کبھی الگ نہ ہوگی کیونکہ تو نے مجھے حقیر جانا اور حتی اوریاہ کی بیوی لے لی تاکہ وہ تیری بیوی

ہو' سو خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں شر کو تیرے ہی گھر سے تیرے خلاف اٹھاؤں گا اور میں تیری بیویوں کو لے کر تیری آنکھوں کے سامنے تیرے ہمسایہ کو دوں گا اور وہ دن دہاڑے تیری بیویوں سے صحبت کرے گا کیونکہ تو نے چھپ کر یہ کیا' پر میں سارے اسرائیل کے روبرو دن دہاڑے یہ کروں گا۔

(سموئیل باب ۱۲-۷ تا ۱۲)

(۴) اور جب اوریاہ کی بیوی نے سنا کہ اس کا شوہر اوریاہ مرگیا تو وہ اپنے شوہر کیلئے ماتم کرنے لگی اور جب سوگ کے دن گذر گئے تو داؤد نے اسے بلوا کر اس کو اپنے محل میں رکھ لیا اور وہ اس کی بیوی ہوگئی اور اس سے اس کے لڑکا ہوا پر اس کام سے جسے داؤد نے کیا تھا خداوند ناراض ہوا۔

(سموئیل ۱۱-۲۶'۲۷)

(۵) اور خدا نے اس لڑکے کو جو اوریاہ کی بیوی کے داؤد سے پیدا ہوا تھا مارا۔ اور ساتویں دن وہ لڑکا مرگیا۔

(سموئیل باب ۲' ۱۲-۱۵ تا ۱۸)

یسعیاہ نبی کی شان میں گستاخی

جس سال سرجون شاہ اسور نے ترتان کو اشدود کی طرف بھیجا اور اس نے آکر اشدود سے لڑائی کی اور اسے فتح کرلیا۔ اس وقت خداوند نے یسعیاہ بن آموص کی معرفت یوں فرمایا کہ جا اور ٹاٹ کا لباس اپنی کمر سے کھول ڈال اور اپنے پاؤں سے جوتے اتار۔ سو اس نے ایسا ہی کیا وہ برہنہ اور ننگے پاؤں پھرا کرتا تھا۔ تب خداوند نے فرمایا جس طرح میرا بندہ یسعیاہ تین برس تک برہنہ اور ننگے پاؤں پھرا کیا تاکہ مصریوں اور کوشیوں کے بارے میں نشان اور اچنبھا ہو' اسی طرح شاہ اسور نے مصری اسیروں اور کوشی جلا وطنوں کو کیا بوڑھے کیا جوان برہنہ اور ننگے پاؤں اور بے پردہ سرینوں کے ساتھ مصریوں کی رسوائی کے لئے لے جائے گا۔ تب وہ ہراساں ہوں گے اور کوش سے جو ان کی امید گاہ تھی اور مصر سے جو ان کا فخر شرمندہ ہوں گے اور اس وقت اس ساحل کے باشندے کہیں گے دیکھو ہماری امید گاہ کا یہ حال ہوا جس میں ہم مدد کیلئے بھاگے تاکہ اسور کے بادشاہ سے بچ جائیں پس ہم کس طرح رہائی پائیں۔

(یسعیاہ باب ۲۰-۱ تا ۶)

شریعت کو لعنت اور حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی قرار دینا (العیاذ باللہ)

اے نادان گلیتو! کس نے تم پر افسون کردیا۔ تمہاری تو گویا آنکھوں کے سامنے یسوع مسیح صلیب پر دکھایا گیا میں تم سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے شریعت کے اعمال سے روح کو پایا یا ایمان کے پیغام سے کیا تم ایسے نادان ہو کہ روح کے طور پر شروع کرکے اب جسم کے طور پر کام پورا کرنا چاہتے ہو کیا تم نے اتنی تکلیفیں بے فائدہ اٹھائیں مگر شاید بے فائدہ نہیں پس جو تمہیں روح بخشتا ہے اور تمہیں معجزے ظاہر کرتا ہے کیا وہ شریعت کا اعمال سے ایسا کرتا ہے ؟ یا ایمان کے پیغام سے چنانچہ ابراھام خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے لئے راست بازی گنا گیا پس جان لو جو ایمان والے ہیں وہی ابراھام کے فرزند ہیں اور کتاب مقدس میں پیشتر سے یہ جان کر کہ خدا غیر قوموں کو ایمان سے راستباز ٹھہرائے گا۔ پہلے ہی سے ابراھام کو یہ خوشخبری سنا دی کہ تیرے باعث سب قومیں برکت پائیں گی۔ پس جو ایمان والے ہیں وہ ایماندار ابراھام کے ساتھ برکت پاتے ہیں کیونکہ جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں چناچہ لکھا ہے کہ جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر قائم نہیں رہتا جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں وہ لعنتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ شریعت کے وسیلہ سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راستباز نہیں ٹھہرتا کیونکہ لکھاہے کہ راستباز ایمان سے جیتا رہے گا اور شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں۔

بلکہ لکھا ہے کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ ان کے سبب سے جیتا رہے گا۔ مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے تاکہ یسوع مسیح میں ابراھام کی برکت غیر قوموں تک پہنچے اور ہم ایمان کے وسیلہ سے اس روح کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہوا ہے۔

(گلیتوں باب ۳-۱ تا ۱۴)

انبیاءؑ سابقین کی توہین کا الزام

پس یسوع نے ان سے پھر کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے' سب چور اور ڈاکو ہیں مگر بھیڑوں نے ان کی ایک نہ سنی دروازہ میں ہوں اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائیگا۔

(یوحنا باب ۱۰-۷ تا ۹)

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف ماں کی بے ادبی کی نسبت

(۱) پھر تیسرے دن قانای گلیل میں ایک شادی ہوئی اور یسوع کی ماں تھی اور یسوع اور اس کے شاگردوں کی بھی اس شادی میں دعوت تھی اور جب مے ہو چکی تو یسوع کی ماں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس مے نہیں رہی یسوع نے اس سے کہا اے عورت! مجھے تجھ سے کیا کام ہے ؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا۔ اس کی ماں نے خادموں سے کہا جو کچھ یہ تم سے کہے وہ کرو۔ وہاں یہودیوں کی طہارت کے دستور کے موافق پتھر کے چھ مٹکے رکھے تھے اور ان میں دو دو تین من کی گنجائش تھی، یسوع نے ان سے کہا مٹکوں میں پانی بھر دو۔ پس انہوں نے ان کو لبالب بھر دیا۔ پھر اس نے ان سے کہا اب نکال کر میر مجلس کے پاس لے جاؤ۔ پس وہ لے گئے۔ جب میر مجلس نے وہ پانی چکھا جو مے بن گیا تھا اور جانتا نہ تھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے (مگر خادم جنہوں نے پانی بھرا تھا جانتے تھے) تو میر مجلس نے دلہا کو بلا کر اس سے کہا، ہر شخص پہلے اچھی مے پیش کرتا ہے اور ناقص اس وقت جب پی کر چھک گئے مگر تو نے اچھی مے اب تک رکھ چھوڑی ہے۔ یہ پہلا معجزہ یسوع نے قانای گلیل میں دکھا کر اپنا جلال ظاہر کیا اور اس کے شاگرد اس پر ایمان لائے۔

(یوحنا باب ۲-۱ تا ۱۱)

(۲) پھر اس کی ماں اور اس کے بھائی اس کے پاس آئے مگر بھیڑ کے سبب سے اس تک پہنچ نہ سکے اور اسے خبر دی گئی کہ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب میں ان سے کہا کہ میری ماں اور میرے بھائی تو یہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے۔

(لوقا باب ۸-۱۹ تا ۲۱)

پہلی عبارت سے حضرت مسیح کا حضرت مریم کے والدہ ہونے سے بھی انکار لازم آتا ہے اور اس سے بڑھ کر ماں کی بے ادبی کیا ہو سکتی ہے؟ نیز جو علت بیان کی گئی ہے کہ میری ماں اور میرے بھائی تو یہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک انکی والدہ اور بھائی کلام خداوند نہ سنا کرتے تھے۔ اور نہ ہی اس پر ایمان لاتے اور نہ عمل پیرا ہوتے تھے لہٰذا ماں سے صرف مادری نسبت ہی ختم نہ کی بلکہ ان کو اسلام و ایمان سے بھی عاری اور خالی ثابت کر دیں۔

دوسری عبارت میں حضرت مسیح کا یہ جملہ اے عورت! مجھے تجھ سے کیا کام؟ کس قدر بے پرواہی اور بے اعتنائی کی دلیل ہے جبکہ جو ان کا مطالبہ تھا وہ پھر پورا بھی کردیا تو پہلے اس قدر جوش

و خروش دکھانا محض ماںتا کے حقوق و آداب کو پامال کرنا ہی ہے؟ اور رعونت و تکبر جو عام بااخلاق انسان کو بھی زیبا نہیں چہ جائیکہ معلم انسانیت اور مربی خلائق اور راہبر قوم اور عظیم رسول کو جبکہ بائیبل کی رو سے ماں باپ کی تحقیر کرنیوالا ملعون ہے استثناء ۲۷-۱۶ پر مرقوم ہے۔ "لعنت اس پر جو اپنے باپ یا ماں کو حقیر جانے۔" گویا مصنف بائیبل نے یہ الزام عائد کرکے حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنت کا مستحق بنا ڈالا (العیاذ باللہ) ۔ جبکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محض رضاعی ماں جو ابھی حلقہ اسلام میں بھی داخل نہیں ہوئی تھی اس کے نیچے بھی چادریں بچھاتے نظر آتے ہیں اور اس کے سامنے بھی پست آواز کے ساتھ کلام کرتے ہوئے اور دوسروں کو بھی تعلیم دیتے دکھائی دیتے ہیں "لا تقل لهما اف ولا تنهر هما و قل لهما قولا کریما۔" "نہ ماں باپ کو اف کہو نہ ان کو زجر و توبیخ کرو اور ان کے ساتھ نرم انداز میں گفتگو کرو۔" بلکہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کا اعلان بھی کلام مجید نے نقل کیا ہے: "و برا بوالدتی و لم یجعلنی جبار اشقیا۔" "مجھے اللہ تعالیٰ نے ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا بنایا ہے اور جابر و سرکش اور مدبر و بدبخت نہیں بنایا۔" اور اسلام اور اہل اسلام اسی حقیقت کے معترف ہیں کہ انہوں نے کبھی بھی والدہ صاحبہ کی عزت میں بے ادبی نہیں کی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان میں گستاخی

اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی موآبی۔ عمونی۔ ادومی۔ صیدانی اور حتی عورتوں سے محبت کرنے لگا۔ یہ ان قوموں کی تھیں جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم ان کے بیچ نہ جانا اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کیطرف مائل کرلیں گی۔ سلیمان ان ہی کے عشق کا دم بھرنے لگا اور اس کے پاس سات سو شاہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمین تھیں اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا۔ کیونکہ جب سلیمان بڈھا ہوگیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا اس کے باپ داؤد کا دل تھا۔ کیونکہ سلیمان صیدانیوں کی دیوی مستورات اور عمونیوں کے نفرتی ملکوم کی پیروی کرنے لگا اور سلیمان نے خداوند کے آگے بدی کی اور اس نے خداوند کی پوری پیروی نہ کی جیسی اس کے باپ داؤد نے کی تھی۔ پھر سلیمان نے موآبیوں کے نفرتی کموس کے لئے اس پہاڑ پر جو یروشلم کے سامنے ہے اور بنی عمون کے نفرتی مولک کیلئے بلند مقام بنا دیا۔ اس نے ایسا ہی اپنی سب اجنبی بیویوں کی خاطر کیا جو اپنے دیوتاؤں کے حضور بخور جلاتی اور قربانی گذرانتی تھیں۔ اور

خداوند سلیمان سے ناراض ہو کیونکہ اس کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے پھر گیا تھا۔ جس نے اسے دوبارہ دکھائی دے کر اس کو اس بات کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے پر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا حکم خداوند نے دیا تھا اس سبب سے خداوند نے سلیمان کو کہا چونکہ تجھ سے یہ فعل ہوا اور تو نے میرے عہد اور میرے آئین کو جن کا میں نے تجھے حکم دیا نہیں مانا۔ اس لئے میں سلطنت کو ضرور تجھ سے چھین کر تیرے خادم کو دوں گا تو بھی تیرے باپ داؤد کی خاطر میں تیرے ایام میں یہ نہیں کروں گا بلکہ اسے تیرے بیٹے کے ہاتھ سے چھینوں گا۔ پھر بھی میں ساری سلطنت کو نہیں چھین لوں گا بلکہ اپنے بندہ داؤد کی خاطر اور یروشلم کی خاطر جسے میں نے چن لیا ہے ایک قبیلہ تیرے بیٹے کو دوں گا۔

(ا۔ سلاطین باب ۱۱۔ ۱۱ تا ۱۳)

یہودا ابن یعقوب علیہ السلام پر بہتان اور نسب مسیح علیہ السلام پر اعتراض

تب یہودا نے اپنی بہو تمر سے کہا کہ میرے بیٹے سیلہ کے بالغ ہونے تک تو اپنے باپ کے گھر بیوہ بیٹھی رہ کیونکہ اس نے سوچا کہ کہیں یہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح ہلاک نہ ہو جائے سو تمر اپنے باپ کے گھر میں جا کر رہنے لگی اور ایک عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ سوع کی بیٹی جو یہودا کی بیوی تھی مر گئی اور جب یہودا کو اس کا غم بھولا تو وہ اپنے عدلامی دوست حیرہ کے ساتھ اپنی بھیڑوں کی پشم کے کترنے والوں کے پاس تمنت کو گیا اور تمر کو یہ خبر ملی کہ تیرا خسر اپنی بھیڑون کی پشم کترنے کیلئے تمنت کو جارہا ہے تب اس نے اپنے رنڈاپے کے کپڑوں کو اتار پھینکا اور برقعہ اوڑھا اور اپنے کو ڈھانکا اور عینیم کے پھاٹک کے برابر جو تمنت کی راہ پر ہے جا بیٹھی کیونکہ اس نے دیکھا کہ سیلہ بالغ ہو گیا مگر یہ اس سے بیاہی نہیں گئی۔ یہودا اسے دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کسبی ہے کیونکہ اس نے اپنا منہ ڈھانپ رکھا تھا۔ سو وہ راستہ سے اس کی طرف مڑا اور اس سے کہنے لگا ذرا مجھے اپنے ساتھ مباشرت کرلینے دے کیونکہ اسے بالکل معلوم نہیں تھا کہ وہ اس کی بہو ہے۔ اس نے کہا تو مجھے کیا دے گا تاکہ میرے ساتھ مباشرت کرے۔ اس نے کہا میں ریوڑ میں سے بکری کا ایک بچہ تجھے دوں گا۔ اس نے کہا اس کے بھیجنے تک تو میرے پاس کچھ رہن کردے گا۔ اس نے کہا میں تجھے رہن کیا دوں۔ اس نے کہا اپنی مہر، اپنا بازو بند اور اپنی لاٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے۔ اس نے یہ چیزیں اسے دیں اور اس کے ساتھ مباشرت کی اور وہ اس سے حاملہ ہوگئی،

پھر وہ اٹھ کر چلی گئی اور برقعہ اتار کر رنڈاپے کا جوڑا پہن لیا اور یہودا نے اپنے عدلامی دوست کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا تاکہ اس عورت کے پاس سے اپنا رہن واپس منگائے، پر عورت اسے نہ ملی۔ تب اس نے اس جگہ کے لوگوں سے پوچھا کہ وہ کسبی جو عینیم میں راستہ کے برابر بیٹھی تھی کہاں ہے۔ انہوں نے کہا یہاں کوئی کسبی نہ تھی۔ تب اس نے یہودا کے پاس لوٹ کر اسے بتایا کہ وہ مجھے نہیں ملی اور وہاں کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ وہاں کوئی کسبی نہیں تھی۔ یہودا نے کہا خیر اس رہن کو وہی رکھے ہم تو بدنام نہ ہوں میں نے تو بکری کا بچہ بھیجا پر وہ تجھے نہ ملی اور قریباً تین مہینے کے بعد یہودا کو یہ خبر ملی کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا اور اسے چھ مہینے کا حمل بھی ہے۔ یہودا نے کہا اسے باہر نکال لاؤ کہ وہ جلائی جائے جب اسے باہر نکالا تو اس نے اپنے خسر کو کہلا بھیجا میرے اس شخص کا حمل ہے جس کی یہ چیزیں ہیں سو تو پہچان تو سہی کہ یہ مہر اور بازو بند اور لاٹھی کس کی ہے تب یہودا نے آواز کیا اور کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ صادق ہے کیونکہ میں نے اسے اپنے بیٹے سیلہ سے نہیں بیاہا اور وہ پھر کبھی اس کے پاس نہ گیا اور اس کے وضع حمل کے وقت معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں توام ہیں اور جب وہ جننے لگی تو ایک بچے کا ہاتھ باہر آیا اور دائی نے پکڑ کر اس کے ہاتھ میں لال ڈورا باندھ دیا اور کہنے لگیا کہ یہ پہلے پیدا ہوا اور یوں ہوا کہ اس نے اپنا ہاتھ پھر کھینچ لیا اتنے میں اس کا بھائی پیدا ہوگیا، تب وہ دائی بول اٹھی تو کیسے زبردستی نکل پڑا سو اس کا نام فارص، رکھا گیا پھر اس کا بھائی جس کے ہاتھ میں لال ڈورا باندھا تھا پیدا ہوا اور اس کا نام زارح رکھا گیا۔

(پیدائش باب ۳۸۔ ۱۱ تا ۳۰)

حضرت مسیح علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ سے شکایت کا الزام

اور دوپہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما شبقتنی؟ یعنی اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

(متی باب ۲۷۔ ۴۵،۴۶ مرقس باب ۱۵۔ ۳۳،۳۴)

نبیؑ کی طرف جھوٹ اور فریب کاری کی نسبت

اور بیت ایل میں ایک بڈھا نبی رہتا تھا سو اس کے بیٹوں میں سے ایک نے آکر وہ سب کام (معجزات و خرق عادات) جو اس مرد خدا نے اس روز بیت ایل میں کیئے اسے بتائے اور جو باتیں

اس نے بادشاہ سے کہی تھیں ان کو بھی اپنے باپ سے بیان کیا اور ان کے باپ نے ان سے کہا وہ کس راہ سے گیا۔ اس کے بیٹوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ مرد خدا جو یہوداہ سے آیا تھا کس راہ سے گیا ہے سو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے لیئے گدھے پر زین کسو پس انہوں نے اس کے لئے گدھے پر زین کس دیا اور وہ اس پر سوار ہوا۔ اور اس مرد خدا کے پیچھے چلا اور اسے بلوط کے ایک درخت کے نیچے بیٹھے پایا۔ تب اس سے کہا کیا تو وہی مرد خدا ہے جو یہوداہ سے آیا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ تب اس نے اس سے کہا! میرے ساتھ اس جگہ نہ روٹی کھاؤں نہ پانی پیوں کیونکہ خداوند کا مجھے یہی حکم ہے کہ تو وہاں نہ روٹی کھانا نہ پانی پینا اور نہ اس راستہ سے ہو کر واپس لوٹنا جس سے تو جائے۔ تب اسنے اس سے کہا! میں بھی تیری طرح نبی ہوں اور خداوند کے حکم سے ایک فرشتہ نے مجھ سے کہا کہ اسے اپنے ساتھ اپنے گھر میں لوٹا کرلے آ تاکہ وہ روٹی کھائے اور پانی پیئے لیکن اس نے اس سے جھوٹ کہا۔

سو وہ اس کے ساتھ لوٹ گیا اور اس کے گھر میں روٹی کھائی اور پانی پیا جن وہ دستر خوان پر بیٹھے تھے تو خداوند کا کلام اس نبی پر جو اسے لوٹا لایا تھا نازل ہوا اور اس نے اس مرد خدا سے جو یہوداہ سے آیا تھا چلا کر کہا! خداوند یوں فرماتا ہے۔ اس لئے کہ تو نے خداوند کے کلام سے نافرمانی کی اور اس حکم کو نہیں مانا جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دیا تھا اور تو نے اسی جگہ جس کی بابت خداوند نے تجھے فرمایا کہ نہ روٹی کھانا اور نہ پانی پینا' روٹی بھی کھائی اور پانی بھی پیا۔ سو تیری لاش تیرے باپ دادا کی قبر تک نہیں پہنچے گی۔

(سلاطین ا باب ۱۳۔۱۱ تا ۲۲)

عیسائی ہی اسلام کا دشمن اعظم ہے

زندہ مثال : روزنامہ خبریں (1995-02-02)

یہودیوں اور عیسائیوں کی مشترکہ سازش : خفیہ اسلامی یونیورسٹی کا قیام

برطانیہ کے جنگل میں قائم درسگاہ میں جانے کے لیے حکومت سے باقاعدہ اجازت نامہ لینا ضروری ہے

یہودی اور عیسائی نوجوانوں کو فقہ' تفسیر' حدیث اور قرآن کی مکمل تعلیم سے بہرہ ور کیا جاتا ہے

یہ نوجوان بعد میں مشرق وسطی کے ملکوں میں خود کو جامع الازہر کا فارغ التحصیل کہتے ہیں

مساجد میں بغیر تنخواہ موذن اور امام کے طور پر خدمات انجام دیتے ہیں اور مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے ہیں

کراچی کے فرقہ وارانہ فسادات اور لاہور کے توہین رسالت' کیس کی سازش اسی جگہ تیار ہوئی

لاہور (این این آئی) اہل مغرب نے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے مذموم سازشوں کا سلسلہ تیز کردیا۔ معروف اخبار گارڈین نے انکشاف کرتے ہوئے رپورٹ کی ہے کہ برطانیہ میں مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کیلئے انتہائی منظم طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ جس کے تحت برطانیہ کے دور دراز جنگل میں مسلمانوں کی عمارات کی طرز پر ایک عمارت قائم کی گئی ہے۔ اس عمارت میں داخلے کی کسی کو اجازت نہیں۔ کسی بااعتماد شخص کو حکومت برطانیہ سے باقاعدہ اجازت نامہ حاصل کرکے عمارت دکھائی جاسکتی ہے کیونکہ یہ ہمارے مسلمانوں کیخلاف سازشوں کا گڑھ ہے۔ رپورٹ کے مطابق اس عمارت کے سب کمرے دیکھے جائیں تو بظاہر کسی میں قرآن شریف کی قرات سکھائی جارہی ہے تو کہیں معنی و تفسیر کا درس دیا جاتا ہے کہیں احادیث سمجھائی جاتی ہے' کسی کمرے میں مناظرہ ہو رہا ہے ہمارے دیکھنے والے شخص کو طلبہ سے بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اخبار کے مطابق اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ مسلمان نہیں بلکہ عیسائی اور یہودی ہوتے ہیں۔ تعلیم مکمل کرنے والے طلبہ جہاں وہ کسی بڑے شہر کی مسجد میں جاکر نماز میں شریک ہو جاتے ہیں اور نمازیوں سے کہتے ہیں کہ وہ الازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل علماء ہیں۔ برطانیہ میں اسلامی ادارے نہ ہونے کی وجہ سے یہاں آگئے ہیں۔ یہ طلبہ تنخواہ کے بغیر مساجد میں بطور امام کے خدمات سرانجام دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ معلم اسلامی مسائل کا جواب اتنے شافی انداز میں دیتے ہیں کہ کسی کو ان پر ذرہ بھی شک نہیں ہوتا کہ یہ بہروپئے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد کسی اختلافی مسئلہ پر جوڑیاں بنا کر اختلاف پیدا کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ مسلمانوں کو باہمی دست و گریبان کرکے۔ اخبار نے مشرق وسطی کے گرجاؤں کے ایک سالانہ اجلاس میں ایک پادری کی تقریر کا حوالہ بھی دیا ہے وہ ہم مسلمانوں سے مناظرہ کریں گے۔ اس لئے مناظرے کو چھوڑ کر مسلمانوں کو ختم کرانے کا سلسلہ شروع کردیا ہے اور اس میں ہم پوری طرح تیار ہیں۔ مسلمانوں کے دلوں سے کم کرکے اسلام کے مقصد ڈھیر کریں کیونکہ محض مسلمانوں کے اختلافات سے اسلام گڑ سکتے ہے ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے سامنے لاکھڑا کرنا کراچی میں فرقہ واریت کے نام پر مسلمانوں کا خون بہانا اور لاہور کے توہین رسالت' کیس کی گھناؤنی سازش بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

مناظرے

(۱) 9-9-1996 کو کوٹ لکھپت لاہور کا مناظرہ خوب مشہور ہوا۔ جانبین کی طرف سے اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں کیونکہ ڈپٹی کمشنر لاہور نے انتظامی امور میں دلچسپی لی بڑے بڑے پوسٹر میری طرف سے بھی لاہور کی دیواروں کی زینت بنے۔ جمعیت العماء پاکستان۔ ادارہ منہاج القرآن۔ انجمن طلباء اسلام۔ سنی تحریک اور جماعت اہلسنّت نے مجھے ہر طرح تعاون کا یقین دلایا۔ مگر مقررہ تاریخ' مقررہ مقام' مقررہ موضوع کے باوجود پادریوں نے شکست تسلیم کرلی۔

(۲) ۱۴۱۹ھ ۱۴۔ ربیع الاول شریف گل روڈ' گوجرانوالہ میں مسلمانوں کے اور عیسائیوں کے درمیان مناظرہ طے پاگیا علاقہ کے کونسلر علماء کرام اور مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے چیدہ چیدہ حضرات کی موجودگی میں میں نے دو گھنٹے عیسائیوں کی کتابوں سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی اناجیل کی تحریفات اور صلیب و تثلیث کے رد میں تقریر کی نقد حوالہ جات پیش کیے۔ جلسہ پہلے پنچائیت میں فیصلہ کے مطابق جو فریق جلسہ میں نہ آئے گا وہ جھوٹا قرار پائے گا۔ جلسہ کے اختتام تک عیسائی پادری پوپ میری حق گوئی کے سامنے نہ آسکے جلسہ کے آخر پہ عوام اور معززین نے مجھے فاتح عیسائیت قرار دیا۔ اس فتح مبین کے اشتہارات چھپوا کر اہل علاقہ نے پورے پاکستان میں تقسیم کیے۔

ایڈوکیٹ جان جوزف سے کسی دوست کے ذریعہ بات چیت چل نکلی۔ ایڈوکیٹ صاحب نے دلائل تو دیئے لیکن خود ہی کمزوری دکھا دیتے کہ تمام اناجیل میں یہ حوالہ ہے مگر بتاؤ میں اپنے حوالہ کیلئے کون سی انجیل دکھاؤں؟ اچھا فلاں گرجا سے رابطہ کروں گا۔

(۳) بہر حال میں نے تمام اناجیل ان کے سامنے رکھ دیں کہ جس انجیل سے چاہو اپنا دعویٰ ثابت کرو کہ ختنہ منسوخ ہوگیا مگر وہ بے چارے پادریوں کے سہارے لے لے کر ہفتوں کے بعد لاجواب ہوئے شراب کے متعلق ان کا یہ دعویٰ کہ عیسائیوں میں بھی حرام ہے مگر اپنا دعویٰ برقرار نہ رکھ سکے۔ انجیل برناباس پہ ہار جیت کا فیصلہ ہونا قرار پایا وہ کہتے تھے کہ انجیل برناباس ہم تسلیم نہیں کرتے لیکن انجیل یوحنا اور دیگر اناجیل سے صاحب انجیل برناباس کی برتری اور فضیلت ثابت ہونے پر لاجواب ہوگئے اور ساتھیوں سمیت عیسائیت سے توبہ کرکے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت سیدنا عیسیٰؑ کے بعد عیسائیت کا حال
رومیوں اور یہود کے حضرت عیسیٰؑ پہ مظالم

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو چند مادی اور محسوس معجزات سے نوازا تھا۔ جن کے سبب انھوں نے گہوارہ طفلی ہی میں لوگوں سے بات چیت کی اور ان سے کہا:

عیسیٰ نے کہا میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے ور نبی بنایا ہے۔	قال انی عبد اللّٰہ آتانی الکتاب و جعلنی نبیًا۔ (سورۃ مریم)
اور میں تمہارے لئے مٹی سے چڑیا کی شبیہ بنا سکتا اور میں(روح) پھونک سکتا ہوں تاکہ وہ خدا کے حکم سے چڑیا بن جائے اور اندھے اور کوڑھی کا شفا دے سکتا اور مردے کو خدا کے حکم سے زندہ کرسکتا ہوں اور تمہیں جو کھاتے اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو بتا سکتا ہوں	انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر اس فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللّٰہ و ابری الاکمہ و الا برص و احی الموتٰی باذن اللّٰہ و انبئکم بھا تاکلون و ماتدخرون فی بیوتکم ط (آل عمران)

اور ان معجزات کی حکمت یہ تھی کہ خدا کی حکومت و جبروت کا یہودی عقل پر چھائے ہوئے فکری اتحاد کے مقابلے میں اظہار و اعلان ہو جائے جو اس وقت قول و عمل سے روح کا انکار کررہی اور ہر موجودہ چیز کی تخلیق کے اسباب و علل اور غرض و غایت کی مادی تفسیر کر رہی تھی' اور اس مادی تعبیر نے نظریہ (Theroy) اور عمل (Practice) کی شکل اختیار کرلی۔ اسی لئے حضرت عیسیٰؑ کو دیئے گئے معجزات مادی فکر کے لئے ایک چیلنج ثابت ہوئے اور انھوں نے ملحدانہ مادہ پرستی کی آلودگیوں سے نکلنے اور روحانی پاکیزگی تک پہنچنے کی راہ ہموار کی اور انسان کے روحانی شعور کو خدا کی عظمت و جلالت سے آگاہ کرایا۔

اس زمانے کے بھی یہودیوں کے دل سب و آہن بن چکے تھے، اس لئے حضرت عیسیٰؑ دلوں کو نرمانے والی تعلیم کے ساتھ مبعوث ہوئے اور یہوداہ، اہل سامرہ کے درمیان مساوات کا اعلان کیا جنھیں یہودی غلام، اچھوت اور ذلیل کئے ہوئے تھے۔

چنانچہ انہی دو اسباب (یعنی رسالت عیسویؑ اور یہودی مزاج کا اختلاف، اور یہودیوں اور سامریوں کے درمیان قائم کردہ مساوات) کی وجہ سے (حضرت داؤدؑ کی زبان سے لعنت زدہ) یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کی مخالفت شروع کردی۔ یہ مخالفت ہمیشہ سے ان کی فطرت ثانیہ رہی ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے :۔

كلما جآء هم رسول بما لا تهوىٰ انفسهم فريقًا كذبوا و فريقًا يقتلون - (المائدہ: ۷۰)	جب بھی ان کے پاس کوئی رسول ان کے مزاج کے خلاف چیز لے کر آیا تو ان میں سے ایک فریق نے جھٹلایا اور دوسرے نے قتل و فساد مچایا۔

چنانچہ یہودی سرمایہ داروں نے حضرت مسیحؑ کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور رومی حکومت کو ان کے خلاف بھرنا شروع کردیا۔ لیکن اس معاملہ میں اسی سبب سے دیر ہوئی کہ اور رومیوں نے یہود کی بات ان سنی کردی کہ رومی یہودیوں کے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہتے تھے، اور رومی حکومت کی نظر میں یہود اور حضرت مسیحؑ کا اختلاف، ایک گھریلو جھگڑے کی نوعیت رکھتا تھا۔ اس لئے حکومت کو اس سے دلچسپی نہیں تھی، بلکہ اسے قیام امن اور نظم و ضبط زیادہ عزیز تھا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ سیدنا عیسیٰؑ نے رسالت عامہ کا اعلان نہیں کیا تھا بلکہ انھوں نے اپنی مہم، اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش بتائی تھی۔

انھوں نے اپنی دعوت میں کسی عالمی تنظیم اور حکومت کا رنگ بھی نہیں اختیار کیا تھا اس لئے کہ وہ ابھی دعوت کے ابتدائی مراحل، ایمان و عقیدہ کا استقرار، جماعت کی تشکیل وغیرہ ہی سے نہیں فارغ ہوسکے تھے -------- حضرت مسیحؑ کی دعوت کا خلاصہ، وجدانی اصلاح، روح اور نفس انسانی کی نظافت و طہارت کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

پیمبرانہ دعوت ہمیشہ خدائی اصول کے مطابق چلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کے راستے متعین کرتے اور اس کے بارے میں فیصلے فرماتے ہیں، حضرت عیسیٰؑ بھی خدا کے ان رسولوں میں سے ایک تھے، جو خدا کا پیغام پہنچاتے تھے اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے، اس لئے رومی حکومت کو مسیحی دعوت سے کوئی خطرہ نہیں تھا، اور اسی وجہ سے اس نے یہودی خاندان کے اس جھگڑے سے اپنے کو الگ رکھنا پسند کیا، اور اسی وجہ سے یہودی حضرت عیسیٰؑ کے خلاف اپنے

حیلوں میں ناکام رہے، لیکن بالاخر خدا کی قدرت و مشیت سے یہود نے حضرت مسیحؑ کی تکذیب اور ایذا دہی شروع کر دی اور رومی حکومت بھی حضرت مسیحؑ کی دشمن بن گئی اور انھیں پھانسی کی سزا سنا دی۔

رومی حکومت کے اس فیصلے پر پہنچ کر ہم اس بحث کو یہیں چھوڑتے ہیں۔ اس لئے بحثیت مسلمان کے ہمارا اس قرآنی صراحت پر عقیدہ ہے کہ :

وما قتلوه و ما صلبوه و لكن شبه لهم و ان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن و ما قتلوه يقينًا بل رفعه الله اليه و كان الله عزيزا حكيما۔ (النساء: ۱۵۷،۱۵۸)	نہ لوگوں نے مسیحؑ کو قتل کیا نہ پھانسی دی بلکہ ان کے لئے شبہ پیدا کر دیا گیا، اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ بھی ان کی طرف سے شبہ میں مبتلا ہیں، انھیں اس کا کوئی علم نہیں، سوا خام خیالی کے اور انھوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اسے اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

قرآن کی بیان کردہ اس حقیقت کو تاریخ و تحقیق بھی تسلیم کرتی ہے، اس لئے کہ قرآن خود تاریخ و تحقیق کا ایک مستند ترین ماخذ ہے۔ جس سے گلے مذاہب اور ماضی کے حوادث معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس کے سوا دوسرے تاریخی حقائق، ظن و تخمین سے زیادہ وقیع نہیں۔ یہاں سے مسیحیت کے خلاف خود حضرت مسیحؑ کی زندگی ہی میں دینی مظالم شروع ہو جاتے ہیں، جس کے تین دور کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ یہودیوں کی ریشہ دوانیوں کا دور جب انھوں نے کذب و افتراء شروع کیا۔

۲۔ رومی حکومت کا دور جب اس نے قرآن کے بیان کے -------- مطابق حضرت مسیحؑ کو پھانسی دینے کی کوشش کی، لیکن اللہ نے انھیں اپنے پاس بلا لیا، یا جیسا کہ مسیحی تفسیروں کا کہنا ہے کہ رومی حکومت نے یہود کی چغل خوری کے نتیجہ میں حضرت مسیحؑ کو پھانسی دیدی، اور زمانہ حضرت مسیحؑ کے معاصر بادشاہ طیباروس کا تھا۔

۳۔ پھر دینی مظالم کا تیسرا دور حضرت مسیحؑ کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس کے بھی چار اہم ادوار ہوتے ہیں، جن میں انسان کے شعور اور طاقت سے کہیں زائد مظالم ہوئے۔

دینی مظالم کے چار دور :

حضرت عیسیٰؑ کے بعد مسیحیوں پر مظالم کے یہ چار دور کئے جاسکتے ہیں۔

۱- عہد نیرو ۶۴ء
۲- عہد تاجان ۱۰۶ء
۳- عہد ڈیسی لیس ۲۴۹-۲۵۱ء
۴- عہد و قلدیانوس ۲۴۸ء

یہ چار دور ظلم و ظلمت اور وحشت و بربریت کے لئے بہت ممتاز کہے جاسکتے ہیں۔ جن میں مسیحیت اپنی ابتداء میں دینی مظالم کا نشانہ بنی، ہم ان مظالم کو یہاں مختصراً بیان کریں گے اس لئے کہ مسیحیت کے سر جو کچھ گزری اس سے ہم سب مسلمانوں کو بھی افسوس ہوتا ہے اور مسلمانوں کو قرآن کا یہ حکم بھی ہے کہ وہ آدمیت کا احترام اور خصوصاً اہل کتاب سے حسن سلوک کریں۔

اگر مسیحیت کی تحقیقات کے سلسلے میں یہ مرحلہ اہم نہ ہوتا تو اسے ہم ترک کردیتے لیکن تاریخ مسیحیت کے طالب علم کے لئے ان حالات و حوادث کا مطالعہ ناگزیر ہے، جن سے حضرت مسیحؑ کے بعد مسیحیت دو چار ہوئی۔ اس مطالعہ ہی سے تاریخ میں مسیحیت کا مقام و کردار اور اس کی سماجی اہمیت واضح ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم مسیحیت پر بحث کی بنیاد کے طور پر ان مظالم پر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہیں۔

دینی مظالم نیرو کے عہد ۶۴ء میں

نیرو نے مسیحیوں پر روما کے جلانے کا الزام رکھ کر ان پر طرح طرح کے ظلم کرنا شروع کر دیئے۔ ان مظالم کا اندازہ اس سے ہوگا کہ اس نے مسیحیوں کو جانوروں کی کھال میں بھر کر کتوں کے آگے ڈال دیا۔ کچھ لوگوں کو گرم تار کول کی چادریں پہنائی گئیں اور انھیں راستوں پر مشعل کی طرح کھڑا کرکے جلا دیا گیا۔ اور رات میں اس طرح روشنی کا انتظام کیا گیا، اور مسیحیوں کے بدن کی چربی سے اپنے لئے موم بتیاں بنا کر ان کی روشنی میں وہ یہ تماشہ دیکھتا تھا۔ اسی دہشت ناک ماحول اور گھٹی ہوئی فضا میں انجیل مرقس ۶۱ء اور انجیل لوقا مرتب کی گئیں۔

دینی مظالم عہد ٹراجان ۱۰۶ء میں

خوش قسمتی سے نیرو کے جانشین اس کے مظالم سے الگ رہے اور اس طرح مسیحیوں کو کچھ عرصہ تک اطمینان کی سانس لینے کا موقع ملا لیکن تقدیر نے انھیں پھر ایک نئے امتحان میں مبتلا کردیا اور ظالم و سخت گیر ٹراجان کے عہد میں مسیحی فرار ہونے اور خفیہ عبادت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اس پر بھی وہ انھیں ان کے گھروں کے اندر بھی سزا دیتا تھا۔ اس نے خفیہ اجتماعات پر بھی پابندی لگا دی اور انفرادی نماز کو بھی اس نے خفیہ کاروائی قرار دے کر قابل سزا ٹھہرا دیا لیکن یہ

سب اس لئے تھا کہ مسیحی، رومیوں کے سرکاری مذہب بت پرستی کو چھوڑ کر ایک نئے مذہب کی پیروی کرتے تھے۔

کتاب تہذیب کا مصنف لکھتا ہے کہ:۔

"بلین نے ------ جو رومیوں کی طرف سے ایشیا کا حاکم تھا، مسیحیوں کے بارے میں اپنی کتاب حکومت کے سخت رویہ کے بارے میں لکھا تھا کہ میں ان سے سوال جواب میں مسیحیت کا اقرار کرنے پر انھیں قتل کی دھمکی دیتا ہوں۔ اگر وہ دو تین بار اپنے مذہب کا اقرار کر لیتے ہیں تو انھیں پھانسی کا سزا دیتا ہوں اور انھیں محسوس کرا دیتا ہوں کہ یہ ان کی اس شدید غلطی کی سزا ہے۔

اور بعض فرد جرم میں اپنا نام دیکھ کر اپنی مسیحیت کا انکار بھی کر بیٹھتے ہیں۔ اور بتوں کا نام لینے لگتے ہیں۔ دیوتاؤں اور بتوں پر وہ شراب اور بخور بھی چڑھانے لگے۔ حتیٰ کہ مسیحؑ کو گالی دیتے ہیں۔"

دینی مظالم عہد ڈلیسی لیس کے عہد ۲۴۹ء - ۲۵۱ء میں

اسکندریہ کے پڑیارک نے ڈیسی لیس کے ظالمانہ عہد کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے:۔

"ہمیں سانس لینا دو بھر ہوگیا تھا اور ہم خوف و دہشت کی فضا میں جی رہے تھے، پہلا بادشاہ کچھ رحم دل تھا لیکن اس کے بعد دوسرے نے آتے ہی ہمیں تیکھی نظروں سے دیکھا اور ہم پر ظلم ڈھانا شروع کردیا۔ اس کے بارے میں ہمارا پہلے ہی اندازہ تھا۔ اس وقت یقین سے بدل گیا جب اس نے سخت گیری کا حکم دیا اور مسیحیوں نے بھاگنا شروع کردیا اور ایک ایک عیسائی کو حکومت سے برطرف کردیا گیا۔ خواہ اس کی صلاحیت کیسی ہی کیوں نہ ہو، بعض عیسائیوں کو بچھڑے پر سوار کرکے مندر لایا جاتا ہے اور وہاں کے بت پر چڑھاوے کا مطالبہ ہوتا ہے اور جو ذبیحہ سے انکار کرتا ہے۔ اس کی سزا خود ہی ذبیحہ بننا ہے، لیکن یہ انجام ڈرانے دھمکانے کے بعد پیش آتا ہے۔ کتنے ضعیف الایمان مسیحیوں نے مسیحیت سے توبہ کرلی اور اکثر نے راہ فرار اختیار کرلی اور کتنوں کو جیل کی کال کوٹھریوں میں ڈالدیا گیا۔ (تاریخ الامتہ القبطیہ ۱/۱۰۴-۱۰۷)

دینی مظالم دقلدیانوس کے عہد ۲۸۴ء میں

جب مصر نے دوسرے ممالک کی طرح رومیوں کے گلو خلاصی کی کوشش شروع کی تو مصر کے رومی حاکم دقلدیانوس نے تحریک حریت اور احرار کو کچل کر رکھ دیا۔ اس تحریک کو دبانے کے لئے ہزاروں سروں سے کھیلا گیا۔

ان رومی مظالم کا شکار ہونے والے مسیحیوں کے بارے میں مورخین کا اندازہ ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار (۱۴۰۰۰۰) سے کم نہیں اسی وجہ سے مصری قبطی اپنی تقویم (جنتری) کی ابتدا انہی حوادث سے کرتے ہیں، تاکہ انھیں اپنے عوام پر رومی مظالم یاد رہیں۔

ان حادثات کو سامنے رکھ کر مسیحی تاریخ اور تہذیب کے طالب علم کے ذہن میں یہ سوال ابھرتے ہیں کہ:۔

۱۔ کیا مسیحیت کے تسلسل کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔

۲۔ کیا مسیحیت ایک الٰہی نظام کی حیثیت سے سید نا عیسیٰ یا ان کے بعد وجود میں آسکی؟

۳۔ کیا ان انجیلوں میں جو مسلسل دینی مظالم کے پر آشوب دور میں لکھی گئیں "آسمانی کتاب" کے اوصاف برقرار رہ سکے ہیں، یا رہ سکتے تھے؟

۴۔ کیا دینی مظالم کے اس بھیانک سارے میں انجیل کے مرتبین اس علمی غیر جانبداری اور معروضی انداز کو برقرار رکھ سکتے تھے۔ جس کا مطالبہ آج کے مسیحی دانشور کرتے ہیں؟

۵۔ ان زمانوں میں لکھی گئی انجیلوں کے استناد کو تاریخ کس حد تک تسلیم کرتی ہے اور ان کے لکھنے والوں کے بارے میں تاریخ و تحقیق ہمیں کیا بتاتی ہے۔ جبکہ ان کے لکھتے وقت ایسے پرسکون حالات نہیں تھے۔ جن میں کوئی علمی بحث غیر جانبدارانہ انداز میں سامنے آتی ہے؟

اس لئے تمام مسلم اور غیر محققین کو ان تمام حقائق کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

مسیحیت کی بنیاد: توراۃ، اناجیل اور رسولوں کے خطوط

مسیحیت اور خاص طور پر معاصر مسیحیت اپنی تاریخ کے سلسلے میں تین پر اعتماد کرتی ہے:۔

اول : توریت۔ جسے وہ عہد قدیم (OLD TESTAMENT) کہتے ہیں اور انجیلوں سے کہیں زیادہ ضخیم ہے۔ مسیحی پوری توریت کو تسلیم نہیں کرتے، وہ بعض اسفار کی وحی کی صحت نہیں مانتے اگرچہ وہ یہود کے یہاں معتبر مانے گئے ہیں۔

ثانی : انجلیں۔ جنھیں تاریخی اسفار بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ ان میں حضرت عیسیٰؑ کے تاریخی ماحول سے بحث ہوتی ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک مقدس انجلیں چار ہیں : انجیل متی (MATTHEW) انجیل مرقس (MARK) انجیل لوقا (LUKE) انجیل یوحنا (JOHN) تیسری صدی مسیحی میں مسیحی چرچ نے صرف انہی چار کو مقدس مانا تھا اور انہی انجیلوں کو نیقیہ کی کونسل سے قبل

ارینیوس نے ۲۰۹ء میں تسلیم کیا اور یہ کہا تھا کہ انہی چاروں کو تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر ۳۲۵ء میں نیقیہ کی کونسل نے بھی صرف ان چاروں کی تقدیس تسلیم کی اور چرچ نے ان کے علاوہ متعدد انجیلوں سے انکار کردیا۔ انجیلوں کی کثرت پر خود مسیحیت کے مورخین کا اتفاق ہے اور وہ ان انجیلوں کا ذکر کرتے ہیں۔ انجیل مانی، مرقیون، ویصان، انجیل سبعین تابانس، انجیل تذکرہ، سرن تہس، پھر انجیل برنابا۔

ثالث : رسائل و خطوط۔ جنہیں وہ تعلیمی اسفار کا نام دیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ موجودہ انجیلوں سے زیادہ مسیحیت کی توضیح و تفسیر کرتے ہیں۔ یہ اسفار یونانی زبان میں مسیحی دنیا کے مشہور اشخاص کے قلم سے نکلے ہیں۔

اس طرح مسیحیت کے معتمد چار انجلیں اور رسولوں کے خطوط رہ جاتے ہیں۔ انجلیں تاریخی کتابوں کی طرح حضرت مسیحؑ کی زندگی سے بحث کرتی ہیں، اور رسائل و خطوط مسیحیت کے دینی طرز عمل کی تفسیر کرتے ہیں۔

انجیل۔ مسیحیت کا پہلا ستون

انجیل متی (MATTHEW)

اس کے لکھنے والے متی حواری تھے، جو مسیحؑ کے ۱۲ شاگردوں میں سے ایک تھے، اور جنہیں مسیحی، رسول کہتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ سے ملنے کے قبل وہ رومی حکومت کی طرف سے فلسطین میں ٹیکس وصولتے تھے، یہود اس پیشے کو بری نظر سے دیکھتے اور محصل کو ظالم یا کم از کم سخت مزاج سمجھتے تھے اس انجیل میں متی کے حضرت عیسیٰؑ کا شاگرد ہونے کے بارے میں یہ عبارت ملتی ہے:۔

"مسیح وہاں سے گزر رہا تھا۔ اس نے چنگی کے پاس ایک انسان کو بیٹھا دیکھا اس کا نام متی تھا۔ اس نے اس کہا میرے پیچھے آؤ وہ کھڑا ہو کر اس کے پیچھے ہولیا۔ اور جب وہ گھر میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ تو بہت سے محصل اور مجرم آئے اور مسیح اور اس کے تلامیذہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب فریسیوں نے دیکھا تو اس کے شاگردوں سے کہا: تمہارا معلم چنگی والوں اور مجرموں کے ساتھ کیوں کھاتا ہے۔ جب مسیح نے یہ سنا تو کہا: صحت مند لوگ طبیب کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ مریض ہوتے ہیں، تو جاؤ اور سیکھو میں رحمت چاہتا ہوں ذبیحہ نہیں چاہتا ہیں۔ نیکیوں کو بلانے نہیں بلکہ مجرموں کو توبہ کی طرف بلانے آیا ہوں۔" (اصحاح ۹:۹)

انجیل متی کی زبان

مسیحی اہل قلم کا تقریباً متفقہ بیان ہے کہ انجیل متی کی زبان عبری یا سریانی تھی، جیسا کہ وہ اس پر بھی متفق ہیں کہ اسی انجیل کا سب سے پرانا نسخہ یونانی زبان میں تھا، مگر ضائع ہو گیا۔

جیروم کا کہنا ہے کہ متی نے انجیل عبری زبان میں لکھی، وہ اس وقت یہودی علاقے میں تھے، جہاں ان کے ماننے والے یہودی رہتے تھے۔

تاریخ تدوین اور مترجم

انجیل متی کی تدوین کی تاریخ میں عیسائیوں کے درمیان بہت اختلاف ہے اس طرح یہ اختلاف اس کے مترجم کے بارے میں بھی ہے۔

ابن البطریق کہتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل قلدیوس کے عہد میں لکھی، لیکن اس نے سن تکمیل یا سن آغاز ـــــــــ نہیں لکھا۔ البتہ اس کے مترجم کا نام یوحنا ہے۔

دوسری رائے جرجس زوینی لبنانی کی ہے، وہ کہتا ہے کہ:

"متی نے اپنی بشارت یروشلم میں ۳۹ء میں لکھی۔ اس لئے کہ انھوں نے اسے مسیح پر ایمان لانے والے یہودیوں کے لئے لکھا تھا یا رسولوں کے کہنے سے لکھا تھا، اور اس کی زبان عبرانی تھی، نہ کہ یونانی جیسا کہ اوسی بیدس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔"

اس طرح جرجس زوین ۳۹ء کو سن تدوین بتاتے ہیں، اور تدوین کی زبان بھی متعین کرتے ہیں لیکن مترجم کے بارے میں وہ بھی کوئی وضاحت نہیں کرتے۔

تیسری رائے ڈاکٹر پوسٹ کی ہے کہ متی نے اپنی انجیل یروشلم کی تباہی سے پہلے لکھی اور اس کی زبان یونانی تھی۔ اس طرح ڈاکٹر پوسٹ کی رائے ان تمام مسیحی مورخین کے خلاف ہے۔ جو انجیل متی کی زبان عبرانی یا سریانی بتاتے ہیں۔

چوتھی رائے صاحب "ذخیرۃ الالباب" کی ہے۔ جو ۴۱ء کو سن تدوین کہتے ہیں اور اس کی زبان کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ وہ فلسطین کی کوئی بول چال کی زبان رہی ہوگی۔ اس لئے عبری یا سریانی و کلدانی ہی زبانیں ہو سکتی ہیں۔ پھر یونانی میں اس کا ترجمہ ہوا ہوگا، پھر ابیونیوں کے ہاتھوں ضائع ہو گیا ہوگا۔

انجیل متی کے مطالعہ میں مسیحیت کے سلسلے میں ان باتوں کو ملحوظ رکھنا ہوگا:

۱۔ اس کی تاریخ سے ناواقفیت پر تقریباً تمام مسیحیوں کا اجماع ہے۔

۲۔ اس کی زبان کے بارے میں بھی بڑے اختلاف ہیں۔

۳۔ اصل نسخہ کی گم شدگی اور نابود ہونا بھی مسلم ہے۔

۴۔ اس کے مترجم کا نام بھی مجہول ہے۔

۵۔ اور یہ انجیل خاص طور پر مسیحؑ پر ایمان لانے والے یہودیوں یا رسولوں کے ایماء پر لکھی گئی ہے۔ لیکن یہ رسول کون تھے؟ اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں۔

ہم مسٹر ہورن کو پہلی انجیل کے سب تحریر کے بارے میں جب ان مختلف سنین کا نام لیتے دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں ان کی ستم ظریفی پر ہنسی آتی ہے۔ وہ اس سلسلہ میں ۳۷ء یا ۳۸ء یا ۴۱ء یا ۴۳ء یا ۴۸ء یا ۶۲ء یا ۶۳ء یا ۶۴ء کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر ان سنین کے لئے کوئی تاریخی ثبوت اور دلیل فراہم نہیں کرتے۔

یہ پہلے مسیحی کی انجیل تھی۔ جو حواریوں میں شامل تھا۔ اس کے بارے میں بھی ناکافی معلومات ہونے کے سبب کئی پیچیدہ سوال پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلا تو یہ ہے کہ کیا یہ انجیل ایک فرد نے اپنے ذاتی شوق سے لکھی؟ اور یہیں دوسرا سوال بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ کسی مذہبی کتاب کو وحی کا تقدس کب حاصل ہو سکتا ہے؟ اس وقت جب وہ خدا کے پاس سے بذریعہ وحی آئی ہو اور اسے معروف النسب نبی لے آیا ہو اور وہ بعد والی نسلوں تک تاریخی تواتر کے ساتھ پہنچی ہو یا اس وقت جبکہ وہ کسی خاص آدمی کے ایماء سے کسی انسان کا نتیجہ فکر بن کر آئی ہو؟

او جب وہ کسی پیغمبر کے پیرو، تلمیذ یا ساتھی کے قلم سے نکلی ہو تو کیا اسے علم و تاریخ کے عرف میں کتاب مقدس اور آسمانی کتاب کا مرتبہ دیا جا سکتا ہے یا اسے سوانح و تذکرے کی کتاب کہا جائے گا؟ یہ بحث مسلم اور غیر مسلم دونوں ہی طبقوں کے محققین کے لئے غور طلب اور قابل توجہ ہے۔

۲۔ انجیل مرقس (MARK)

اس کا کاتب کون ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا کاتب یوحنا ہیں۔ جن کا لقب مرقس تھا۔ یہ حواری تلامذہ میں سے نہیں۔ ان کا سلسلہ نسب فلسطین کے ایک یہودی خاندان سے ملتا تھا۔ یہ شروع ہی سے حضرت مسیحؑ کے پیرو ہو گئے تھے اور جیسا کہ عیسائیوں کا کہنا ہے کہ انھیں حضرت مسیحؑ نے ان ستر لوگوں میں سے منتخب کیا تھا، جن پر روح القدس نازل ہوئے تھے۔ قبطیوں کی تاریخ میں ہے کہ مسیحی جماعتوں کا اس پر اجماع ہے کہ مسیحؑ ان کے گھر جایا کرتے تھے اور انھوں نے عشائے ربانی اپنے حواریوں کے ساتھ انہی کے گھر میں کھائی تھی اور اسی کے ایک کمرے میں

مسیحؑ کے تلامیذہ پر روح القدس کا نزول ہوا تھا۔ "اعمال" میں ہے کہ "رسول حضرت مسیحؑ کے اٹھائے جانے کے بعد انہی کے گھر میں جمع ہوتے تھے۔"

مرقس انطاکیہ میں مسیحیت کی تبلیغ میں بہت سرگرم رہتے تھے (جو اب ترکی کے ماتحت ہے) وہاں وہ پولس اور اپنے ماموں برنابا کے ساتھ گئے اور پھر یروشلم لوٹ آئے تھا اور پھر اپنے ماموں کے ساتھ قبرص چلے گئے اور وہاں سے مرقس پہلی صدی کے نصف میں شمالی افریقہ چلے گئے۔ وہاں مصران کو اپنی دعوت کے لئے ایک نتیجہ خیز زمین اور ملک محسوس ہوا اس لئے انھوں نے اسے اپنی دعوت کا مرکز بنا کر روما اور افریقہ کے تبلیغی سفر کئے اور پھر مصر ہی میں تھے کہ رومی بت پرستوں نے انھیں ۶۲ء میں قتل کردیا۔

۲۔ انجیل لوقا (LUKE)

پہلا سوال اس کے لکھنے والے کا بارے میں ہوتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ انجیل ثالث کے لکھنے والے لوقا تھے لیکن لوقا کی شخصیت اتنے دھند لکے میں ہے کہ اس کا تعین دشوار ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ایک یہودی طبیب تھے اور سفر وحضر کی سرگرمیوں میں پولس کے ساتھ رہتے تھے۔ خود پولس کے خطوط میں اس کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ چنانچہ تیمتھیس کے نام کے خط کے دوسرے اصحاح میں کہتا ہے کہ "لوقا تنہا میرے ساتھ ہے۔" اہل فلیمون کے نام کے خط میں کہتا ہے کہ مرقس، استرخس، دیماس اور لوقا میرے ساتھ کام کر رہے ہیں، کلسیوں کے نام خط کے چوتھے اصحاح میں کہتا ہے کہ "طبیب حبیب" لوقا تمہیں سلام کہتا ہے۔

ان نصوص سے ظاہر ہتا ہے کہ لوقا طبیب تھے اور انطاکیہ کے رہنے والے، لیکن ڈاکٹر پوسٹ کا خیال ہے کہ وہ انطاکیہ نہیں بلکہ رومانیہ کے رہنے والے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ لوقا کے انطاکی ہونے کے قائل ہیں۔ وہ حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں، اور لوکیوس انطاکی سے ان کو تشابہ ہوگیا ہے۔ ڈاکٹر پوسٹ کا خیال ہے کہ لوقا رومانیہ کے رہنے والے تھے اور اٹلی میں ان کی نشونما ہوئی۔

تاریخ مسیحیت کے کچھ علماء کا خیال ہے کہ وہ مصور تھے۔ ان سب باتوں کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر لوقا کون تھے؟ انھیں رومانیہ کا مانا جائے یا انطاکیہ کا انھیں طبیب مانا جائے یا مصور؟ ان تمام باتوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور محقق کے لئے لوقا کی شخصیت اور ان کی مشغولیت کا بارے میں تحقیق ضروری ہے۔

اس کی زبان کے بارے میں تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ یونانی زبان میں تھی۔

۴۔ انجیل یوحنا (JOHN)

یوحنا کون تھے؟ کیا یہ وہ یوحنا حواری اور شکاری کے بیٹے تھے جنھیں سیدنا مسیحؑ بہت عزیز رکھتے تھے؟ یا یہ کوئی دوسرے یوحنا ہیں؟ یہ سوالات سب سے پہلے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ دوسری صدی مسیحی کے علماء نے اس انجیل کی نسبت حضرت عیسیٰؑ کے چہیتے یوحنا کی طرف ماننے سے انکار کردیا تھا' اور یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ انکار ارنیوس کے سامنے ہوا تھا۔ جو بولیکارب کا شاگرد تھا۔ جو یوحنا حواری کا تلمیذ تھا۔ لیکن ارنیوس جو یوحنا حواری کا علمی وارث تھا۔ اس نے اس انکار پر خاموشی اختیار کی جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نسبت کسی اور یوحنا کی طرف ہے۔

استاد ولن کا کہنا ہے کہ: پوری انجیل یوحنا مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالب علم کی تصنیف ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ دوسری صدی میں فرقہ الوجین اس انجیل اور یوحنا کی طرف تمام منسوب چیزوں کا منکر تھا۔

سوال یہ ہے کہ چوتھی انجیل کا لکھنے والا کون ہے؟ لیکن اس کا جواب خود مسیحی مورخین کے پاس بھی نہیں۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کی شخصیت کے مطالعہ کی اہمیت واضح کروں۔ اس لئے کہ عقیدہ تثلیث' الوہیت مسیح اسی انجیل میں آیا ہے۔ اس سے پہلے تینوں انجیلوں' متی' مرقس اور لوقا میں یہ عقیدہ نہیں مذکور ہوا تھا۔ اگرچہ بعد میں ان انجیلوں کے ترجموں میں تثلیث' الوہیت مسیح کا نظریہ داخل کردیا گیا۔ جو سرتاپا اختراع اور بدعت سیئہ ہے' جرجس زبین لبنانی کہتا ہے کہ "شیر نبطوس" ابیسون اور ان دونوں کا گروہ یہ تبلیغ کر رہا تھا کہ مسیح انسان تھے اور ان کا وجود ان کی والدہ مریم سے پہلے نہیں تھا۔ تو اسی زمانے میں ایشیا اور دوسرے علاقوں کے اساقفہ نے ۱۹۶ء میں یوحنا کے پاس آکر مسیحؑ کے بارے میں لکھنے کی فرمائش کی اور یہ کہ وہ ایک ایسی انجیل لکھے جو پہلے نہ لکھی گئی ہو اور جس میں الوہیت مسیح کو خاص انداز سے لکھا گیا ہو۔

اناجیل اربعہ پر ایک نظر

تاریخ مسیحیت کا مدار و ماخذ اول اناجیل اربعہ ہی ہیں۔ اس لئے بحث کرتے وقت ان باتوں کا لحاظ ضروری ہے:۔

۱۔ یہ انجیلیں سیدنا مسیحؑ کی املا کردہ نہیں، بلکہ مسیحؑ نے انھیں دیکھا بھی نہ تھا۔

۲۔ ان کے لکھنے والے مجہول و غیر معروف ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کسی کے حالات نایاب ہیں اور کسی کی خدمات اور ان اناجیل سے ان کا تصنیفی تعلق بھی واضح نہیں۔

۳۔ ان کی تصنیف مخصوص لوگوں کے خیالات اور مختلف ماحول اور زمانوں کے مطابق ہوئی اور پھر ان لوگوں کے بھی حالات لاعلمی کی نذر ہوچکے ہیں۔

۴۔ اصلی انجیلوں کی گمشدگی پر خود مسیحیوں کا بھی اتفاق ہے اور ان کے متراجم اس لئے غیر مصدقہ اور ناقابل اعتبار ٹھہرتے ہیں کہ خود اصل کا پتہ نہیں یا مترجم ہی نامعلوم ہے۔

۵۔ ان میں نقل و روایت اور تواتر و تسلسل کی کوئی کمتر صورت بھی نہیں۔ جو کسی آسمانی کتاب یا نبی کی تعلیمات کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

برنابا اور ان کی انجیل

برنابا کی شخصیت

صحیفہ اعمال جو لوقا کی تدوین کہا جاتا ہے۔ اس کی اصحاح رابع میں ہے کہ:

"اور یوسف نام کا ایک لاوی تھا۔ جس کا لقب رسولوں نے برنباس یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا' اور جس کی پیدائش کپرس (قبرص) کی تھی۔ اس کا ایک کھیت تھا۔ جسے اس نے بیچا اور قیمت لاکر رسولوں کے پاؤں میں رکھدی۔" (اعمال ۴:۳۶'۳۷)

او اس کے نویں اصحاح میں ہے:

"اس نے یروشلم میں پہنچ کر شاگردوں میں مل جانے کی کوشش کی اور سب اس سے ڈرتے تھے' کیونکہ اس کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ شاگرد ہے۔ مگر برنباس نے اسے اپنے ساتھ رسولوں کے پاس لے جاکر ان سے بیان کیا کہ اس نے اس اس طرح خداوند کو دیکھا اور اس سے باتیں کیں" (اعمال ۹:۳۶'۳۷)

جن کی بڑی دینی خدمات ہیں اور خود یہ متعصب مسیحیوں کی رائے ہے۔ تحقیقی نظر میں برنابا کا دینی مقام کسی طرح فروتر نہیں معلوم ہوتا اور محقق انھیں رسول اور مقدس ماننے پر مجبور ہے اور وہ ایک مجاہد دینی داعی اور روح القدس کے مقرب نظر آتے ہیں۔

انجیل برنابا کے بارے میں

۱۔ لاطینی راہب فرامینو کا کہنا ہے کہ اسے اریانوس کے ایک خط کا پتہ چلا تھا۔ جس میں پولس

کی ان تحریروں کے بارے میں ناراضگی تھی۔ جو اس نے برنابا کے حوالے سے لکھی ہیں۔ اس واقعہ نے انھیں انجیل برنابا کی کھوج میں لگا دیا' اور اس نے اس کے لئے پوری کوشش کی چنانچہ پوپ اسکاٹس پنجم کے کتب خانہ میں اسے انجیل برنابا کا سراغ مل گیا اور اس نے خفیہ طور پر اس کا مطالعہ کے بعد اسلام قبول کرلیا۔ ڈاکٹر سعادۃ بک کہتے ہیں کہ "جب آپ مسیحی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ پوپ اسکاٹس کا زمانہ اخیر سولھویں صدی مسیحی کا ہے۔"

۲۔ مورخین مسیحیت کا اس پر اتفاق ہے کہ انجیل برنابا کا قدیم ترین نسخہ جو اطالوی زبان میں تھا۔ پادری کریمر کو جو جرمنی کا شاہی مشیر تھا ۱۷۰۹ء میں ملا تھا۔

۳۔ پھر کریمر کا یہ نسخہ آسٹریا کے دارالسلطنت وائنا کے شاہی ذخیرہ میں پہنچ گیا اور تاریخی نظر میں اس کو تمام انجیلوں کا اصل اور مرجع قرار دیا جاتا ہے۔

۴۔ ڈاکٹر سعادۃ بک کہتے ہیں کہ "پوپ گلاسلیس اول نے ۴۹۶ء میں پاپائے اعظم بننے کے بعد کچھ کتابوں کے نام شماری کا حکم دیا جن کا مطالعہ ممنوع تھا۔ ان میں ایک کتاب انجیل برنابا بھی تھی۔"

۵۔ اور پھر فرامینو نے پادری الکاٹس کے ذخیرے میں انجیل برنابا کو دریافت کیا اور مطالعہ کے بعد مسلمان ہوگیا۔ یہ انجیل برنابا کی مختصر تاریخ تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس کا کاتب حواریین یا مرسلین و مقدسین کا ایک فرد اور اصل عیسائیت کا مجاہدہ داعی ہے۔

اس کی تدوین کی زبان اطالوی اور ہسپانوی زبانیں ہیں اور یہ معلوم ہے کہ اطالوی ہسپانوی زبان کی بنیاد ہے۔ اس کا مترجم مستشرق سایل ہے۔ جس کے شذرات ڈاکٹر ہوائٹ کے خطبے میں آئے ہیں۔

مئورخین اس کے پہلے نسخے کی دریافت کا زمانہ پندرہویں اور سولہویں صدی مسیحی کا نصف بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ۱۷۰۹ء کا دریافت شدہ اطالوی نسخہ وہی نسخہ ہے' جو فرامینو کو اسکاٹس خامس کے ذخیرے میں ملا تھا۔

انجیل برنابا کی اہمیت

آئندہ بحثوں میں ضرورت اور افادیت کے خیال سے یہاں انجیل برنابا کی اہمیت دکھانا ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہی چیز ان علمی و دینی مسائل کی بنیاد تھی۔ جنھوں نے کونسل کلیسا اور پاپ کو انجیل برنابا کی ممانعت پر ابھارا۔

۱۔ برنابا ایک مقدس شخصیت اور مجاہد تھا۔ جس میں کسی کو اختلاف نہیں' پھر مرقس کے استاد

اور پولس کے رہنما تھے۔

۲۔ اور ان کی رائے پطرس کی رائے سے متفق ہے کہ مسیحؑ میں الوہی شان نہیں تھی۔

۳۔ ان کا خیال ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹوں میں ذبیح اسماعیلؑ تھے نہ کہ اسحاقؑ۔

۴۔ وہ صراحۃ رسول اللہ ﷺ کی بشارت دیتے ہیں۔

۵۔ وہ دوسری انجیلوں کے برخلاف حضرت مسیحؑ کے مصلوب نہ ہونے کے قائل ہیں اور اس کے ماننے والوں کی سرزنش کرتے ہیں۔

۶۔ وہ تثلیث کے قائل نہیں اور مسیحیت کے نئے طریقوں کو بدعت اور اختراع سمجھتے ہیں۔

ان عقائد کے بارے میں خود انجیل برنابا میں صراحت ہے۔ مثلاً مسیحؑ کی ابنیت کی نفی کے بارے میں ہے:

"عزیز و بیشک خدائے عظیم و عجیب نے اسی پچھلے زمانہ میں اپنے نبی یسوع کی معرفت ہماری خبرگیری بڑی مہربانی سے کی ان آیتوں اور اس تعلیم کے بارے میں جس کو شیطان نے تقویٰ کے نمائشی دعویٰ سے بہت سارے آدمیوں کو گمراہ بنانے کا زریعہ ٹھہرا لیا ہے۔ ایسے آدمی کو وہ سخت کفر کی منادی کرنے والے ہیں۔ مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ختنہ کرانے سے انکار کرتے ہیں۔ جس کا خدا نے ہمیشہ حکم دیا ہے۔ ہر نجس گوشت کو جائز بتاتے ہیں۔ یہ آدمی ایسے ہیں کہ ان کے شمار میں پولس بھی گمراہ ہوا۔ وہ پولس کہ اس کی نسبت میں جو کچھ کہوں افسوس ہی سے کہتا ہوں وہی ایسا سبب ہے کہ اس کی وجہ سے میں اس حق کو لکھ رہا ہوں جسے کہ میں نے اسی اثنا میں دیکھا اور سنا ہے۔ جبکہ میں یسوع کی رفاقت میں تھا۔"

"پس اسحاق کیوں کر پہلوٹا ہو سکتا ہے' حالانکہ جب وہ پیدا ہوا تھا اس وقت اسماعیل کی عمر سات سال کی تھی۔"

رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے سلسلے میں ہے:

"وہ نشانیاں جو خدا میرے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے۔ ظاہر کرتی ہیں کہ میں اللہ کے ارادے سے کلام کرتا ہوں اور میں اپنے کو اس نبی جیسا نہیں سمجھتا جس کے بارے میں تم کہتے ہو۔ اس لئے کہ میں تو اس کا بھی اہل نہیں کہ رسول اللہؐ کے جوتوں کے تسمے کھولوں جسے تم مسیا کہتے اور مجھ سے پہلے پیدا ہوا ہے اور میرے بعد کلام حق لے کر آئے گا اور اس کے دین کی انتہا نہ ہوگی۔"

ڈاکٹر سعادۃ بک "مسیا" سے مراد "محمدؐ" لیتے ہوئے کہتے ہیں:

برنابا نے محمدؐ کا ذکر کئی فصلوں میں صراحت کے ساتھ کیا ہے اور انھیں رسول اللہ بتایا ہے۔

اور ذکر کیا ہے کہ جب آدم جنت سے نکالے گئے تو جنت کے دروازے پر یہ سطریں نورانی حروف میں لکھی ہوئی دیکھیں:

"لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔"

اناجیل اربعہ اور انجیل برنابا کی روشنی میں عیسائیت عقائد اور اناجیلیں

۱۔ نوفل بن نعمت اللہ بن جرجس نصرانی اپنی کتاب "سوسنۃ سلیمان" میں کہتا ہے کہ

"نصاریٰ کا عقیدہ جو کلیسا کے اختلاف سے نہیں بدلتا اورجسے نیقیہ کی کونسل نے صحیح کہا ہے یہ ہے ایک خدا پر ایمان۔ ایک باپ ہے' جو کائنات کا نگراں ہے اور آسمان و زمین اور تمام مرئی اور غیرمرئی چیزوں کا خالق ہے اور ایک رب جو باپ کا اکلوتا بیٹا ہے اور جو صدیوں پہلے نور خدا سے پیدا ہوا تھا۔ وہ خدائے برحق ہے اور مخلوق سے پیدا نہیں ہوا۔ وہ جوہر میں باپ سے متفق ہے۔ جس سے ہر شے نکلی ہے۔ وہ ہم انسانوں اور ہمارے گناہوں کے سبب آسمان سے اترا اور روح القدس اور کنواری مریم سے جسم حاصل کیا اور پیلاطس کے عہد میں ہماری طرف سے سولی پر چڑھا۔"

۲۔ ڈاکٹر پوسٹ اپنی کتاب "تاریخ کتاب مقدس" میں کہتا ہے:

"خدائی ذات تین برابر کے اقانیم سے عبارت ہے۔ اللہ باپ' اللہ بیٹا' اور اللہ روح القدس۔ سلسلۂ تخلیق بیٹے کے واسطے سے باپ تک پہنچا ہے۔ بیٹے کی طرف کفارہ اور فدیہ کا انتساب ہوتا ہے اور روح القدس سے تطہیر و تزکیہ منسوب ہے۔"۳۔ اسلام کی شرح پادری پوٹر نے رسالے "الاصول و لفروع" میں یوں کی ہے:

"جب خدا نے دنیا پیدا کی اور انسان کو اس کا سرتاج بنایا تو ایک عرصے تک وہ اس کے لئے صرف اپنی وحدانیت ہی کا اعلان کرتا رہا' جیسا کہ یہ تورات سے معلوم ہوتا ہے۔"

ان بیانات سے علمائے مسیحیت کی یہ رائے ظاہر ہوتی ہے کہ:

۱۔ وہ تثلیث کو صحیح سمجھتے ہیں۔

۲۔ حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہتے ہیں۔

۳۔ اقانیم ثلاثہ کے جوہر ذاتی کو مساوی سمجھتے ہیں۔

۴۔ عیسیٰؑ کے نزول کا مقصد' بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتے ہیں۔

لیکن مصری پادری ابراہیم سعید اپنے رسالہ "بشارت لوقا" میں اقانیم کو ایک کہنے اور ولادت کو لفظی معنی میں ہیں بلکہ محبت کے معنی میں قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"ابن اللہ کے معنی اللہ سے طبعی اور ذاتی طور پر پیدا ہونے کے نہیں ورنہ انھیں ولد اللہ (خدا بچہ) کہا جاتا اور اس کے وہ معنی بھی نہیں جس معنی میں مسیحیوں کو خدا کے بیٹے کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ خدا سے مسیحؑ کی نسبت عام مسیحیوں جیسی نہیں اور اس چھٹائی بڑائی کا کوئی فرق بھی مقصود نہیں ہے۔ نہ زمانے اور جوہر کا اختلاف بتاتا ہے۔ البتہ وہ مسیح اور خداوند کی باہمی محبت کی ایک تعبیر ہے۔ اس لئے کہ باپ اور بیٹے کی محبت اس کا ایک ہلکا نمونہ اور اس کی ایک ہلکی سی جھلک ہی کہی جاسکتی ہے۔ اس تعبیر سے ہمیں یہ تعلیم دینا مقصود ہے کہ مسیح ہی وہ واحد شخص ہیں۔ جن کو خدا کی رضا حاصل ہے اور جنھوں نے خدائی وصیت کے پیش نظر موت کو قبول کیا اور صلیب پر چڑھ گئے۔ اور اسی وجہ سے انجیل میں کہا گیا کہ وہ میرا محبوب بیٹا ہے۔ جس سے میں خوش ہوں۔"

پادری ابراہم سعید کو یہ صفائی دینے اور مسیحی تعلیمات کی فلسفیانہ تعبیر کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ انجیل میں حضرت عیسیٰؑ نے تورات کو مستند قرار دیا ہے اور تورات میں توحید کی دعوت اس کی ترغیب اور ہر قسم کے شرک اور اس کے مظاہر کی تردید آئی ہے۔ اس لئے انجیل کے شرک اور توراۃ کی توحید کو ہم آہنگ کرنے کے لئے مسیحی پادری، پادری ابراہیم سعید ہی کی طرح تاویلیں کرتے ہیں۔

شرک اور تثلیث سے متعلق انجیلوں کے ان مقامات کو دیکھا جا سکتا ہے:

۱۔ یوحنا۔ باب ۱/ ۳۴، ۵۰، باب ۱۰/ ۳۰، باب ۳۰/ ۲۸۔

۲۔ متی:۔ باب ۵/ ۱۷، باب ۳/ ۱۷، باب ۲۶/ ۶۳، باب ۸/ ۳۴ و ۲۷، باب ۲۸/ ۱۹۔

۳۔ مرقس:۔ باب ۱۴/ ۶۱۔

۴۔ اشعیاء:۔ باب ۹/ ۵، باب ۷/ ۱۴، باب ۶/ ۱۱۔

دار و رسن کی آزمائش یا صلیب مسیحؑ

انجیل لوقا میں ہے کہ:

"ابن آدم اس لئے آیا تاکہ صلیب سے مرنے والوں کا کفارہ بنے۔ اس نے اپنی محبت و رحمت سے نجات کا راستہ بنا دیا۔"

انجیل یوحنا میں ہے:

"دوسرے دن اس نے یسوع کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا: دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اٹھا لے جاتا ہے۔" (۲۹:۱)

انجیل لوقا میں ہے:

"اس نے سب سے کہا جو میرے پیچھے آنے کا ارادہ کرے تو اپنے نفس کا انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اٹھا کر میرے ساتھ چلے۔"

انجیل یوحنا میں ہے:

"پس وہ یسوع کو لے گئے اور اپنی صلیب آپ اٹھائے۔ اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے اور جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے۔ وہاں انھوں نے اس کو اور اس کے ساتھ دو شخصوں کا مصلوب کیا۔" (۱۷:۱۹، ۱۸)

پادری ابراہیم سعید ان نصوص کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"معلم کے نقش قدم تلامذہ کے لئے رہنما ہوتے ہیں۔ اس لئے اگرچہ مسیح ہماری طرف سے سولی پر چڑھ گئے اور ان کے بارے میں کہا گیا کہ انھوں نے حق ادا کر دیا، لیکن اس مصلوبیت کی وجہ سے ہم پر ذمہ داری عائد ہوگئی۔ یہ نہیں کہ ہم مسیح مظلوم کے شریک بن جائیں بلکہ ہماری شرکت کے یہ معنی ہیں کہ ہم عملاً ان کی قربانی کی روح میں شریک ہوں۔

مسیح کے صلیب پر چڑھنے کے معنی ہیں کہ ان کی موت ہوگئی لیکن ایک مسیحی کی صلیب کے معنی ہیں کہ انانیت، حسب ذات اور نفس پرستی کی موت ہو جائے۔"

اس طرح مسیحیوں کے یہاں صلیب اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح کے نقش قدم کی پیروی کی جائے۔ یہاں چند قابل غور امور سامنے آتے ہیں:

۱۔ کیا پھانسی پانا مسیح کا عمل قرار دیا جائے گا اور کیا سے ایسی دینی چیز مانا جائے گا جس کی مسیح نے تعلیم دی ہو؟

۲۔ کیا مسیح نے اس شخص کے لئے استغفار کیا تھا۔ جس نے انھیں رومی حکومت کے حوالے کیا تھا یا مسیح نے پھانسی کے حکم کو بغیر کسی ناگواری کے قبول کر لیا تھا؟

انجیل یوحنا میں ہے کہ:

"یسوع نے اسے جواب دیا کہ اگر تجھے اوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا اس سبب سے جس نے مجھے تیرے حوالے کیا اس کا گناہ زیادہ ہے۔" (۱۱:۱۸)

پھر کیوں کر کہا جاسکتا ہے کہ مسیح بنی آدم کے گناہوں کے کفارے کے طور پر مصلوب

ہوئے حالانکہ وہ گرفتار کرانے والے کو بڑا گناہ گار کہتے ہیں ؟

ایٹین ڈینیہ کی رائے میسحیت کے بارے میں

میسحیت میں خدا کا تصور ایک عمر دراز آدمی کا ہے۔ جس پر ضعف اور بڑھاپے کے تمام آثار ہو چکے ہیں اور اس کے چہرے کی لٹکی ہوئی جھریوں اور سلوٹوں اور اس کی لمبی سفید داڑھی سے دلوں میں موت اور فنا کی یاد بیدار ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم مسیحیوں کو "خدائے تعالے! زندہ باد!" کا نعرہ لگاتے سنتے ہیں اور ہمیں تعجب نہیں ہوتا۔ ہمیں اس لئے تعجب نہیں ہوتا کہ جب ان کے عقیدے میں خدا بوڑھا ہو چکا ہے تو (نعوذ باللہ) اس کی موت سے ڈر کر اس کی حیات کے لئے تو وہ دعا مانگیں ہی گے۔

اسی کے ساتھ بیٹے' ماں' ماں کے شوہر' صلیب' یسوع کے دل کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں اور ان کی ہزاروں تصویریں احترام و تقدیس کے جزبات ظاہر کرتی ہیں اور وہ اسی طرح ان کے لئے مقدس ہیں جیسا کہ بت پرستوں کے لئے ان کے بت۔

ایسے ہی یہودی توحید کے دیوتا "یا ھو" کی تصویریں بنائی جاتی ہیں جنھیں ویٹیکن اور انجیل کے پرانے مصور نسخوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

برنابا کی انجیل میں عقیدہ میسحیت

برنابا اپنی انجیل کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"کچھ آیات کو شیطان نے مدعیان تقویٰ اور داعیان شرک کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ جیسے وہ مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے اور ختنہ کے خدائی حکم کو ترک کرتے ہیں۔"

اس سے برنابا کا میسحیت سے اختلاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ مسیح کو ابن اللہ نہیں مانتے۔ برنابا اپنی انجیل کے سترویں باب میں اس عقیدہ پر اور اصرار کرتے ہیں:

"مسیح نے کہا میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس پر پطرس نے کہا آپ مسیح ابن اللہ ہیں تو اس وقت مسیح غضبناک ہوگئے اور انھیں ڈانٹتے ہوئے کہا یہاں سے دور ہوجاؤ اس لئے کہ تمہیں شیطان ہو اور تم میرا برا چاہتے ہو۔"

صلیب کے بارے میں

"تب اللہ نے ایک عجیب کام کیا۔ پاس یہودا بولی اور چہرے میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا کہ وہی یسوع ہے۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے مسیح کو

جھوٹا نبی سمجھ کر میسحیت سے توبہ کرلی۔ اس لئے کہ ان کے خیال میں مسیح کو دنیا کے خاتمہ کے وقت یہاں سے جانا چاہیے تھا ---------- (مسیح نے تیسرے دن دوبارہ آسمان سے آنے کے بعد کہا) اور اس نے ان لوگوں میں سے بہتوں کو ملامت کی جنھوں نے اعتقاد کیا تھا کہ وہ یسوع مر کر پھر جی اٹھا ہے یہ کہتے ہوئے آیا تم مجھ کو اور اللہ دونوں کو جھوٹا سمجھتے ہو؟ اس لئے کہ اللہ نے مجھے ہبہ فرمایا ہے کہ میں دنیا کے خاتمہ کے کچھ پہلے تک زندہ رہوں جیسا کہ میں نے ہی تم سے کہا ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں نہیں مرا ہوں' بلکہ یہودا خائن مرا ہے۔ تم ڈرتے رہو اس لئے کہ شیطان اپنی طاقت بھر تم کو دھوکہ دینے کا ارادہ کرے گا لیکن تم تمام اسرائیل اور ساری دنیا میں ان سب چیزوں کے لئے جن کو تم نے دیکھا اور سنا ہے۔ میرے گواہ رہو۔"

(انجیل برنباس (اردو) ۲۹۷'۳۰۷)

یہ برنابا کی صراحت اور وضاحت تھی۔ اب اس سے متعلق کچھ چیزیں پیش کی جاتی ہیں:

اول: انجیل یوحنا سے یہ وضاحت کہ خود مسیح کا کہنا تھا کہ میں اپنے باپ یا رب الناس کی طرف جارہا ہوں۔

ثانی: رسالۂ اعمال سے جس کا کاتب قبرص والوں کو برنابا اور پولس کی خدائے تعالے کے لئے نصیحت نقل کرتا ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں نصوص میں برنابا کی ان باتوں کی تائید ملتی ہے جو انھیں مسیح علیہ السلام کے زمانہ ہی میں معلوم ہوگئی تھیں۔ پھر اس کے بعد انجیل یوحنا کی ایک عبارت بھی درج ہوگی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ انجیل یوحنا کے کاتب کا عقیدہ ہے۔ حضرت مسیحؑ کی اس کے بار میں کوئی تصریح نہیں۔

۱۔ "یسوع نے اس (مریم) سے کہا مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جاکر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور ان کے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔" (یوحنا ۲۰:۱۸)

۲۔ "پس وہ روح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے اور وہاں سے جہاز پر کپرس (قبرص) کو چلے اور سلمیس میں پہنچ کر یہودیوں کے عبادت خانوں میں خدا کا کلام سنانے لگے اور یوحنا ان کا خادم تھا۔-------- لوگوں نے پولس کا یہ کام دیکھ کر اینہ کی بولی میں بلند آواز سے کہا کہ آدمیوں کی صورت میں دیوتا اتر کر ہمارے پاس آئے ہیں -------- جب برنباس اور پولس رسولوں نے یہ سنا تو اپنے کپڑے پھاڑ کر لوگوں میں جا کودے اور پکار پکار کر کہن ےلگے کہ لوگو تم کیا کرتے ہو؟ ہم بھی تمہارے ہم طبعیت انسان ہیں اور تمہیں خوشخبری سناتے ہیں تاکہ ان

باطل چیزوں سے کنارہ کرکے اس زندہ خداوند کی طرف پھرو جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور وہ جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا اس نے اگلے زمانے میں سب قوموں کو اپنی اپنی راہ چلنے دیا تو بھی اس نے اپنے آپ کو بے گواہ نہ چھوڑا۔"

ان نصوص سے پتہ چلتا ہے کہ حقیقت کا صحیح سراغ انجیل برنباس ہی سے مل سکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ چیز بڑے اہتمام اور توجہ کی طالب ہے، یہاں یہ بھی بتانا مناسب ہوگا کہ عقیدہ تثلیث کا موجد یوحنا ہے۔ چنانچہ انجیل یوحنا میں ہے:۔

"اور یسوع نے اور بہت سے معجزے شاگردوں کے سامنے دکھائے جو اس کتاب میں لکھے نہیں گئے کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لاکر اس کے نام سے زندگی پاؤ۔ (۲۰: ۳۰، ۳۱)

اسی سبب سے برنابا نے اپنی انجیل لکھی جیسا کہ وہ اس کے مقدمہ میں کہتے ہیں:۔

"جو لوگ گمراہ ہوئے ان میں پولس بھی ہے جس کا ذکر مجھے افسوس کے ساتھ کرنا پڑتا ہے، اور اسی سبب سے یہ حقیقت لکھ رہا ہوں جس کا میں نے مشاہدہ کیا ہے۔"

یہیں سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اناجیل اربعہ اور انجیل برنابا میں مسیحی مذہب و عقیدہ کے بیان میں بہت زیادہ فرق و اختلاف موجود ہے، جسے ان نکات میں متعین کیا جا سکتا ہے:

۱۔ اناجیل اربعہ میں تین اقانیم کا ذکر ہے، جبکہ برنابا کے سہل و سادہ عقیدے میں خدا کو رب العالمین اور خالق ارض و سما کہا گیا ہے۔

۲۔ اناجیل اربعہ حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہتی ہیں، اور برنابا انہیں خدا کا نبی کہتے اور اسی پر زور دیتے ہیں، اور پولس کی تحریفات پر اپنا صدمہ اور افسوس ظاہر کرتے ہیں، اور اس کی تصحیح کے لئے انجیل لکھتے ہیں:

۳۔ اناجیل اربعہ میں حضرت عیسیٰ پھانسی پا گئے، مگر برنابا کہتے ہیں کہ انہیں پھانسی نہیں ہوئی، ان کی وفات ہوئی بلکہ وہ اٹھا لئے گئے اس لئے کہ ان سے اس کا وعدہ کیا گیا تھا ------ کتنے ہی لوگ پھانسی کی خبر سن کر مسیح کو نبی کاذب سمجھنے لگے اس لئے کہ مسیح نے کہا تھا کہ وہ قیامت کے قریب انتقال کریں گے۔

کیا یہی وہ حقائق اور اختلافات نہیں جن کے سبب پوپ اور کلیسا انجیل برنابا کو حرام ٹھہرائے

ہوئے ہیں؟ یا کوئی اور چیز اس پابندی کا سبب ہے؟

انجیل برنباس ایک عیسائی دانشور کی نظر میں [۱]

انجیل برنباس کا واحد قدیم نسخہ جسکو دنیا میں شہرت اور اعتبار حاصل ہے، اور جس سے یہ عربی ترجمہ کیا گیا ہے۔ ایطالی زبان میں اور آسٹریا کے پایہ تخت وائنا کے خاص شاہی کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس کا حجم ۲۲۵ دبیر کاغذ کے صفحوں پر مشتمل ہے، سب سے پہلے اس انجیل کا اطالوی زبان کا نسخہ شاہ جرمنی کے مشیر کریمر نے پایا تھا، جس وقت یہ نسخہ اس کو ملا ہے، اس وقت وہ ایمسٹرڈم (ہالینڈ) میں مقیم تھا، چنانچہ اس نے ۱۷۰۹ء میں شہر مذکور کے ایک مشہور و معزز آدمی کے کتب خانہ سے حاصل کیا، بہرحال کریمر طولند نے یہ کتاب وہاں سے اڑالی، اور اس کے چار سال بعد پرنس ابوجین سافوی کو نذر کردی، پرنس مذکور بڑا جنگجو اور دلیر تھا، لیکن جنگ جوئی اور سیاسی مشاغل کے باوجود اسے علوم اور تاریخی یادگاروں کا بے شوق تھا، ۱۷۳۸ء میں انجیل برنباس کا یہ نسخہ شہزادے کے کتب خانہ کے ساتھ وائنا کے شاہی دربار میں منتقل ہوگیا، اور اب تک وہیں ہے۔

رسولوں کے اعمال اور خطوط

اناجیل اربعہ کے بعد انجیل برنابا کے سوا جنہیں کلیسا مسیحیت کا ماخذ سمجھتا ہے، رسولوں کے اعمال اور خطوط کی اہمیت ہے، وہ ان مسیحی تعلیمات کا ماخذ ہیں، جو مذہب کی تشکیل اور واجبات کی تعین کرتی اور رسوم و شعائر اور دینی آداب کو واضح کرتے ہیں، مسیحیت پر بحث کے لئے ہم ان کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے:

(۱) معنی (۲) عدد (۳) تدوین کی زبان (۴) ان کے کاتبین (۵) ان کی دینی حیثیت۔

۱۔ رسائل کے معنی:

رسولوں کے اعمال کلیسا کی اصطلاح میں "تعلیمی رسالے" کہے جاتے ہیں، اس لئے کہ وہ حضرت مسیح کی زندگی کی تشریح و توضیح، عملی لحاظ سے کرتے ہیں، جبکہ انجیلیں صرف حضرت مسیح سے متعلق قصوں کی حیثیت رکھتی ہیں، اس طرح ان کا تعلق ماضی کی ایک داستان سے ہے، البتہ اس

میں تقدس کا ایک رنگ بھی ہے، لیکن یہ رسائل حرکت و عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور واجب و فرض کی تعلیم دیتے ہیں، گویا وہ مسیحیت کا وہ نظام عمل ہے، جسے ایک مسیحی کو اپنے حال اور مستقبل میں عملاً اپنانا ہوتا ہے، اس اہمیت کا سبب یہ رسائل مسیحیت کا ایک بڑا ماخذ بن جاتے ہیں۔

رسائل کی تعداد :

ان رسائل کی تعداد ۲۳ بتائی جاتی ہے، جن کی تفصیل اس طرح بتائی جاتی ہے:

۱۔ رسولوں کے اعمال (جسے لوقا صاحب انجیل ثالث نے لکھا ہے۔)

۲ تا ۱۴۔ وہ خطوط جنہیں پولس نے مختلف شہر کے لوگوں کے نام لکھا جن کے نام یہ ہیں: روم، کرونتھی، گلتی افیسی، فلپنی، کلستی، تمیتھی، ططس، فلیمون، عبرانی، پھر سولھواں خط یعقوب نے، سترہواں، اٹھارہواں پطرس نے۔

۱۹ تا ۲۱ ۔ یوحنا نے، بائیسواں یہوداہ نے لکھا۔ نمبر ۲۳ پر یوحنا عارف کا مکاشفہ ہے، جسے "نبی کی کتاب" بھی کہا جاتا ہے، اس کا مقصد و منہاج سابقہ رسالوں سے مختلف ہے۔ اس لئے کہ اس میں حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت و سلطنت بیان ہوئی ہے، جبکہ دوسرے رسائل وعظ، عبادت کے قصوں اور دینی سبق پر مشتمل ہیں۔

رسالہ یوحنا میں الوہیت مسیح کے ساتھ دکھایا گیا ہے کہ مسیحؑ کو کلیسا، ارباب کلیسا اور اس کے مستقبل کا علم بھی ہے، اس میں کبھی خدا کو ایک بوڑھے کی شکل میں دکھا گیا ہے، جو مسیح کا ہم شکل ہے، اور اپنے سینے پر ایک سونے کا پٹکا باندھے ہوئے ہے اس کی آنکھیں شعلے کی طرح ہیں، اس کے ہاتھ میں سات ستارے اور ایک دو دھاری تلوار ہے اور کبھی مسیح کو ایک مذبوح بھیڑ کی شکل میں بتایا گیا ہے، جس کی سات سینگیں اور سات آنکھیں ہیں۔ (اصحاح ۱، ۵)

تحریر کی زبان اور اس کے لکھنے والے :

تاریخ رسائل کے ماہرین کی رائے ہے کہ یہ رسائل جس زبان میں لکھے گئے تھے، وہ یونانی زبان تھی، ان رسائل کو چھ اشخاص نے لکھا تھا، (۱) لوقا (۲) یوحنا، (۳) پطرس (۴) یعقوب (۵) یہوذا (۶) پولس ------ لوقا اور یوحنا کے بارے میں پہلے بتایا جا چکا ہے، پرس حواریوں میں سے تھا، اس کا اصلی نام سمعان تھا، اس کا پیشہ ماہی گیری تھا، حضرت مسیح کے بعد وہ انطاکیہ اور رومیہ میں مسیحی مبشر اور مبلغ کے طور پر گیا تھا، اس کا انجام یہ ہوا کہ نیرو کے مظالم کا شکا ہوا،

پھانسی کی سزا سنائی گئی تو اس نے درخواست کی کہ اسے الٹا لٹکا کر پھانسی دی جائے تاکہ مسیحؑ کی صلیب کے مشابہ نہ ہو۔

صاحب "مروج الاخبار فی تراجم الابرار" کا یہ کہنا قابل غور بات ہے کہ یہ اور اس کا شاگرد، مرقس الوہیت مسیحؑ کے منکر تھے۔

یعقوب : یوحنا بن فریدی کا بھائی تھا، جو حواری تھے، اور شکار پیشہ مسیح اہل قلم کا کہنا ہے کہ یعقوب بھی اپنے بھائی کی طرح حواری تھے، اور وہ یروشلم کے پہلے پوپ (اسقف) مقرر ہوئے تھے۔

تاریخ الامتہ القبطیتہ : کا ان کے مرتبہ کے بارے میں بیان ہے کہ: وہ اپنی طہارت و نظافت کے لئے اتنے مشہور تھے کہ ان کا نام ہی "نیک یعقوب" پڑ گیا، ان کا انجام یہ ہوا کہ یہودیوں نے سنگسار کر کے ہلاک کر دیا، یہ سزا ۶۱ء یا ۶۲ء میں دی گئی۔

یہوذا : کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا وہ یہوذا اسخریوطی تھا، جس نے مسیح کو گرفتار کرایا تھا یا کوئی اور ہے؟

انجیل متی میں یہوذا کا ذکر تداوس کے نام سے ہوا ہے، برنابا کا کہنا ہے کہ وہ اسخریوطی نہیں بلکہ دوسرا شخص ہے، کچھ لوگ اسے یعقوب کا چھوٹا بھائی مانتے ہیں اس طرح زبدی صیاد کے تین بیٹے ہوتے ہیں، (۱) یوحنا حواری (۲) یعقوب حواری (۳) اور یہوذا۔ اگرچہ متی نے یوحنا اور یعقوب ہی کا نام لیا اور کہا ہے کہ زبدی کے یہی دو بیٹے تھے، اس نے یہوذا اور اس کے بلا و عجم میں مرنے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس لئے یہوذا کی شخصیت تحقیق کی محتاج رہ جاتی ہے کہ وہ کون تھا؟

پولس : کی شخصیت مسیحی تاریخ میں بہت اہم سمجھی جاتی ہے اس لئے کہ شروع میں تو اس کی زندگی مسیحیت کے شایاں نہیں معلوم ہوتی لیکن بعد میں وہ مسیحی علوم کا شارح، اور عبادات و رسوم اور کلسیائی نظام کا معلم بن کر سامنے آیا، خصوصا دینی رسوم و تقریبات کے سلسلے میں صرف اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے، خود اس کا کہنا ہے کہ:

"میں ایک یہودی تھا، طرسوس کیلیکہ میں میری ولادت ہوئی
لیکن میری پرورش اس شہر (یروشلم) میں ہوئی"۔ (اعمال : ۲۲)

لیکن ۲۳ میں اصحاح میں ہے کہ:

"جب پولس نے یہ معلوم کیا کہ بعض صدوقی ہیں' اور بعض فریسی تو عداوت میں پکار کر کہا کہ اے بھائیو! میں فریسی اور فریسیوں کی اولاد ہوں' مردوں کی امید اور قیامت کے بارے میں مجھ پر مقدمہ ہو رہا ہے"۔

(اعمال ۲۳ : ۷)

اصحاح ۲۲ :۲۶ میں ہے:

تو پلٹن کے سردار نے حکم دے کر کہا کہ اسے قلعہ میں لے جاؤ اور کوڑے مار کر اس کا اظہار لو۔ تاکہ ۔ مجھے معلوم ہو کہ وہ کس سبب سے اس کی مخالفت میں یوں چلاتے ہیں' جب انہوں نے اسے تسموں سے باندھ لیا' تو پولس نے اس صوبہ دار سے جو پاس کھڑا تھا کہا کہ کیا تمہیں روا ہے کہ ایک رومی آدمی کے کوڑے مارو اور وہ بھی قصور ثابت کئے بغیر"۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پولس کو رومی' فریسی' یہودی یا کیا سمجھا جائے؟ اس کی قومیت کا تعین ایک اہم معاملہ ہے اور یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بارے میں خود پولس کے اقوال میں تضاد کیوں ہے؟

پولس اور مسیحیت :

۱۔ پولس شروع میں مسیحیت کا سخت مخالف اور مسیحیوں کی ایذارسانی میں سب سے آگے تھا' یہ تفصیلات "رسولوں کے اعمال" میں موجود ہیں جیسے یہ ہے کہ:

اور شاؤل (پولس) جو ابھی تک خداوند کے شاگردوں کو دھمکانے اور قتل کرنے کی دھن میں تھا' سردار کاہن کے پاس گیا"۔ (۹:۱)

دوسری جگہ ہے:

اس نے یروشلم میں پہنچ کر شاگردوں میں مل جانے کی کوشش کی اور سب اس ڈرتے تھے' کیونکہ ان کو یقین نہیں آتا تھا کہ یہ شاگرد ہے"۔ (۹:۲۷)

۲۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس (شاؤل) کو پھر مقدس مان لیا گیا :

جب وہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ یکایک آسمان سے ایک نور اس کے گرد اگرد آ چمکا' اور وہ زمین پر گر پڑا اور یہ آواز سنی کہ اے شاؤل! اے شاؤل! تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ اس نے پوچھا اے خداوند! تو کون ہے؟ اس نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے' مگر اٹھ شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہئے وہ تجھ سے کہا جائے گا"۔ (۹: ۴ ـ ۶)

یہاں قاری کو ایک خلا محسوس ہو گا کہ پولس مسیحیت کے دشمن سے مسیحیت کا نبی کیسے بن گیا؟ اور جس چیز کا وہ مخالف تھا' اب اسی کا مصدر و ماخذ کیسے ہوگیا؟ کیا خدا شرپسندوں میں سے کسی کو نبی بناتا اور اپنے دین کے دشمنوں کو یہ اعزاز بخشتا ہے؟ اس کے علاوہ عقلا بھی یہ بات نہیں سمجھ میں آتی کہ کوئی شخص عداوت سے محبت کی طرف یکبارگی ایسی جست لگا سکتا ہے' اور مخالفت چھوڑ کر اس دین پر ایمان لا سکتا ہے' چہ جائیکہ اس عقیدہ کا رکن رکین اور مضبوط ستون بن جائے۔

اس واقعہ کے نفسیاتی مطالعہ اور تاریخی جائزہ ----- دونوں کی ضرورت ہے تاکہ پولس کی تعلیمات کا پس منظر سمجھا جا سکے اور ان کی صحت معلوم ہو سکے' اس لئے کہ یہ تعلیمات ہی آج مسیحیت کا اول و آخر مرجع سمجھی جا رہی ہیں۔

پولس کا انجام بھی عبرتناک ہوا' اور ۶۶ء یا ۶۷ء میں نیرو کے حکم سے قتل ہوا۔

رسائل پر چند ملاحظات :

ان رسائل میں ان نکات کی تحقیق ضروری ہے:

۱۔ ان کے لکھنے والوں نے یہ کلام مقدس کہاں سے حاصل کیا' اور اس کے الہامی ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

۲۔ یہ رسالے وحی ہیں یا وحی کی تشریح و توضیح؟

۳۔ کیا یہاں حضرت مسیحؑ پر وحی کا امکان بھی ہے' حالانکہ وہ عیسائی عقیدے میں ابن اللہ ہیں' کیونکہ وحی تو خدا اور پیمبر کے درمیان ہوتی ہے خدائی گھرانے کے لئے وحی کا واسطہ سمجھ میں

نہیں آتا۔

۴۔ رسالہ اعمال" نے ان ۱۲۰ افراد کے نام نہیں بتائے جو روح القدس سے بھرے گئے تھے۔

۵۔ گیارہ حواریوں میں سے صرف چند ہی کے رسالے موجود ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ بقیہ نے رسالے نہیں لکھے، جبکہ دوسرے غیر حواریوں نے رسالے لکھے ہیں، اب ایسے لکھنے والوں کے لئے الہام مانا جائے یا نہیں؟ الہام ماننے کی صورت میں الہام کی پھر کوئی تخصیص نہیں رہ جاتی، اور پھر غیر حواریوں کے لئے کیسے الہام مانا جا سکتا ہے؟

اب یہاں دو صورتیں ہیں اگر رسائل کو الہامی نہ مان جائے تو ان کی دینی اہمیت باقی نہیں رہتی، اور اگر الہام کو ضروری قرار دیا جائے تو غیر حواری جسے الہام نہیں ہوتا تو وہ کیسے ایک الہامی کتاب لکھ سکتا ہے؟

۶۔ اس سلسلے میں الہام کے متعلق چند مسیحیوں کے خیالات یہاں لکھتا ہوں؟

مسٹر ریس کا کہنا ہے کہ : لوگوں نے کتب مقدسہ کو الہامی کہا ہے، لیکن یہ بھی مانا ہے کہ ان کتابوں کے مولفین کے قول و فعل میں تضاد پائے جاتے ہیں۔ مثلاً آپ جب متی کی آیات ۱۹، ۲۰ صحاح ۱۰ کا مقابلہ مرقس کی آیات ۱۱ اصحاح ۱۳ سے کریں پھر ان کا مقابلہ "اعمال کی ان ۲ آیات سے کریں جو ۲۳ ویں اصحاح میں ہیں تو واضح اختلاف نظر آتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض حواری صاحب وحی نہیں تھے، جیسا کہ یروشلم کی کونسل کے مباحث سے معلوم ہوتا ہے، انجیل متی کے بارے میں خود قدیم مسیحیوں کا خیال تھا کہ وہ الہامی نہیں۔

استاولن، انجیل یوحنا کی غیر الہامی مانتے ہیں، اور رسولوں کے خطوط کی بھی یہی حالت ہے، اکثر مسیحی ۳۶۳ء تک رسالہ یعقوب، اور یوحنا کے پہلے دوسرے رسالے اور مکاشفہ کو غیر الہامی مانتے تھے، انجیل کا تضاد اس کے غیر الہامی ہونے کا ایک بڑا ثبوت ہے، چند اختلافات ملاحظہ ہوں:

حضرت عیسیٰؑ کی نسبت اختلاف یہ ہے کہ متی میں انہیں حضرت داؤدؑ کے سلسلہ میں بتایا ہے، اور لوقا میں ہے کہ وہ سلاطین کی نسل سے نہیں بلکہ داؤدؑ اور ناثان ہی اس سلسلے میں ہیں، مجنون لڑکی شفا چاہنے والی عورت کو متی اصحاح ۲ میں کنعانیہ اور مرقس کے اصحاح ۸ میں اسے فینیقیہ اور شامیہ بتایا گیا ہے۔

۷۔ ۳۲۵ء میں نیقیہ میں منعقد شدہ مسیحی کونسل نے ان رسائل کو تسلیم نہیں کیا تھا:

پولس کا خط عبرانیوں کے نام، پطرس کا دوسرا خط، یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط، یعقوب، اور یہوذا کے

خطوط اور یوحنا کا مکاشفہ۔

یہ تمام رسائل مسیحیت کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں مگر اسے لودیسیا کی کونسل نے ۳۶۴ء میں تسلیم کیا۔

۸۔ ان رسائل کے مسلسل سند اور روایت بھی موجود نہیں۔ بلکہ یہ ارنیوس کے ذریعہ ۲۰۰ء اور کلیمنس کے ذریعہ ۲۱۶ء میں متعارف ہوئے۔

۹۔ رومی حکومت نے ۳۰۳ء میں تمام کلیساؤں اور کتابوں کی بربادی اور مسیحیوں کے عبادتی اجتماعات کو ممنوع کر دیا تھا، اور پولس بھی حکمرانوں کا آلہ کار تھا، جیسا کہ "اعمال" کا نواں اصحاح یہ تفصیلات پیش کرتا ہے۔

اس بحث و تحقیق کا داعیہ مسیحیت کے خلاف کوئی تعصب نہیں بلکہ یہ جذبہ ہے کہ تلاش حق بنی آدم کی مشترکہ تلاش ہے اور پوری انسانیت کے مفاد میں ہے، اور اسے نظرانداز کرنا انسانیت پر ظلم ہے، بحث و تحقیق سے ادعا اور انانیت ختم ہوتی ہے، اور صحیح علم ہی کے ذریعہ انسان، حیوانی سطح سے بلند ہوتا ہے، اس لئے عدل، حق، اور انسانیت کے لئے ہم سب کی تلاش جاری رہنی چاہئے۔

اہل کتاب کون ہیں؟

قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اہل کتاب کو مختلف انداز میں خطاب کیا گیا ہے۔ جیسے:

یا اهل الکتاب لستم علی شئی حتی تقیموا التوراة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم ط
(مائدہ - ۶۸)

اے اہل کتاب! تم کسی مذہب پر نہیں جب تک کہ توراۃ انجیل اور اس کتاب پر قائم ہو جاؤ جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

یااهل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب و یعفو عن کثیر' قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین ط
(المائدہ - ۱۵)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا جو تمہیں بہت سی باتیں بتاتا ہے جنہیں تم کتاب میں سے چھپائے اور بہتوں کو معاف کرتا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آ چکی ہے۔

یااهل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل ان تقولوا ما جاء نا من بشیر ولا نذیر
(المائدہ- ۱۹)

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا جو حقائق تمہارے سامنے رکھتا ہے۔ رسولوں کی ایک مدت کے بعد تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت والا یا ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

یااهل الکتاب لم تحاجون فی ابراہیم وما انزلت التورة والانجیل الا من بعده افلا تعقلون (آل عمران - ۶۵)

اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں حجت کرتے ہو' جبکہ توراۃ و انجیل اس کے بعد اتاری گئی ہیں کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے۔

یااهل لکتاب لم تکفرون بایات اللّٰہ وانتم تشهدون - یا اهل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل و تکتمون الحق وانتم تعلمون (آل عمران- ۷۰' ۷۱)

اے اہل کتاب! تم جان بوجھ کر خدا کی آیتوں کا انکار کیوں کرتے ہو۔ اے اہل کتاب! تم حق کو باطل میں کیوں ملا دیتے ہو' اور حق کو جانتے ہوئے بھی کیوں چھپاتے ہو؟

یااهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللّٰہ الا الحق انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللّٰہ (النساء -۱۷۱)

اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلومت کرو اور اللہ کے بارے میں حق بات ہی کہو' مسیح عیسیٰ بن مریم صرف خدا کا رسول تھا۔

ولا تجادلو اهل الکتاب الا بالتی هی احسن الا الذین ظلموا منهم
(العنکبوت - ۴۶)

اہل کتاب سے اچھے انداز سے بحث مباحثہ کرو' مگر ان میں سے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا ہے۔

یااهل الکتاب تعالو الی کلمة سواء بینا وبینکم الا نعبد الا اللّٰہ ولا تشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللّٰہ فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون
(آل عمران - ۶۴)

اے اہل کتاب! اس چیز کی طرف آجاؤ جو ہمارے تمہارے درمیان متفقہ اور مسلمہ ہے کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں' اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں' اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا رب نہ بنائے۔ اگر وہ نہ مانیں تو کہو کہ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

یہاں یہ سوال ہے کہ کون سے اہل کتاب ہیں' جن کو قرآن اس کثرت سے مخاطب کرتا ہے؟ لیکن جواب سے پہلے قرآن نے اہل کتاب پر جو حکم لگائے ہیں' اسے بھی دیکھنا چاہئے' جیسے شرک کا الزام اس آیت میں لگایا گیا ہے:

اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون اللّٰہ والمسیح بن مریم و ما امروا الا لیعبدوا الهاواحدا لا اله الا هو سبحانه عما یشرکون یریدون ان یطفؤ نور اللّٰہ بافواههم و یابی اللّٰہ الا ان یتم نوره و لو کره الکافرون' والذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون
(التوبہ ۳۱ - ۳۳)

انہوں نے اپنے علماء اور راہبوں کو خدا کو چھوڑ کر اپنا رب بنا لیا اور مسیح بن مریم کو' حالانکہ انہیں صرف خدائے واحد کی عبادت کا حکم تھا' جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی ذات انکے شرک سے بلند و برتر ہے' وہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں' حالانکہ اللہ اپنے نور کو مکمل کر دینا چاہتا ہے' اگرچہ کافر کتنا ہی برا کیوں نہ مانیں' وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

اہل کتاب پر دوسرا الزام کفر و خسران کا عائد کیا گیا ہے:

ولن ترضی عنک الیهود ولا النصاری حتی تتبع ملتهم قل ان هدی اللّٰہ

اور یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کی ملت

هو الهدى' ولن اتبعت اهواء هم
بعد الذى جاؤك من العلم مالك
من الله من ولى ولا نصير الذين
اتينا هم الكتاب يتلوه حق تلاوته
اولئك يومنون به ومن يكفر به
فاولئك هم الخاسرون
(البقرة ۱۲۰' ۱۲۱)

کو نہ قبول کرلیں۔ آپ کہدیجئے کہ اللہ کو ہدایت ہی اصل ہدایت ہے' اور اگر علم و یقین کے بعد بھی آپ ان کے خواہشات کی پیروی کریں گے تو خدا کے سوا آپ کا کوئی والی و مددگار نہ ہوگا جن کو ہم نے کتاب دی اور وہ اسے اچھی طرح پڑھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں' اور جو اس سے انکار کریں تو وہی گھاٹے والے ہیں۔

ان آیات میں اہل کتاب کے بارے میں متعدد تصریحات ملتی ہیں کبھی انہیں مشرک اور کبھی کافر اور کبھی اہل خسارہ کہا گیا ہے' اس لئے اس موقع پر اہل کتاب کی تعریف اور توضیح ضروری ہو گئی ہے' تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ قرآن' کن لوگوں کو اہل کتاب کہتا ہے؟ اسی کے ساتھ تقابلی مطالعہ مذاہب کے سلسلے میں ہم کس مسیحیت کا اسلام سے موازنہ کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام سے اس مشرقی مسیحیت کا (جو موازنہ روما اور قسطنطنیہ کے بجائے یروشلم اور انطاکیہ میں ظاہر ہوئی) کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مرحوم استاد عباس محمود عقاد کہتے ہیں:

”یہ بات بدیہی ہے کہ جو شخص اسلام اور مسیحیت کے لئے مذاہب کے تقابلی مطالعہ کا طریقہ اختیار کرتا ہے' اسے مسیحیت کی دینی حالت بھی دیکھنی چاہئے اور دعوت اسلامی کے جزیرۃ العرب میں ظہور کو دیکھے' ایسے کسی آدمی کے لئے اسلام کو مسیحیت کی بدلی ہوئی شکل نہیں سمجھنا چاہیے“۔

وہ مزید کہتے ہیں:-

”مسیحی عقائد کے نشیب و فراز کا جو حال بھی ہوا اور عہد بہ عہد کی تبدیلیوں کا جو رنگ بھی ہو' لیکن اسلام سے موازنہ کے وقت جزیرۃ العرب اور اس کے آس پاس کی مسیحیت ہی کو سامنے رکھنا چاہیے“۔ ۱۰

یہاں یہ تین باتیں مدنظر رکھنی چاہئیں:-

۱۔ قرآن اہل کتاب کی اصطلاح ان قوموں کے لئے استعمال کرتا ہے جن کے لئے خاص نبی آئے تھے۔

۲۔ قرآن' معاندین اہل کتاب کو مشرک' کافر' اور فاسق قرار دیتا ہے۔

۳۔ مذاہب کے تقابلی مطالعہ کرنے والے کو عرب کی مسیحیت کو سامنے رکھنا چاہئے جس کا ظہور اسلام سے سابقہ ہوا تھا۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ مسیحیت' کوئی مستقل بالذات دین نہیں بلکہ وہ دین موسوی کی توسیع اور اس کا تسلسل و استمرار ہے' اس لئے کہ حضرت عیسیٰؑ کو توراۃ و انجیل دونوں دی گئی تھیں' اور انہیں بعض احکام میں ترمیم و اضافہ کا اختیار دیا گیا تھا' بہرحال دونوں ہی کتابوں میں وہ یہودی قوم کے ساتھ ہی مخصوص نظر آتی ہے۔

یہ بات قرآن اور انجیل دونوں میں مسلم ہے' قرآن میں ہے:-

ورسولا الى بنى اسرائيل
(آل عمران ـ ۴۹)

اور (عیسیٰؑ کو) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

واذ قال عيسىٰ بن مريم يابنى اسرائيل
انى رسول الله اليكم مصدقا
لما بين يدى من التوراة و مبشرا
برسول ياتى من بعد اسمه احمد
(الصف۔ ۶)

اور جب عیسیٰ بن مریمؑ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے لئے اللہ کا رسول ہوں اور اپنے سے پہلے آنے والی توراۃ کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔

انجیل میں ہے کہ ”میں بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ ۱۱

”اہل کتاب“ کی تعریف سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ قرآن اپنے سے پہلے تمام کتابوں کی منسوخ قرار دیتا ہے' اور عقیدہ و شریعت کے بارے میں اپنے طور پر تفصیلات فراہم کرتا ہے:

هوالذى ارسل رسوله بالهدى
ودين الحق ليظهره على الدين
كله وكفى بالله شهيدا
(الفتح ۲۸)

وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اور اللہ کی گواہی بہت کافی ہے۔

تبارك الذى نزل الفرقان على
عبده ليكون للعالمين نذيرا
(الفرقان ۱)

بابرکت ہے وہ ذات جس نے قرآن اپنے بندے پر اتارا تاکہ وہ جہانوں کے لئے ڈرانے اور آگاہ کرنے والا بن جائے۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی	جو لوگ اس رسول اور نبی امی کی اتباع کرتے
الذی یجدونہ مکتوبا عندھم	ہیں، جس کا ذکر اپنے یہاں توراۃ و انجیل میں
فی التوراۃ والانجیل یامرھم	پاتے ہیں وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا اور برائی
بالمعروف وینھاھم عن المنکر	سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاک چیزیں
ویحل لھم الطیبات و یحرم علیھم	حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور
الخبائث ویضع عنھم اصرھم	ان کے کندھوں سے ان کے بوجھ اور
والاغلال التی کانت علیھم	ان کی گردنوں کے طوق اتارتا ہے تو
فالذین امنوا بہ و عذروہ و نصروہ	جو اس پر ایمان لائے اور اس کی عزت
واتبعوا النور الذی انزل معہ	و مدد کی اور اس کے ساتھ اتارے گئے
اولئک ھم المفلحون قل یاایھا	نور کی پیروی کی، وہی کامیاب ہیں،
الناس انی رسول اللّٰہ الیکم	آپ کہہ دیجئے کہ ۔ اے لوگو! میں تم
جمعیا الذی لہ ملک السموت	سب کی طرف اس خدا کا رسول ہوں
والارض لاالہ الا ھو یحیی و یمیت	جس کے لئے آسمان و زمین کی بادشاہت
فامنوا باللّٰہ ورسولہ النبی الامی	ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی جلاتا
الذی یومن باللّٰہ و کلماتہ واتبعوہ	اور مارتا ہے تو اللہ اور اس کے امی رسول پر
لعلکم تھتدون	ایمان لاؤ جو (خود بھی) اللہ اور اس کے
(الاعراف ۱۵۷،۱۵۸)	کلمات پر ایمان لاتا ہے، اور اس کے
	نقش قدم پر چلو شاید کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

اس طرح تمام انسان خدا کے دین ----- اسلام ----- میں داخل ہونے کے مخاطب ہیں، اور انسانوں میں وہ "اہل کتاب" بھی ہیں، جن کے پاس رسول اور کتابیں آئی تھیں، اس میں وہ بت پرست بھی ہیں جن کے پاس کوئی صحیح دین نہیں، وہ فلاسفہ بھی ہیں، جو الٰہی حقیقت تک نہیں پہنچ سکے، وہ عام انسان بھی ہیں، جنہیں دین و شریعت کا کوئی خاص شعور نہیں، اور اس طرح یہ دعوت ہر زبان، ہر رنگ و نسل، اور ہر ملک و ملت کے انسانوں کے لئے ایک صلائے عام ہے۔

آغاز اسلام کے وقت مسیحی کونسلوں میں عقائد کی بہت معرکتہ الاراء بحثیں ہو رہی تھیں، لیکن ہر کونسل کے ساتھ ہی، محرومین و ملعونین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا، اور نفرت و انتقام کی فضا بن رہی تھی، اور اس سب کے باوجود عقیدہ برابر مجہول اور گنجلک ہی رہا، گزشتہ تمہید

کے بعد میرا خیال ہے کہ قرآن کے "اہل کتاب" وہ ہیں، جن کے پاس بعثت محمدیؐ سے پہلے رسول اور کتابیں آئی تھیں، اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے مخاطب بھی بعثت محمدیؐ کے پہلے کے لوگ تھے۔

اور جو لوگ بعثت محمدیؐ کے بعد عیسائیت اختیار کریں گے وہ اہل کتاب کی فہرست میں داخل نہیں ہوں گے، اس طرح اس اصطلاح کا مقصود رسالت اسلامیہ سے پہلے کی آسمانی کتابیں رکھنے والی جماعتیں تھیں، جن کے سامنے اسلام کی دعوت شروع ہوئی۔

آج کے مسیحی "اہل کتاب" نہیں بلکہ "اہل حرب" ہیں اہل کتاب" کی تعریف انہی لوگوں پر ختم ہو گئی جنہوں نے رسولوں سے براہ راست تعلیم و تلقین حاصل کی تھی، اور اس کا خاتمہ اس طرح بھی ہو گیا کہ تمام انسانوں کو اسلام لانے کی دعوت دی گئی، اور اہل کتاب کے ایمان لانے کی وجہ سے بھی یہ تعریف ختم ہو گئی، اس لئے اب میرے سامنے وہ "اہل کتاب" نہیں جنہیں میں قرآن کے الفاظ میں مخاطب کر سکوں کہ "یااھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء الخ ۔ اب جو جماعت موجود ہے وہ مشرکین کی ہے جن کے مذہب کے بارے میں قرآنی فیصلہ ہے کہ خدا کا رسول تمام ادیان پر دین حق کو غالب کرنے کے لئے آیا ہے۔

قرآنی فیصلہ اہل کتاب کون

قدرواعتراف

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ہے:

الذین اتیناھم الکتاب من قبلہ	جنہیں ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی
ھم بہ مومنون، واذا یتلی علیھم	وہ بھی ایمان لا رہے ہیں، اور جب قرآن
قالوا امنا بہ انہ الحق من ربنا انا	ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں
کنا من قبلہ مسلمین اولئک	کہ ہم اس پر ایمان لائے وہ ہمارے رب
یوتون اجرھم مرتین بما	کی طرف سے آیا ہوا حق ہے جس پر ہم پہلے
صبروا و یدرؤون بالحسنۃ	بھی ایمان لائے تھے، یہ لوگ دگنا اجر
السیئۃ ومما رزقناھم	دیئے جائیں گے اپنے صبر کے بدلے میں
ینفقون واذا سمعوا اللغو	وہ برائی کو اچھائی سے دفع کرتے ہیں
اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا	اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے

ولکم اعمالکم سلام علیکم
لا نبتغی الجاهلین
(القصص ۵۲ - ۵۵)

خرچ کرتے ہیں' اور جب لغو باتیں سنتے
ہیں تو ان سے دامن بچاتے ہیں' اور کہتے
ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے
لئے تمہارے اعمال' تم پر سلامتی ہو ہم جاہلوں
کو پسند نہیں کرتے۔

ذالک بان منهم قسیسین ورهبانا
وانهم لا یستکبرون واذاسمعو
ماانزل الی الرسول تری اعینهم
تفیض من الدمع مما عرفوا
من الحق یقولون ربنا امنا
فاکتبنا مع الشاهدین وما لنا
الا نومن بالله وماجاء نا من
الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا
مع القوم الصالحین فاثابهم
الله بما قالوا جنات تجری
من تحتها الانهار خالدین فیها
وذلک جزاء المحسنین۔
(المائدہ ۸۲ - ۸۵)

یہ اس وجہ سے ہے کہ اہل کتاب میں عابد و
زاہد لوگ بھی ہیں جو تکبر نہیں کرتے اور جب
رسول پر اتری ہوئی بات سنتے ہیں تو آپ
ان کی آنکھوں کو اشکبار دیکھیں گے حق کے
پہچاننے کی خوشی میں وہ کہتے ہیں کہ اے رب
ہم ایمان لائے ہمیں بھی اس کے گواہوں
میں لکھ لیجئے اور ہم کیوں نہ اللہ پر ایمان
لائیں اور جو ہمارے پاس حق آیا ہے ہم
اس کے آرزو مند ہیں کہ ہمارا رب ہمیں
صالحین کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا
تو اللہ نے ان کی طلب کے مطابق انہیں
جنتوں میں داخل کیا جن کے نیچے نہریں بہتی
ہوں گی' وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور
نکوکاروں کا یہی بدلہ ہے۔

۲۔ معاندین کو تنبیہہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل ارایتم ان کان من عند الله
وکفرتم به و شهد شاهد من
بنی اسرائیل علی مثله فامن
واستکبرتم ان الله لا یهدی
القوم الظالمین

تمہارا کیا خیال ہے اگر یہ کتاب خدا کی طرف
سے ہو اور تم اس کا انکار کردو حالانکہ
بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس
جیسی چیز کی گواہی دی اور اس پر ایمان
لایا اور تم نے تکبر سے کام لیا اللہ یقیناً

(الاحقاف ۱۰)

ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

الذین اتیناهم الکتاب یعرفونه
کما یعرفون ابناهم وان فریقا
منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون
الحق من ربک فلا تکونن من
الممترین
(البقرہ ۱۴۶ - ۱۴۷)

جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس ہی کو
اتنا ہی پہچانتے ہیں' جتنا اپنے بیٹوں کو
ان میں سے ایک فریق حق کو جانتے ہوئے
بھی چھپاتا ہے' حق آپ کے رب کی
طرف سے ہے تو آپ شک کرنے والوں
میں نہ ہوئے۔

۳۔ عقیدہ الوہیت کی تصحیح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لقد کفر الذین قالو ان الله
هو المسیح بن مریم وقال المسیح
یابنی اسرائیل اعبدوا الله ربی
وربکم انه من یشرک بالله فقد
حرم الله علیه الجنة وماواه
النار وما للظالمین من انصار
لقد کفر الذین قالوا ان الله
ثالث ثلاثه وما من اله الا اله
واحد و ان لم ینتهوا عمایقولون
لیمسن الذین کفروا منهم عذاب
الیم افلا یتوبون الی الله
ویستغفرونه والله غفور رحیم
ماالمسیح بن مریم الا رسول قد
خلت من قبله الرسل و امه
صدیقه کانا یاکلان الطام
انظر کیف نبین لهم الایات
ثم انظر انی یوفکون قل انعبدون

انہوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ
مسیح بن مریم ہے' حالانکہ مسیح نے اسرائیل
سے کہا کہ تم اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا
بھی رب ہے اور تمہارا بھی' جو بھی اللہ کا
شریک ٹھہراتا ہے تو وہ اس پر جنت کو
حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہو گا
اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہو گا' ان
لوگوں نے بھی کفر کیا جو کہتے ہیں کہ اللہ
تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ خدائے واحد
کے سوا کوئی خدا نہیں اور اگر وہ اپنے
کہنے سے باز نہیں آتے تو ان کے کفر کرنے
والوں کو ضرور درد ناک عذاب پکڑے
گا' وہ اللہ سے توبہ اور معافی کیوں نہیں
چاہتے' اللہ تو بڑا غفور رحیم ہے مسیح بن
مریم تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی
رسول گزر چکے ہیں ان کی ماں بھی صداقت
شعار تھیں وہ دونوں (عام انسانوں ہی

من دون الله مالا يملك لكم
ضرا ولا نفعا والله هو السميع
العليم قل ياهل الكتاب لا تغلوا
فى دينكم غير الحق ولا تتبعوا
اهواء قوم قد ضلوا من قبل
واضلو كثيرا و ضلوا عن سواء
السبيل

(المائدہ ۷۶ - ۷۷)

کی طرح) کھانا کھاتے تھے آپ دیکھئے ہم ان کے لئے کس طرح آیات کی وضاحت کرتے ہیں، دیکھئے کہ وہ کس طرح الٹے پاؤں پھرے جاتے ہیں، آپ کہئے کہ کیا تم خدا کے سوا اس کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے کسی نفع نقصان کا نہیں، اور اللہ ہی سننے اور جاننے والا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور گمراہ قوم کی اتباع نہ کرو جنسے بہت سے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہے، اور وہ سیدھے راستے سے بھک گئے

وقالت النصارى المسيح بن الله
ذلک قولهم با فواهم يضاهؤن
قول الذين كفر وامن قبل قاتلهم
الله انى يوفكون ط

(التوبہ ۳۰)

نصاریٰ نے کہا کہ مسیح ابن اللہ ہے، یہ صرف ان کے منہ کی باتیں اور منہ زوری ہے اور وہ اپنے سے پہلے کے کافروں جیسی باتیں کر رہے ہیں ان پر اللہ کی مار ہو کہ کس طرح بہکارے جاتے ہیں۔

حقیقت عیسیٰؑ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ماالمسيح بن مريم الا رسول
قدخلت من قبله الرسل وامه
صديقة كانا ياكلان الطعام انظر
كيف نبين لهم الايت ثم انظر
انى يوفكون

(المائدہ ۷۵)

مسیح صرف ایک رسول تھے پہلے بھی کتنے رسول گزر چکے اور ان کی ماں صادق القول تھیں وہ دونوں (بشر ہونے کے ناطے) کھانا کھاتے تھے، دیکھئے ہم ان کے لئے آیات کی کس طرح تشریح کرتے ہیں، پھر یہ بھی دیکھئے کہ وہ کیسے بہکارے جاتے ہیں

ان مثل عيسى عندالله كمثل ادم
خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون

عیسیٰ کی مثال اللہ کے یہاں آدمی کی مثال ہے جس کو مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا

(آل عمران ۵۹)

ہو جا تو ہوگیا۔

حضرت عیسیٰؑ کا موقف

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

واذ قال الله يا عيسى بن مريم
انت قلت للناس اتخذوني و امى
الهين من دون الله قال سبحانک
مايكون لى ان اقول ماليس لى
بحق ان كنت قلته فقد علمته
تعلم مافى نفسى ولا اعلم ما فى
نفسک انک انت علام الغيوب
ماقلت لهم الا ما امرتنى به
ان اعبدوا الله ربى و ربكم و كنت
عليهم شهيدا ما دمت فيهم
فلما توفيتنى كنت انت الرقيب
عليهم و انت على كل شئى شهيد

(المائدہ ۱۱۶ - ۱۱۷)

جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو؟ مسیح نے کہا پاک ہے آپ کی ذات میری یہ جرات نہیں کہ میں وہ کہتا جس کا مجھے حق نہ تھا، اگر میں نے ایسا کہا ہے تو آپ اسے جانتے ہوں گے آپ میرے جی کا حال جانتے ہیں، لیکن میں آپ کے دل کا حال نہیں جانتا، آپ ہی غیبوں کا جاننے والے ہیں، میں نے ان سے وہی کہا جسکا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اس خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں جب تک ان میں رہا اس کا گواہ رہا اور جب آپ نے مجھے وفات دی تو آپ ہی ان پر نگراں تھے، اور آپ ہر شے پر گواہ ہیں۔

قرآن اور حضرت مریمؑ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فتقبل ربها بقبول حسن و انبتها
نباتا حسنا و كفلها زكريا كلما دخل
عليها زكريا المحراب وجد عندها
رزقا قال يامريم انى لک هنا
قالت هو من عند الله ان الله
يرزق من يشاء بغير بحساب

مریم کے رب نے اسے اچھے انداز سے قبول کر لیا اور اسے اچھی نشوونما دی اور اس کی کفالت زکریا نے کی جب بھی زکریا محراب میں اس کے پاس جاتا اس کے پاس کوئی نعمت دیکھا اور کہتا اے مریم! تمہارے پاس یہ کہاں سے آئی؟ وہ کہتی کہ اللہ کے

(آل عمران ۳۷)

پاس سے! اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

واذ قالت الملائکة یامریم ان اللہ اصطفاک وطهرک واصطفاک علی نساء العالمین یامریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین (آل عمران ۴۲ - ۴۳)

اور جب ملائکہ نے کہا اے مریم! اللہ نے تجھے تمام جہانوں کی عورتوں میں منتخب کیا ہے اے مریم! اپنے رب کی ہو جا اور سجدہ اور رکوع کر رکوع کرنے اور جھکنے والوں کے ساتھ۔

شرائع سابقہ کا ابطال

قرآن حکیم کا بیان ہے:

هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولوکره المشرکون (التوبہ ۳۳)

وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرک اسے کتنا ہی کیوں نہ ناپسند کریں۔

هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی باللہ شهیدا (الفتح ۲۸)

وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر اس لئے بھیجا تاکہ وہ اسے ہر مذہب پر غالب کر دے اور اللہ بطور گواہ کے بہت کافی ہے

وانزلنا علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمنا علیه فاحکم بینهم بما انزل اللہ ولا تتبع اهواء هم عما جاءک من الحق (المائدہ ۴۸)

اور ہم نے آپ پر کتاب ٹھیک ٹھیک اتاری جو اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرنے والی اور اس پر نگراں ہے تو آپ ان کے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کیجئے اور ان کی خواہشات کی اتباع اپنے پاس آئے ہوئے حق کو چھوڑ کر نہ کیجئے۔

حضرت عیسیٰؑ کی رسالت بنی اسرائیل تک محدود تھی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ورسولا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم بایة من ربکم (آل عمران ۴۹)

اور مجھے (عیسیٰؑ کو) بنی اسرائیل کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے' اور یہ کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لے کر آیا ہوں۔

اہل کتاب کے کچھ جرم

قرآن مجید کا بیان ہے:

افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منهم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه و هم یعلمون (البقرہ ۷۵)

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری بات مانیں گے حالانکہ ان کا ایک گروہ خدا کا کلام سنتا تھا اور سمجھنے کے بعد بھی اس میں دانستہ تحریف و تبدیلی کرتا تھا۔

ومن الذین هادوا سماعون للکذب سماعون لقوم اخرین لم یاتوک یحرفون الکلم من بعد مواضعه یقولون ان اوتیتم هذا فخذوه وان لم توتوه فاحذروا سماعون للکذب اکالون لسحت فان جاءوک فاحکم بینهم او اعرض عنهم (المائدہ ۴۱ - ۴۲)

اور یہودیوں میں سے جاسوسی کرنے والے جھوٹ کہنے کے لئے اور دوسری جماعت کے جاسوس ہیں' جو آپ تک نہیں آئے' کلمات کو ہٹا دیتے ہیں' ان کی جگہ سے' کہتے ہیں اگر تمہیں یہ ملے تو لے لو اور نہ ملے تو بچو وہ جھوٹ بولنے کے لئے کان لگا کر سننے والے اور سود کو رغبت سے کھانے والے ہیں اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ فیصلہ کر دیں یا ان سے اعراض کریں۔

قرآن کی نظر میں اہل کتاب اور مسلمانوں کا اتحاد

قرآن کی تصریحات یہ ہیں:

ولن ترضی عنک الیهود ولا النصاری حتی تتبع ملتهم (البقرہ ۱۲۰)

یہود و نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ ان کی ملت کو ماننے نہ لگیں

ولئن اتیت الذین اوتوا الکتاب بکل آیة ما تبعوا قبلتک وما انت

اور اگر آپ اہل کتاب کو ہر آیت و نشانی دکھا دیں تب بھی وہ آپ کے قبلہ کو نہ مانیں گے

بتابع قبلتهم وما بعضهم بتابع قبلة بعض (البقرہ ۱۴۵)

اور نہ آپ ان کے قبلہ کو ماننے والے ہیں اور نہ ان میں کا ایک فرقہ دوسرے کے قبلہ کو ماننے والا ہے۔

ودكثير من اهل الكتاب لو يردونكم من بعد ايمانكم كفارا حسدا من عند انفسهم من بعد ما تبين لهم الحق (البقرہ ۱۰۹)

بہت سے اہل کتاب خواہش کرتے ہیں کہ کاش وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کافر بنا دیتے وہ حق کے ان پر ظاہر ہو جانے کے بعد بھی ایسا حسد کی وجہ سے سوچتے ہیں۔

قرآن اور مسلمانوں اور اہل کتاب کے تعلقات

ذہن و فکر کی سطح پر مسلمانوں کو یہ ہدایات ہیں:

ولا تجادلوا اهل الكتاب الا بالتی هی احسن الا الذین ظلموا منهم وقولوا امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والهنا والهکم واحد و نحن له مسلمون (العنکبوت ۴۶)

اہل کتاب سے مجادلہ و مناظرہ شائستہ طریقے سے کرو مگر ان میں سے وہ جنہوں نے ظلم کیا، اور کہو کہ ہم ایمان لائے اس کتاب پر جو ہمارے اور تمہارے لئے اتری ہے اور ہمارا تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اسی کے ماننے والے ہیں۔

عام تعلقات کے بارے میں مسلمانوں کو یہ طریق کار بتایا گیا:

لا ینهاکم اللّٰه عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم و تقسطوا الیهم ان اللّٰه یحب المقسطین (الممتحنہ)

اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں جھگڑتے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہے کہ تم ان سے نیکی اور انصاف کا معاملہ کرو اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے

اس طرح معلوم ہوا کہ اہل کتاب سے خوشگوار تعلقات کی دو شرطیں ہیں، ایک یہ کہ وہ ہم سے دینی جنگ میں نہ مبتلا ہوں دوسرے یہ کہ وہ ہم پر کوئی زیادتی نہ کر چکے ہوں، اور اگر وہ یہ شرطیں پوری نہ کریں اور دعوت اسلامی کے لئے رکاوٹ بن جائیں تو قرآن کا یہ حکم ہے:

انما ینهاکم اللّٰه عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم

وہ صرف ان لوگوں کے بارے میں جو دین کے سلسلے میں تم سے لڑے اور تمہیں تمہارے

وظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم ومن یتولهم فاؤلئک هم الظالمون (الممتحنہ ۹)

گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے کی سازش کی، اسی بات سے روکتا ہے کہ تم ان کے دوست بنو اور جو ان کا دوست بنتا ہے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

سیاسی تعلقات

یاایها الذین امنو ان تطیعوا فریقا من الذین اتو الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین (آل عمران ۱۰۰)

اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب میں سے کسی فریق کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں گے۔

لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللّٰه فی شئی الا ان تتقوا منهم تقاة و یحذرکم اللّٰه نفسه والی اللّٰه المصیر (آل عمران ۲۸)

مومن کافروں کو مسلمانوں کو چھوڑ کر دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرتا ہے اللہ سے اس کا کوئی واسطہ نہیں، مگر یہ کہ تم کافروں سے بچنے کے لئے ایسا کرو، اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اسی کی طرف جانا ہے۔

لا تجد قوما یومنون باللّٰه والیوم الاخر یوادون من حاداللّٰه ورسوله، ولو کانو اباء هم او ابناء هم او اخوانهم او عشیرتهم اولئک کتب فی قلوبهم الایمان و ایدهم بروح منه و یدخلهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها رضی اللّٰه عنهم ورضوا عنه اولئک حزب اللّٰه الا ان حزب اللّٰه هم المفلحون (المجادلہ ۲۲)

آپ اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے والی قوم کو اس سے دوستی کرتے نہیں پائیں گے۔ جو خدا اور رسول کی مخالفت کرتا ہے، اگرچہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی، یا ان کا خاندان ہی کیوں نہ ہو، یہی لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو نقش کر دیا ہے اور اپنی روح سے ان کی مدد کی ہے اور انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہی خدا کا گروہ ہے اور یقیناً خدا کا گروہ ہی کامیاب ہونیوالا ہے۔

یایها الذین امنوا لا تتخذو الذین
اتخذوا دینکم ھزوا و لعبامن
الذین اوتو الکتاب من قبلکم والکفار
اولیاء واتقواللہ ان کنتم مومنین
(المائدہ ۵۷)

اے مومنو! انہیں دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی مذاق بنا لیا ہے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور نہ کفار کو دوست بناؤ' اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

والذین کفروا بعضھم اولیاء
بعض الا تفعلوہ تکن فتنة فی
الارض و فساد کبیر
(الانفال ۷۳)

اور جو کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم ایسا نہیں کرتے تو زمین میں بڑا فتنہ و فساد ہو گا۔

فوجی اور جنگی معاملات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین
یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ
لا یحب المعتدین **(البقرہ ۱۹۰)**

اور اللہ کے راستے میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو کہ اللہ ایسوں کو پسند نہیں کرتا۔

قاتلوا الذین لا یومنون باللہ
ولا بالیوم الاخرو ولا یحرمون ما حرم
اللہ و رسولہ ولا یدینون دین
الحق من الذین اوتو الکتاب حتٰی
یعطوا الجزیة عن ید وھم
صاغرون **(التوبہ ۲۹)**

جو اہل کتاب میں سے اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں لاتے' اور نہ اللہ و رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام مانتے ہیں اور نہ دین حق پر چلتے ہیں' تو ان سے اس وقت تک لڑو جب تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے محکوم ہو کر جزیہ نہ دیں۔

واعدو الھم مااستطعتم من
قوة ومن رباط الخیل ترھبون
به عدوا اللہ وعدوکم واخرین
من دونھم لا تعلمونھم اللہ
یعلمھم وما تنفقوا من شئی
فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم

اور ان کے لئے جو قوت تم تیار کرسکتے ہو کرو اور گھوڑوں کو پال کر جس سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو اور ان کے علاوہ دوسرے (منافقین کو بھی) جنہیں تم نہیں جانتے لیکن اللہ انہیں جانتا ہے اور جو تم خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تمہیں ملے گا اور تم ظلم نہیں کئے

لا تظلمون **(الانفال ۶۰)**

جاؤ گے۔

ماکان لنبی ان یکون له اسری
حتی یثخن فی الارض تریدون
عرض الدنیا واللہ یرید الاخرة
واللہ عزیز حکیم
(انفال ۶۷)

کسی نبی کو زیب نہیں دیتا کہ اس کے پاس قیدی ہوں اور وہ زمین میں خون نہ بہائے تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ تو آخرت کو چاہتا ہے' اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم
من خلفھم لعلھم یذکرون و اما
تخافن من قوم خیانة فانبذ الیھم
علی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین
(الانفال ۵۷ ـ ۵۸)

اگر آپ انہیں جنگ میں پائیں تو انہیں ایسی سزا دیں کہ ان کے پیچھے والے بھاگ کھڑے ہوں شاید انہیں سمجھ آئے اور اگر آپ کسی قوم کی بدعہدی سے ڈرتے ہیں تو اپنا عہد بھی ختم کر دیجئے اور جواباً اسے لوٹا دیجئے' اللہ خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنته
و یکون الدین کله للہ فان
انتھوا فان اللہ بما یعملون
بصیر وان تولوا فاعلموا ان اللہ
مولاکم نعم المولی و نعم النصیر
(الانفال ۳۹ ۴۰)

ان سے اس وقت تک لڑو جب تک کہ فتنہ ختم نہ ہو جائے اور صرف خدا ہی کا دین نہ رہ جائے اور اگر وہ رک جاتے ہیں ... تو اللہ ان کے کئے کو جانتا ہے' اور اگر وہ پیٹھ پھیرتے ہیں تو جان لو کہ اللہ تمہارا مددگار ہے وہ کیا ہی اچھا مددگار اور پشت پناہ ہے۔

ذالک بان الذین کفروا اتبعوا
الباطل وان الذین امنوا اتبعوا
الحق من ربھم کذالک یضرب اللہ
للناس امثالھم فاذا لقیتم الذین
کفروا فضرب الرقاب حتی اذا
اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما
منا بعد و اما فداء حتی تضع الحرب

یہ اس وجہ سے کہ جنہوں نے کفر کیا انہوں نے باطل کو مانا اور جو ایمان لائے انہوں نے اپنے رب کے نازل کردہ حق کو مانا ایسے ہی اللہ لوگوں کے لئے مثالیں دیتا ہے تو جب تم کافروں کے مقابلہ پر ہو تو گردنوں کا مارنا ہے اور ان کے قتل کے بعد مشکیں باندھو پھر اس کے بعد یا تو بطور

اوزارها ذالک ولو یشاء اللہ لا تنصر منهم ولکن لیبلو بعضکم ببعض والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالهم.
(محمد ۴۳)

احسان رہا کرنا ہے یا فدیہ لینا ہے یہ اس لئے ہے تاکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے اور اگر اللہ چاہے تو ان سے بدلہ لے لے لیکن وہ تمہیں ایک دوسرے کے ذریعہ آزمائش میں ڈالنا چاہتا ہے، اور جو لوگ راہ خدا میں شہید ہوئے ان کے اعمال ضائع نہ ہوں گے۔

قل للذین کفروا ان ینتهوا یغفر لهم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنة الاولین
(الانفال ۳۸)

آپ کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ رک جاتے ہیں تو ان کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر دوبارہ مرتکب ہوں گے تو پہلوں کی مثال گزر چکی ہے۔

یایها الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوهم الادبار ومن یولهم یومئذ دبره الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من اللہ وماوه جهنم وبئس المصیر
(الانفال ۱۶)

اے مومنو! جب تم کفار کے مقابل ہو جاؤ تو ان کو پیٹھ نہ دکھانا اور جو اس دن انہیں پیٹھ دکھا دے گا (الایہ کہ کسی جنگی حیلہ کے لیے) یا کسی جماعت سے ملنے کے لئے وہ ایسا کرے) تو وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوگیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مبارک احادیث

والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیک ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے، جب ابن مریم تمہارے درمیان عادل حکومت قائم کریں گے صلیب توڑیں گے، خنزیروں کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کریں گے مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا اس زمانے میں ایک سجدہ دنیا وما فیہا سے

بہتر ہوگا۔

حوالہ: ابو داؤد شریف

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرهم تعال صل بنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ تعالی لهذه الامة۔

رسول اللہ نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت برابر حق کے لئے جنگ کرتی رہے گی اور قیامت تک غالب رہے گی، پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کی جماعت کا امیر ان سے کہے گا آئیے! ہماری نماز کے امام بنئے تو فرمائیں گے نہیں بلکہ تم ہی ایک دوسرے کے امیر ہو۔ یہ اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ کا اعزاز ہوگا۔

حوالہ: مسلم شریف

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

انا اولی الناس بعیسی بن مریم فی الدنیا والاخرة والانبیاء اخوة لعلات امهاتهم شتی ودینهم واحد

میں تمام لوگوں میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ قریب ہوں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور تمام انبیاء باپ شریک بھائی ہیں، جن کی مائیں (شریعتیں) مختلف ہیں لیکن ان کا دین ایک ہے۔

حوالہ: بخاری شریف

ایک شبہ کا ازالہ

سوال : کیا موجودہ عیسائی اہل کتاب ہیں یا کافر مشرک ہیں؟

جواب : اہل کتاب اس لئے تھے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہم السلام پہ انجیل مقدس نازل ہوئی اور ان کے پیروکار ماننے والے اہل کتاب ہوئے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جب آخری نبی جو کہ میرے بعد آئیں گے جن کا نام مبارک احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ہے۔ پھر ان کی گواہی دیں گے ان کے سر پر سفید بادل سایہ کرے گا اور چاند ان کے اشارے پہ چلے گا۔ جب وہ آئیں تو تم ان کا کلمہ پڑھ لینا ان کی شریعت کے پیروکار ہو جانا۔

لیکن موجودہ عیسائی نہ تو اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہنے پہ چلے اور نہ ہی انجیل مقدس کا حکم مانا اور نہ ہی انجیل مقدس بھیجنے والے خدا کا کہا مانا۔

يايها الذين امنوا لا تتخذو اليهود والنصرى اولياء بعضهم اولياء بعض ومن بتولهم منكم فانه منهم ط (القرآن س ٦ ع ١٢)

ترجمہ : اے لوگو! ایمان والو یہودیوں اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو تم میں سے ان کو دوست بنائے گا پس بے شک وہ ان میں سے ہی ہے۔

دوسری جگہ فرمان خداوندی ہے۔

لقد كفر النين قالوا ان اللَّه هو المسيح بن مريم و قال المسيح يبنى اسرائيل اعبدوا اللَّه ربى و ربكم انه من بشرک باللَّه فقد حرم اللَّه عليه الجنه و ماوه النار ط

(القرآن س ٦ ع ١٤)

ترجمہ : البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح بن مریم ہی اللہ ہیں اور کہا مسیح نے اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے۔ جنہوں نے شرک کیا اللہ کے ساتھ' اللہ نے ان پر جنت حرام کر دی اور ٹھکانہ دوزخ ہے۔

لقد كفر النين قالو ان اللَّه ثالث ثلثه ط (القرآن س ٦ ع ١٤)

ترجمہ : "البتہ تحقیق کافر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں بے شک اللہ تینوں میں سے تیسرا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ موجودہ عیسائی یہودی کافر ہیں اور مشرک ہیں۔

چاند پر قدم رکھنے کی ۳۰ویں سالگرہ منائی گئی

لیہ (ایم ایل آئی) دنیا بھر میں بیس جولائی کو خلائی ماہرین اور سائنس دانوں نے چاند پر قدم رکھنے کی 30ویں سالگرہ منائی 30برس قبل بیس جولائی 69ء کا ایک یادگار دن تھا جب عقل انسانی نے ایک نئی تاریخ رقم کی اور پہلے انسان نیل آسٹرانگ نے چاند پر قدم رکھا۔ اس کے بعد اس وقت کی دو سپر طاقتوں امریکہ اور سابقہ سوویت یونین کے درمیان خلاء کو تسخیر کرنے کی دوڑ شروع ہوگئی جسے سٹاروار کا نام دیا گیا۔ سٹاروار یہ دونوں عالمی طاقتوں امریکہ اور روس نے کھربوں ڈالر خرچ کیے اور چاند پر اپنے اڈے قائم کرنی کی کوششیں بھی کیں۔ لیکن چاند پر انسانی زندگی آسان نہ تھی کیونکہ وہاں پانی کی بے حد کمی ہے ایک دلچسپ ستم ظریفی یہ بھی ہے کہ امریکی خلائی پروگرام شروع کرنے والے سابق صدر جان ایف کنیڈی تھے جنہوں نے 61ء میں یہ پروگرام شروع کیا مگر گزشتہ روز جب دنیا بھر میں چاند کی تسخیر کی 30 سالگرہ منائی جارہی تھی۔ سابق امرکہ صدر جان ایف کنیڈی کے بیٹے جان ایفکینیڈی جونیئر کے لاپتہ طیارے کا ملبہ مل چکا تھا اور پورا امریکہ قوم ذہنی طور پر تسلیم کر چکی تھی کہ جان ایف کینیڈی جونیئر اب زندہ نہیں ہیں۔ دنیا بھر میں بسنے والے اربوں مسلمانوں کیلئے یہ بڑے فخر کی بات ہے کہ چاند کی تسخیر نے مذہب اسلام کی حقانیت اور سچائی ثابت کر دی تھی۔ کیونکہ چاند پر اترنے والا پہلا انسان امریکی خلاباز نیل آرمسٹرانگ جب مصر کے دورے پر گیا تو جامعہ الازہر میں اذان کی آواز سن کے بے اختیار اس کے منہ یہ الفاظ نکلے تھے کہ (یہ وہی الفاظ ہیں جو میں نے چاند پر سنے تھے) ایک غیر مسلم خلاباز کی یہ تصدیق کہ اذان چاند پر بھی گونج رہی تھی بالاشبہ مذہب اسلام کی آفاقی حیثیت کو غیر مسلموں پر بھی ثابت کر گئی اب تک ایک درجن کے قریب انسان چاند پر چہل قدمی اور وقت گزار چکے ہیں اور چاند کی سطح سے مٹی اور مختلف قسم کے پتھر وغیرہ بھی زمین پر لا چکے ہیں اے ایف پی کے مطابق چھ مرتبہ خلائی سفر کرنے والے امریکہ خلاباز فرینکلن چانگ ڈیاز نے ویانا میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب ہماری توجہ انٹرنیشنل سپیس سٹیشن پر ہے انہوں کہا کہ انسان 10یا15برس میں دوبارہ چاند پر جاسکے گا آسٹریا کے اس کے ساتھی ابیوک نے کہا کہ یہ کوئی تکنیکی مسئلہ نہیں بلکہ مالی مسئلہ ہے۔

جرمن عیسائیوں کا اسلام قبول کرنا

بغداد سے چالیس میل دور ایک مقام کا نام مدائن تھا جس کا موجودہ نام سلیمان پارک ہے دائیں طرف تھوڑے سے فاصلہ پر دریائے دجلہ بہتا ہے یہاں حضرت سلمان فارسی حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبداللہ کے مزارات ہیں موخر الذکر دو صحابہ کرام کے مزارات عراق کے شاہ فیصل اول کے دور میں دوبارہ تدفین کے بعد بنوائے گئے اس سے پہلے یہ دونوں مزارات سلمان پارک سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلہ پر تھے۔

حضرت حذیفہ بن لیمان کی کنیت ابو عبداللہ قبیلہ عظفان ' خاندان عبس تھا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے قریبی صحابی تھے۔ انکی اور ان کی والدہ دونوں کے لئے آنحضرت ﷺ نے اللہ سے بخشش کی دعا مانگی تھی حضرت حذیفہ غزوہ احد ' غزوہ خندق کے علاوہ اور بھی کئی غزوات میں شریک ہوئے۔ عراق فتح ہونے پر حضرت عمر نے آپ کو نواع دجلہ کے بندوبست کا افسر مقرر کیا تھا ۲۱۳ھ میں آپ نے آذربائیجان فتح کیا بعد میں مدائین کے حاکم بھی بنائے گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ بھی آنخضرت کے برگزیدہ صحابی ہیں۔ آپ کی کنیت بھی ابو عبداللہ تھی ' قبیلہ خزرج تھا۔

عقبہ ثانیہ میں والد سمیت مسلمان ہوئے تھے آنخضرت کو جب قرض کی ضرورت ہوتی تو اکثر حضرت حذیفہ ہی سے لیتے تھے۔ حضرت حذیفہ بھی غزوہ خندق میں شریک تھے اور کئی غزوات میں بھی شرکت کی بیعت رضوان اور حجتہ الوداع کے موقع پر بھی آپ موجود تھے۔

ایک رات حضرت حذیفہ نے عراق کے شاہ فیصل اول سے خواب میں فرمایا تھا کہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر کے مزار میں نمی آنی شروع ہو گئی ہے۔ لہذا ہم دونوں کو یہاں سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے ذرا فاصلے پر دفن کر دیا جائے بادشاہ اپنی مصروفیت کی بنا پر دن کو یہ خواب بھول گئے دوسری شب خواب میں پھر وہی کیا گیا اور پھر بھول گئے تیسری رات عراق کے مفتی اعظم کو حضرت حذیفہ نے خواب میں وہ بات کہی اور کہا ہم دو راتوں سے بادشاہ سے کہہ رہے ہیں۔ لیکن وہ مصروفیت کی وجہ سے بھول جاتا ہے آپ بادشاہ سے کہیے کہ وہ ہم کو یہاں سے سے دوسری جگہ منتقل کروائے مفتی اعظم نے اس وقت کے وزرا اعظم نوری السعید پاشا سے فون پر بات کی اور پھر تفصیل ملاقات کر کے انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔

نور السعید پاشا مفتی اعظم کو لے کر بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے واقعہ سننے کے بعد کہا کہ ہاں میں ان کو خواب میں تین بار دیکھ چکا ہوں اور انہوں نے مجھے ہر بار یہی حکم دیا ہے۔ غرض اس موضوع پر آپس میں کافی بات چیت ہوئی اور مفتی اعظم نے صحابہ کرام کے حکم پر عمل کرنے پر زور دیا لیکن بادشاہ نے کہا کہ پہلے احتیاطاً اس بات کی تصدیق کرالی جائے کہ واقع دریا کا پانی ان کے مزرات کی طرف آبھی رہا ہے یا نہیں۔ چنانچہ بادشاہ کے حکم سے عراق کے محکمہ تعمیرات کے چیف انجینئر اور عملے نے مزارات سے دریا کے رخ پر ۲۰ منٹ کے فاصلے پر بورنگ وغیرہ کرا کر دیکھا مفتی اعظم بھی وہاں موجود رہے پورے دن کی تگ ودو کے بعد شام کو یہ رپورٹ دی گئی کہ پانی تو درکنار کافی ' نیچے سے جو مٹی نکل ہے اس میں نمی تک نہیں اسی رات حضرت حذیفہ بادشاہ کے خواب میں پھر تشریف لائے اور اپنی بات دہرائی لیکن بادشاہ کو چونکہ بورنگ وغیرہ کی رپورٹ مل چکی تھی جس میں ماہرین اراضی نے بتایا تھا کہ پانی نہیں جارہا لہذا انہوں نے خواب نظر انداز کر دیا اگلی رات حضرت حذیفہ مفتی اعظم عراق کے خواب میں تشریف لائے اور اب کی دفعہ ان سے سختی سے کہ کہ ہمارے مزارات میں پانی گھستا چلا آرہا ہے لہذا ہمیں جلد از جلد یہاں سے منتقل کرادوں صبح مفتی اعظم پھر گھبرائے اور پریشان حالت میں بادشاہ کے پاس پہنچے اور تمام منظر بیان کیا بادشاہ کچھ جھلا سا گیا اور کچھ ناراضگی جنجھلاٹ کے عالم میں کہنے لگا کہ مفتی اعظم آپ ماہرین اراضی کی رپورٹ دیکھ چکے ہیں خود بھی موقع پر آپ موجود رہے پھر کیوں مجھے پریشان کرتے ہیں اور خود بھی پریشان ہوتے ہیں مفتی اعظم نے کہا لیکن پھر بھی مجھے اور آپ کو برابر حکم دیا جارہا ہے لہذا مزارات کھلوادیجئے اور انہیں دوسری جگہ منتقل کرادیجئے شاہ عراق نے کہا اچھا تو پھر آپ فتویٰ دے دیجئے چنانچہ انہوں نے فتویٰ دے دیا یہ فتویٰ اور اسکے ساتھ شاہ عراق کا یہ فرمان کہ عیدالاضحیٰ کو ظہر کی نماز کے بعد حضرت خذیفہ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبداللہ کے مزارات کھولے جائیں گے۔ اخبارت میں شائع کرادیا گیا اس فتویٰ اور فرمان کا شائع ہونا تھا کہ تمام عالم اسلام میں جوش وخروش اور ہلچل پھیل گئی رائٹر نیوز ایجنسیوں اور دنیا کی دیگر نیوز ایجنسیوں کے ذریعے یہ خبر تمام دنیا میں پھیل گئی۔

یہ حج کا زمانہ تھا اور تمام دنیا کے مسلمان مکہ معظمہ آئے ہوتے تھے انہوں نے صحابہ کرام کے مزارات عیدالاضحیٰ کے کچھ دنوں بعد کھولنے کی درخواست کی تاکہ وہ بھی شریک ہو سکیں شاہ عراق کیلئے یہ بڑا مشکل مرحلہ تھا ایک طرف تمام عالم اسلام کا اصرار اور دوسری طرف خوابوں

میں جلد از جلد مزارت کی منتقلی کی ہدایات بالآخر کچھ انتظامات کرنے کے بعد عیدالاضحیٰ سے دس دن بعد کی تاریخ مزارات کی منتقلی کیلئے مقرر کی گئی مدائن (سلیمان پاک) میں عیدالاضحیٰ کے بعد دس دنوں میں تقریباً پانچ لاکھ افراد جمع ہوگئے اس میں ہر مذہب' فرقہ اور عقیدہ کے لوگ تھے کئی ملکوں سے سرکاری وفود آئے ترکی کے کمال اتاترک کی نمائندگی ان کے ایک وزیر مختار نے کی مصر کے شاہ فاروق جو اس وقت کے ولی عہد تھے نے بھی شرکت کی۔

آخر خدا خدا کر کے وہ دن آگیا جس نے لوگوں کے دلوں میں ہلچل مچا رکھی تھی یہ پیر کا دن تھا عراق کے شاہ فیصل اول مفتی اعظم عراق عراق کی پارلیمینٹ کے تمام ارکان اور لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزارات کو کھولا گیا۔ تو واقعی حضرت حذیفہ کے مزار میں پانی آچکا تھا اور حضرت جابر کے مزار میں نمی آچکی تھی۔ ایک کرین کے ذریعے جس میں پھلوڑے کے پھل کی طرح کا پھل لگا تھا اس پر ایک اسٹریچر دیا گیا تھا حضرت حذیفہ کی لاش مبارک کو زمین سے اسطرح اٹھایا گیا کہ ان کی لاش مبارک کرین پر نسب شدہ سٹریچر پر خود بخود آگئی اسٹریچر کرین سے الگ کیا گیا اور شاہ عراق مفتی اعظم شہزادہ فاروق اور ترکی کے وزیر مختار نے کندھا دیا اور بڑی احتیاط و احترام سے شیشے کے ایک بکس میں رکھ دیا گیا اس طرح حضرت جابر کی نعش مبارک کو قبر سے نکالا گیا نعش ہائے مبارک کا کفن حتیٰ کہ ریش ہائے مبارک کے بال تک بالکل صحیح حالت میں تھے ان کو دیکھ کر ہرگز یہ اندازہ نہ ہوتا تھا کہ یہ تیرہ سو سال پہلے کی نعشیں ہیں بلکہ یہ گمان ہوتا تھا کہ ان کو رحلت فرمائے دو تین گھنٹے ہوئے ہیں۔ اور سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دونوں صحابہ کرام کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں اتنی پر اسرار چمک تھی۔ کہ کئی لوگوں نے چاہا کہ بار بار دیکھتے رہیں لیکن انکی آنکھیں اس چمک کے آگے ٹھہرتی ہی نہ تھیں۔ ٹھہر بھی کیسے سکتی تھیں جن آنکھوں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا ہو وہ آنکھیں سبحان اللہ۔ ایک شہرت یافتہ جرمن ماہر چشم نے یہ منظر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا وہ بے اختیار ہو کر آگے بڑھا اور مفتی اعظم کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اسلام کی حقانیت اور صحابہ کرام کی بزرگی کا اس بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے اور اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

دونوں صحابہ کرام کی لاشیں شیشے کے بکسوں میں رکھی ہوئی تھیں اور رونمائی کی غرض سے چہروں پر سے کفن مبارک ہٹایا گیا تھا۔ عراقی فوج نے باقاعدہ سلامی دی۔ توپوں سے بھی سلامی دی گئی مجمع نے نماز جنازہ پڑھی اور یہ تمام کارروائی مجمع کو ۳۰ فٹ لمبی اور ۲۰ فٹ چوڑی سکرین پر

بذریعہ ٹیلی ویژن کیمرہ دکھائی جس کی وجہ سے تقریباً پانچ لاکھ افراد نے بڑے سکون سے تمام کارروائی دیکھی ورنہ ہزاروں افراد زیارت کے شوق میں ریل پیل اور ہڑبونگ میں کچل کر مر جاتے اس کے بعد صحابہ کرام کے جنازوں کو پورے ادب و احترام کے ساتھ سلمان پارک کی طرف لے جایا جانا شروع کیا گیا راستے میں ہوائی جہازوں نے غوطے لگا کر سلامی دی اور ان پر پھول برسائے کئی جگہ جنازے رکوائے گئے اور تقریباً چار گھنٹے بعد یہ جنازے سلیمان پارک حضرت سلیمان فارسی کے مزارے کے پاس پہنچے یہاں اعلی فوجی حکام نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ سفراء نے پھول نچھاور کیئے اور انہیں افراد نے جنہوں نے لاشوں کو سب سے پہلے کرین سے اتارا تھا پورے ادم واحترام کے ساتھ قبروں میں جو پہلے سے تیار تھیں رکھا اور اس طرح توپوں کی گرج فوجی بینڈوں کی گونج اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کے درمیان ان صحابہ کرام کو سپرد خاک کر دیا۔ اس موقع پر اور اس واقعہ کو دیکھ کر اتنے لوگ خدا اور اس کے دین کی حقانیت پر ایمان لے آئے کہ جس کا اندازہ لگانا' مشکل تھا اگلے دن بغداد کے سینماؤں میں اس واقعہ کی فلم دکھائی گئی۔

یہ واقعہ آج دنیا میں صداقت اسلام کی ایک زندہ مثال ہے میری حکومت پاکستان سے گذارش ہے کہ خصوصی وزیر مذہبی امور سے کہ وہ اس واقع کی فلم جو یقیناً حکومت عراق کے پاس محفوظ ہوگی کی کاپیاں پاکستان میں منگوا کر یہاں کے سینماؤں اور ٹیلی ویژن پر دکھائیں تاکہ آج کے مسلمانان پاکستان بھی اس زیارت کا شرف حاصل کر سکیں۔

حوالہ: روزنامہ جنگ لاہور 6 فروری 1983ء

اس گروہ نے مسلم مسیح امن کونسل بھی بنا رکھی ہے مگر عملاً مسلم علماء کیخلاف تقریریں کی جاتی ہیں

295 سی : چند ڈالروں کی خاطر مخصوص گروہ پاکستان کو بدنام کر رہا ہے : سیلاس گاڈون

۱۵ لاکھ ڈالر لے کر رانجھا مسیح کے اہل خانہ کو کچھ نہیں دیا گیا کرسچین نیشنل کونسل کے چیئرمین کا دعوی

لاہور (این این آئی) 295 سی کو کالا قانون اور لٹکتی تلوار کا نام دیکر مخصوص گروہ درپردہ عزائم کی خاطر عالمی سطح پر پاکستان کے وقار کو مجروح کر رہا ہے پنجاب کے علاوہ دیگر تین صوبوں میں اس دفعہ کے تحت کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا۔ اکثر مقدمات صرف فیصل آباد کیتھولک ڈائس میں درج ہوئے ان خیالات کا اظہار کرسچن نیشنل کونسل کے چیئرمین سیلاس گاڈون نے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مخصوص گروہ چند ڈالروں کی خاطر اپنے وطن کو عالمی سطح پر بدنام کر رہا ہے۔ اور آج تک کسی غیر مسیحی کیخلاف مقدمہ درج نہیں ہوا۔ یہ گروہ یہ بات ثابت کر کے باہر سے سرمایہ منگواتا ہے' مقدمے کے اندراج اور نچلی سطح پر خاموشی کے بعد مقدمہ ہائی کورٹ تک لے جایا جاتا ہے۔ اور پھر منیارٹی کانفرنس' جلسے' جلوس بیان بازی اور پوسٹر کے ذریعے عالمی سطح پر پاکستان کے خلاف پروپگنڈہ کیا جاتا ہے۔ پھر گرانٹ لے کر مقدمے میں ملوث شخص کے اہل خانہ کو کچھ نہیں دیا جاتا' پچھلے دنوں 15 لاکھ ڈالر حاصل کئے گئے لیکن رانجھا مسیح کے گھر والوں کو کچھ نہیں دیا گیا' من گھڑت مظالم عالمی سطح پر پیش کئے جاتے ہیں' یہ منظم گروہ ویڈیو فلمیں بھی بھیجتا ہے اور غیر ملکی مشنری اداروں اور این جی اوز سے بھاری رقوم منگواتا ہے اس گروہ نے مسلم مسیحی امن کونسل بھی بنا رکھی ہے مگر عملاً مسلم علمائے دین کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کی جاتی ہیں۔ اگر اعلی سطحی تحقیقات کرائی جائیں تو سنسنی خیز انکشافات سامنے آسکتے ہیں۔

حوالہ : روزنامہ نوائے وقت لاہور صفحہ نمبر 10 9 جون 1998

اکیس سوال لاجواب

مسیحی مذہب کی بنیادی کتاب انجیل یا بائبل اپنی اصلیت کھو چکی ہے اور موجودہ کتب جن پر مسیحیوں کا ایمان ہے ان میں بہت کچھ تحریف و تبدیلی ہو چکی ہے۔ اور اب بھی ہوتی رہتی ہے۔" یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے تمام دنیائے مسیحیت انکار نہیں کر سکتی۔

اس کیلئے مزید دلائل و براہان کی ضرورت ہے۔

پہلا سوال وہ جس کتاب کو کتاب مقدس خیال کرتے ہیں اور جسکو ہاتھ میں لے کر عدالتوں میں مسیحیوں سے حلف لیا جاتا ہے اور جس کے حوالے وہ اپنی تالیفات میں دیتے ہیں اور جسکے فقرات گرجوں کی دیواروں پر منقوش ہیں اور جن الفاظ میں دعائیں مانگتے یا گرجوں میں جن کو پیانو وغیرہ پر گایا جاتا ہے کیا وہ اصل الہامات ہیں جو خدا کی طرف سے بذریعہ وحی نبیوں پر نازل ہوئے تو شاید کوئی ایک مسیحی یا یہودی۔ خواہ وہ کتنا ہی ڈھیٹ ہو یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہی اصل بائبل ہے البتہ کوئی بھی شخص بہ آسانی یہ کہتا ہے اور شاید کہہ سکتا ہے کہ یہ کتب مقدسہ کا اردو' انگریزی' ہندی کسی اور زبان میں ترجمہ ہے۔ اصل نہیں ہے

دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا وہ اصل کتاب جس کیلئے تراجم جو آپ کتاب مقدس کا لقب دے رہے ہیں اس کی زبان کیا تھی ؟ عبرانی۔ یونانی۔ ارامی یا کوئی اور زبان یا کوئی زبان ہی نہ تھی

تیسرا سوال یہ ہے کہ آیا وہ ایک ہی کتاب تھی یا متعدد کتابیں تھیں۔ اور یہ تراجم ایک کتاب کے ہیں یا متعدد کتب مقدسہ کے ؟

چوتھا سوال یہ ہے کہ یہ تمام تراجم ایک ہی کتاب کے ہیں تو ان کے مضامین اور ترتیب میں اختلافات کیوں ہیں اور اگر مختلف کتابوں کے ہیں تو ان میں صحیح ترین کتاب کون سی ہے

پانچواں سوال یہ ہے کہ سینکڑوں زبانوں میں جو تراجم بائبل کے ہوئے ہیں ہر زبان کے مترجم نے اصل کتاب سے ترجمہ کیا ہے یا ترجمہ در ترجمہ کیا گیا ہے ؟

چھٹا سوال یہ ہے کہ اگر اب کسی غیر معروف یا علاقائی زبان میں کوئی ترجمہ کیا جائے تو اسکے لئے کون سا ترجمہ معتبر ہے جس کا ترجمہ صحیح مانا جائے۔

ساتواں سوال یہ ہے کہ آیا آپ کتاب مقدس کے کس زبان کے کس خاص ترجمہ کی سفارش فرمائیں گے جس کو آپ بھی مستند خیال فرماتے ہوں

آٹھواں سوال یہ ہے کہ آیا آپ کچھ ایسے تراجم کی نشان دہی فرماسکیں گے جن کو آپ غیر مستند یا مسیحی عقائد کے منافی تصور کرتے ہوں

نواں سوال یہ ہے کے آیا اناجیل اربعہ میں جن پر آپ کو ایمان ہے باہم اختلافات ہیں یا چاروں انجیلوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اگر چاروں کے مضامین یکساں ہیں تو چار کی کیا ضرورت ہے اور اگر باہم اختلافات ہیں تو آپ کس کو ترجیح دیں گے

دسواں سوال یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس اردو یا انگریزی کا ترجمہ اناجیل ہے یا ترجمہ بائبل ہے اور بحیثیت انسان مترہم سے کہیں غلطی کی ہو تو کیا آپ پسند کریں گے کہ وہ ترجمہ درست کیا جائے اور اگر مترجم کوئی ایسا فرشتہ خصلت انسان ہے کہ اس سے غلطی کا امکان نہیں ہے تو کیا اس دنیا کی سینکڑوں زبانیں بولنے والوں میں ہر شخص جس نے ترجمہ کیا اس صفت کا حامل ہے ؟ پھر یہ بھی فرمایئے کہ ترجمہ کی تصیح کے لئے کون سا نسخہ بائبل یا نسخہ انجیل پیش نظر رکھا جائے

گیارہوں سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شرارت یا حماقت سے کتاب مقدس کا ترجمہ غلط پیش کر تو اس کا موازنہ کس ترجمہ سے کیا جائے گا

بارہواں سوال سب سے زیادہ ضروری سوال ہے کہ ان اکیس سوالوں میں سے کس ایک سوال کو یا ان تمام سوالوں کو غیر ضروری یا صحت کیلئے بے مقصد تصور فرمائیں تو ان کے علاوہ کوئی اور سوال یا سوالات مرتب فرمائیں جن سے ہم اندازہ لگا سکیں کہ یہی وہ کتاب ہے جو کسی خاص مذہب یا جماعت کے عقاید کی بنا پر اپنی اصلیت پر باقی ہے

اس کے بعد کسی مذہبی کتاب کے تقدس یا الہامی ہونے کے بعض دلائل بھی ہیں۔ جن کا تعلق انسانیت کی تکمیل سے ہے لیکن اس کا وہ تحقیقی امور میں بعد میں آتا ہے یعنی ضروری ہے کہ وہ مقدس مذہبی کتاب بلندی اخلاق کی تمام اقدار کی حامل ہو اس میں ایک بات بھی ایسی نہ ہو جو انسان کو پستی کردار کے گڑھے میں ڈال دے

تیرہواں سوال کیا اناجیل میں کسی مقام پر یہ دعوی آیا ہے یہ خدا کی طرف سے آئی ہے

چودھواں سوال کیا حضرت یسوع مسیح پر ایک انجیل نازل ہوئی یا ایک سے زاید

پندرھواں سوال اگر ایک ہوئی تو موجودہ انجیلیں متی 'مرقس 'لوقا 'یوحنا اور برناس وغیرہ کس طرح وجود میں آئیں

سولھواں سوال کیا موجودہ تمام اناجیل اسی طرح خدا کی طرف سے نازل ہوئیں ؟ اگر ایسا ہے تو ان پر ان کے مصنیفن کے نام کیوں اور کب درج ہوئے اگر یہ اناجیل الہامی ہیں تو ان میں مندرجہ واقعات اور تعلیمات میں تضاد اور فرق کیوں ہے ؟

سترہواں سوال ان سب اناجیل میں مسیح کی زندگی 'ان کے شجرہ نسب اور ان کے وعظ و کلام کو ہی درج کیا ہے کیا ایسے حالات خدا کی طرف سے بذریعہ وحی نازل ہو سکتے ہیں ؟ متی اور لوقا میں حضرت مسیح کا سلسلہ نسب درج ہے متی میں ۲۸ اور لوقا میں ۴۳ نسلوں کا ذکر ہے دونوں میں ان کے مبینہ آباؤاجداد کے نام مختلف کیوں ہیں کون سا سلسلئہ نسب صیحح ہے ہیرودیس کی کہانی صرف متی میں ہے باقی انجیلوں میں نہیں وجہ کیا ہے اور کہانی سچ ہونیکی دلیل ہے ؟

اٹھارواں سوال کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مسیح کی زبان ارامی تھی اس زبان میں کوئی انجیل موجود ہے اگر ہے تو کہاں ہے ثبوت حوالہ پیش کیا جائے۔

انیسواں سوال بشپ بائبل کونسی تھی اسے کو شاہ جیمز وائی انگلستان نے کیوں تبدیل کر دیا۔

شاہ جیمز کا ترجمہ ۲۵۹ سال تک مستند مانا گیا شاہ جیمز کے ترجمہ میں دس ہزار غلطیاں نکلیں پھر ۱۸۸۴ میں نظر ثانی کر کے ایک اور بائبل منظر عام پر لائی گئی۔ ۱۹۰۱ء میں امریکہ والوں نے نئی بائبل کیوں بنائی پھر ۱۹۵۲ء میں اسے کیوں ترمیم کر دیا گیا۔ مختلف ممالک کی ان بائبلوں میں سے کونسی مستندے اور کیوں ہے

بیسواں سوال رومن کیتھولک کی بائبل میں ۷۲ اور پراٹسٹنٹ کی بائبل میں ۶۶ کتابیں ہیں ان دونوں میں درست کون سی ہے

اکیسواں سوال عہد نامی عتیق میں ۵۶ کتابیں تھیں موجودہ ایڈیشن میں ۳۹ ہیں ۱۷ کتابیں کہاں گئیں

سینٹ برناس کا بلند مقام

مقام افسوس ہے کہ پاکستان میں عیسائی حضرات آج کل مسیحی دنیا کی عظیم المرتبت ہستی سینٹ برناس کو مسخ کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں جبکہ بائبل کی مشہور کتاب اعمال کے تیرھویں باب کی پہلی سطر میں برناس کو رسول اور معلم کا خطاب دیا گیا ہے اسی کتاب کے چودھویں باب کی چودھویں سطر میں ان کو Apostle یعنی حواری کہا گیا اور اسی کتاب کے پندرویں باب کی پچیسویں سطر میں ان کو اور پولوس کو loloved یعنی عزیز کہا گیا انسائیکلوپیڈیا آف برنائیکا آپ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں شاندار خراج عقیدہ اس طرح پیش کرتی ہے کہ

ا۔ ان کا وعظ ولولہ انگیز اور روح پرور ہوتا تھا (اعمال ۳۱ / ۴،۸۲ / ۵)

۲۔ وہ نہایت فیاض طبع اور اعلی روحانی بصیرت کے مالک تھے (اعمال ۲۷ / ۹)

۳۔ وہ سچے مذہب کے مبلغ تھے (اعمال ۲۷ / ۱۱)

۴۔ ان کی بصیرت اور قابلیت اس درجہ عظیم الشان تھی کہ انہیں یروشلم کے چرچ نے انطاکیہ کے چرچ کا معائنہ کرنے اور اس کے متعلق رائے قائم کرنے کیلئے مقرر کیا۔ (اعمال ۲۲ / ۱۱)

۵۔ ان سے کئی کرامات بھی ظہور پذیر ہوئیں اس کے علاوہ ملاحظہ ہو کتاب اعمال

۳۵ / ۴،۲۷ / ۹۔۱۱ / ۲۲۔۲۵،۵۰۔۴۶۔۱۔۲ / ۱۳،۲۰۔۱۴۔۱۲۔۴ / ۱۴،۲۔۱۲ / ۵،۲۲۔۲۵ / ۱۵

ان تمام حوالہ جات سے عیسائی حضرات پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ سینٹ برناس کی ہستی رسولوں اور حواریوں کی نظر میں کتنی بلند و بالا تھی

کہ سینٹ برناس کس قدر سچائی سے کام لے کر رسول کریم ﷺ کی آمد کا اعلان کر رہے ہیں

ا۔ انجیل برناس کی فصیل نمبر ۱۶۳ میں جناب مسیح کے شاگرد دریافت کرتے ہیں۔ کہ اے معلم، وہ کون ہے جو عنقریب آئے گا؟

یسوع نے نہایت خوش دلی سے جواب دیا کہ "بے شک وہ محمد رسول ﷺ ہیں"

اسی طرح فصل نمبر ۲۲۰ میں الوہیت کی نفی کرتے ہوئے جناب مسیح فرماتے ہیں کہ یہ بدنامی اس وقت تک رہے گی جبکہ محمد الرسول اللہ ﷺ آئیں گے اور اس فریب کا پردہ چاک کریں گے۔

۳۔ فصل نمبر ۵۵ میں رسول ﷺ کے واقعہ معراج کی پوری تفصیل درج ہے

۴۔ فصل نمبر ۲۷ میں رسول اللہ ﷺ کی آمد کی نشانیاں اور صفات حمیدہ واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں۔

۵۔ اور فصل نمبر ۱۹۱ میں درج ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے لئے ہی کائنات کی ہر شے کو پیدا کیا گیا ہے۔

عیسائی عقیدہ

(ا) اناجیل متی اور لوقا بتلاتی ہیں کہ یسوع مسیح یوسف نجار کا بیٹا تھا چنانچہ متی باب 1 سطر 6 میں یسوع مسیح کا شجرہ نسب یوں ہے
"یسوع بن یوسف بن یعقوب" ....
اور یوقا باب ۲ سطر ۲۳ میں اسی طرح ہے
"یسوع بن یوسف بن عیلی ...."

ذرا غور کیجئے کہ مفروضہ باپ تو یوسف ہوا۔ دادا کون یعقوب یا عیلی؟
کیا یہ حضرت مسیح کی تعظیم ہے؟

(ب) انجیل متی میں مسیح کے شجرہ نسب میں چار عرتوں کے نام بھی شامل ہیں جو بائبل کی رو سے فاحشہ تھیں ان کے نام تمر۔ راہب۔ بت شبع۔ روت ہیں

یسوع مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا اور سولی پر انہوں نے جان دی (ہر چہار انجیل)
بائبل مقدس کا فیصلہ
"خدا ملعون ہے جسے پھانسی ملتی ہے
(استثنا ۲۱ : ۲۳)
پھر غور کیجئے عیسائیوں نے مسیح کی یہ عزت کی کہ انہیں بائبل کی رہ سے ملعون بنا دیا۔

(۳)(ا) دوسرے اور تیسرے پہر کے قریب انہوں نے بڑی آواز سے چلا کر کہا "ایلی ایلی لما شبقتنی)
اے میرے خدا اے مرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔" (متی ۲۶۔۲۷

اسلامی عقیدہ

(ا) حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالی کے ایک حکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے
"بے شک مسیح ابن مریم اللہ کے رسول اور اس کے ایک کلمہ (کی پیدائش) ہیں جس کو اللہ تعالی نے مریم تک پہنچایا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے ایک جان ہیں۔"
(قرآن کریم ۔ سورۃ النساء)
ان کا کوئی شجرہ نسب ہی نہیں وہ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اس لئے ان عورتوں کو کسی قسم کا تعلق یا رشتہ ان کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا

فی الواقعہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا۔ اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ بلکہ معاملہ ان کیلئے مشتبہ کر دیا گیا............
انہوں نے مسیح کو یقین کے ساتھ قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا اللہ بڑا زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔"
(النساء ۱۵۶)

ب) اس پر پیلاطیس نے یسوع کو کوڑے لگوائے اور سپاہیوں نے کانٹوں کا تاج پہنا کر اس کے سر پر رکھا اور اسے ارغوانی پوشاک پہنائی (یوحنا۱۹)
اور اس کے طمانچے بھی مارے (یوحنا۲۵'۲۷۲)

ج) "اور اس پر تھوکا اور وہی سر کنڈے لے کر اس کے سر پر مانے لگے اور جب اس کا ٹھٹھا کر چکے تو چوغہ کو اس پر سے اتار کر اور اسے مصلوب کرنے لے گئے۔ (متی ۲۷۔۳۱)

د) مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا۔ لعنتی ہے۔ "گلیتون ۱۲۰ / ۳

۳) ایک سپاہی نے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون نکلا (یوحنا۱۶ : ۳۴)

توخدا کا بیٹا ہے تو صلیب سے اتر آ"۔ (متی ۲۷'۴۳)

ان بیانات کو پڑھیے پھر بتلایئے کہ آیا یہ بیانات حضرت مسیح کیلئے باعث عزت ہیں یا باعث ذلت ہیں

انجیل کی رو سے حضرت کے بارہ چہیتے شاگرد تھے جنہیں انہوں نے جنت میں تخت عطا کرنیکا وعدہ کیا تھا۔ لیکن مصیبت کے وقت ان میں ایک نے انہیں گرفتار کروادیا دس ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے اور سب سے بڑے شاگرد پطرس نے تین بار لعنت بھیج کر کہا کہ میں اسے نہیں جانتا (مرقس باب ۱۴)

بر خلاف ازیں مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یہ تمام باتیں اور شجرہ وغیرہ جو حضرت مسیح سے منسوب ہیں ان پر اتہام ہے وہ اللہ تعالے کے عظیم نبی تھے کوئی طاقت ان کی نہ بے عزتی کر سکتی تھی۔ نہ انہیں سولی پر چڑھا سکتی تھی

پھر کفر میں اتنے بڑھے کہ مریم پر سخت بہتان باندھا اور خود کہا ہم نے مسیح عیسی بن مریم کو قتل کیا حالانکہ فی الواقع انہوں نے اس کو قتل کیا نہ اسے صلیب چڑھایا۔ بلکہ معاملہ ان کیلئے مشتبہ کر دیا گیا انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا"
القرآن (سورة النساء آیت ١٥٦)
اندازہ لگایئے کہ مسلمان کس طرح حضرت مسیح کی خدا کے حکم کے مطابق تعظیم و تکریم اور عزت و آبرو کرتے ہیں۔

۵) اس کے بر عکس قران کریم کی رو سے شاگرد حضرت مسیح کے حامی اور اطاعت گزار تھے جیسا کہ سورہَ صف میں ہے کہ جب مسیح نے اعلان کیا کہ من انصاری الی اللہ تو حواریوں نے جواب دیا
نحن انصار اللہ
ہم اللہ کے مددگار ہیں۔

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت نانگا پیر صاحب زیب سجادہ نشین آستانہ عالیہ چھور شریف ہری پور صوبہ سرحد۔

زیر نظر کتاب لاجواب : تحفہ عیسائیت : اپنی مثال آپ ہے : حضرت رضوی صاحب قبلہ نے ملت اسلامیہ کیلئے نئے انداز میں یعنی سوال۔ جواب کی شکل میں ایسے ایسے مسائل حل کر دیئے کہ کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہی۔ ویسے حضرت علامہ عبدالشکور رضوی لاہوری میدان خطابت میں ان شہسواروں میں ہیں کہ جن کے بیان میں سوزو گداز ہوتا ہے اور سامعین پر قرآن پاک و حدیث مبارک کے اثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں گاؤں دڑنیاں ہزارہ میں میری صدارت میں جلسہ عام تھا رضوی صاحب مسحور کن آواز سے قرآن پاک سے سورۃ مریم کی تلاوت اور تشریح کر رہے تھے کہ اسی گاؤں کے عیسائی خاندان کے پندرہ افراد مرد و عورتیں اسی جلسہ عام کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے نو مسلموں نے مسلمان ہونے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ علامہ عبدالشکور رضوی لاہوری نے جس انداز سے حضرت یسوع مسیح اور سیدہ مریم کا شان بیان کی آج تک ہمارے کسی پوپ پادری نے بھی نہیں بتائی اور آج جب شان سنی ہے تو ضمیر نے فیصلہ دیا کہ ایک مسلمان نے قرآن مجید سے اتنا اچھا بیان سنا دیا ہے تو ان مسلمانوں کے نبی رسول ﷺ کا کتنا اعلی مقام ہو گا ویسے رضوی صاحب کی آواز اور زبان کی شیرینی نے سونے پہ سہاگے والا کام کر دکھایا ہے۔ اسی مجلس میں یہ انکشاف بھی ہوا کہ ان نو مسلموں کے علاوہ چار سو بائیس عیسائیوں کو علامہ رضوی لاہوری صاحب تقریر و تحریر کے ذریعہ مشرف بااسلام کر چکے ہیں آپکی یہ کتاب عام آدمی سے لے کر اعلی تعلیم یافتہ حضرات تک بہترین راہنمائی کرتی ہے۔ اللہ کریم نے اپنی مخلوق میں کتنے اچھے آدمی پیدا کیے ہیں بالخصوص اس دور میں۔ اپنی زندگی کو اسلام کی خدمت کیلئے وقف کر رکھا ہے۔ اسکی زندہ مثال کے حضرت فاتح عیسائیت پیر عبدالشکور رضوی لاہوری ہیں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر غیر مسلموں کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین ثم آمین

احقر

نانگا پیر قادری

سجادہ نشین دربار عالیہ چھور شریف ہری پور صوبہ سرحد

تقریظ

از مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب

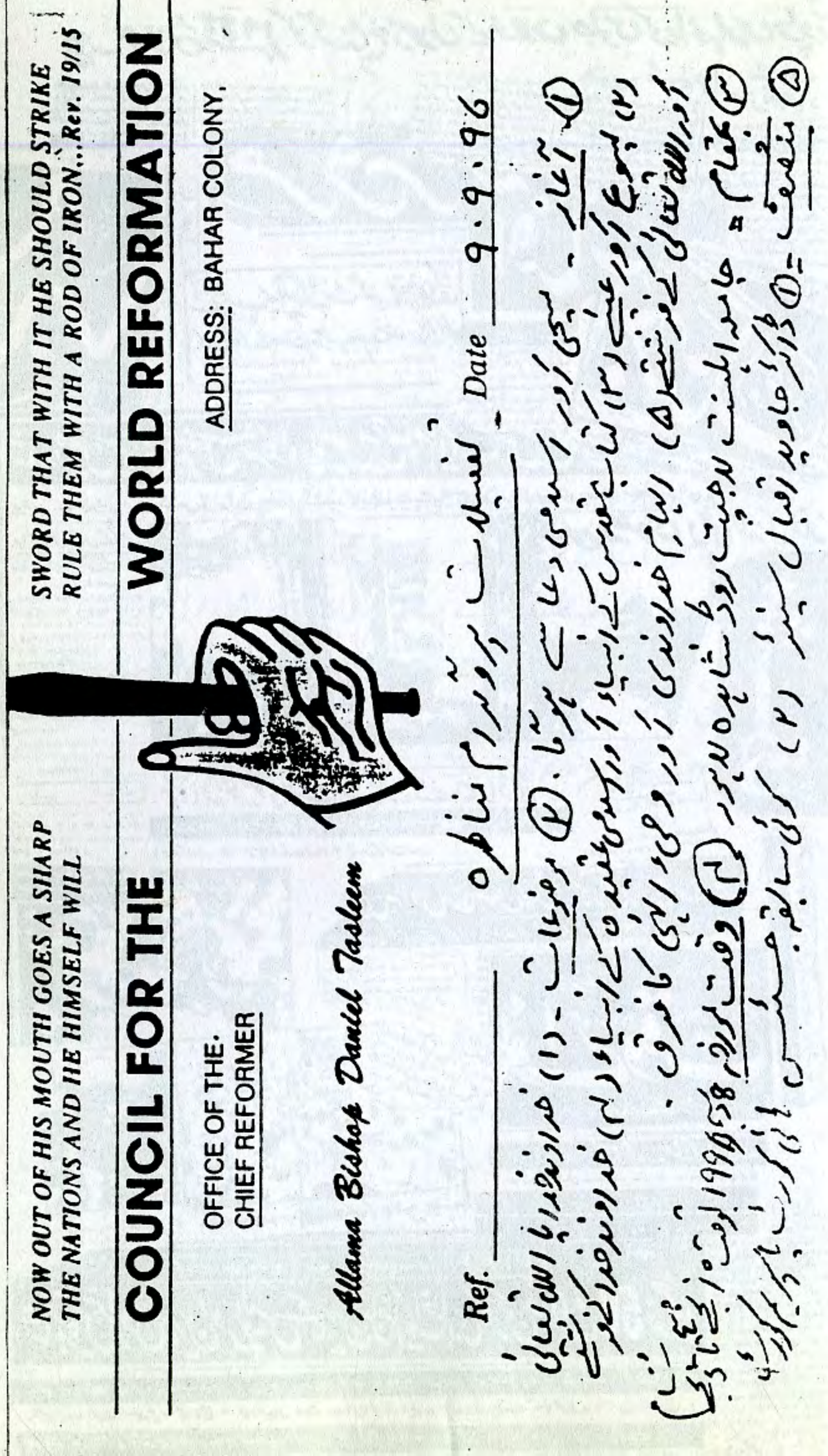
تحفہ عیسائیت کتاب کا مختلف مقامات سے مطالعہ کیا تثلیث وصلیب کا رد کرنے میں علامہ رضوی لاہوری نے دلکش اور لاجواب انداز اپنا کر نصاریٰ کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔ قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ سابقہ کتب سے اسلام کی حقانیت ثابت کر دکھائی اناجیل میں تحریف قطع وبرید کے سلسلہ میں دلائل کا پہاڑ کھڑا کر دکھایا ہے۔

بالخصوص کتاب کے آخری صفحات انگریزی میں ترجمہ کر کے مغربی یورپی غیر مسلم ممالک کیلئے دعوت اسلام میں مزید نکھار پیدا کر دیا ہے۔

علامہ رضوی لاہوری نے عیسائیوں کے عقیدہ کے متعلق لکھ کر ثابت کر دیا ہے۔

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

محمد عبدالستار خان نیازی



NOW OUT OF HIS MOUTH GOES A SHARP SWORD THAT WITH IT HE SHOULD STRIKE THE NATIONS AND HE HIMSELF WILL RULE THEM WITH A ROD OF IRON...Rev. 19/15

COUNCIL FOR THE WORLD REFORMATION

OFFICE OF THE CHIEF REFORMER

ADDRESS: BAHAR COLONY,

Allama Bishop Daniel Tasleem

Ref. Date 9.9.96

عیسائیوں اور یہودیوں کا آپس میں برتاؤ

کسی عیسائی عورت سے یہودی شادی کر سکتا ہے ؟

کسی عیسائی کے خلاف کوئی یہودی گواہی دے سکتا ہے ؟

انجیل کی ترجمہ شدہ کتاب پر ہاتھ رکھ کر کوئی یہودی قسم اٹھا سکتا ہے ؟

انگلینڈ میں یہودی مذہب کی عبادت گاہ ہیکل تعمیر ہو سکتی ہے ؟

مسلمانوں یا عیسائیوں کے کسی محکمہ میں کوئی یہودن بیوہ عورت کام کر سکتی ہے ؟

اگر ان مندرجہ بالا تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہی ہے۔

تو اھل کتاب اھل کتاب کا وظیفہ کر کے اپنا کام نکالنے مسلمان والے بتاتے ہیں کہ عیسائی اور یہودی آپس میں اھل کتاب ایک دوسرے کو کیوں نہیں مانتے اور رشتہ داری کیوں نہیں کرتے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے نزدیک اگر یہودی اہل کتاب ہوتے تو وہ یہودیت ترک کر کے عیسائی ہو جاتے بالکل اسی اصول کے تحت مسلمانوں کے نزدیک اگر موجودہ عیسائی اہل کتاب میں شمار ہوتے تو عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیتے جیسا کہ بے شمار عیسائی اسلام قبول کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔

مشرک کسے کہتے ہیں۔

کیا مشرکوں کی مکمل علامات عیسائیوں میں نہیں مثلاً

۱۔ مورتی مریم کی پوجا گرجوں میں۔

۲۔ ایک خدا کی بجائے (تین) تثلیث کا قائل ہونا۔

۳۔ باپ بیٹا کا رشتہ خدا میں ثابت کرنا

ثابت ہوا کہ عیسائی مشرک ہیں ان کا اصل اھل کتاب عیسائیوں سے دور کا تعلق نہیں لہٰذا ان عیسائیوں کے استعمال شدہ برتنوں میں کھانا پینا ناجائز ہے مسلمانوں کو ولا تنکحو المشرکین حتی یومنو (قرآن مجید) س ۲ ع ۱۱ ولا تنکحو المشرکت حتی یومن (قرآن مجید) س ۲ ع ۱۱ پہ عمل کرنا چاہیے۔

۳- جولائی ۱۹۸۹ء گستاخِ رسول کے خلاف جلوس کی اخباری رپورٹیں



مندرجہ ذیل نسب نامہ اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ اصل انجیل عیسائیوں کے پاس نہیں ہے

یسوع کا نسب نامہ

متی کے مطابق				انجیل لوا کے مطابق			
۱۔	ابراہام	۲۳	آخز	۱۔	آدم	۲۳	یعقوب
۲۔	اضحاق	۲۴	جزقیاہ	۲۔	سیت	۲۴	یہوداہ
۳۔	یعقوب	۲۵	نمسی	۳۔	انوس	۲۵۔	فارص
۴۔	یہوداہ	۲۶	امون	۴۔	قینان	۲۶۔	حصرون
۵۔	فارص	۲۷	یوسیاہ	۵۔	مہللایل	۲۷۔	ارنی
۶۔	حصرون	۲۸	یکونیاہ	۶۔	یارو	۲۸۔	عینداب
۷۔	رام		بابل کی جانب جلاوطنی	۷۔	حنوک	۲۹	نحسون
۸۔	عینداب	۲۹	سیالتی ایل	۸۔	متوسلح	۳۰	سلمون
۹۔	نحسون	۳۰	زربابل	۹۔	ملک	۳۱	بوغر
۱۰	سلمون	۳۱	ابیہود	۱۰۔	نوح	۳۲۔	عوبید
۱۱۔	بوغر	۳۲	الیاقیم	۱۱۔	سم	۳۳	یسی
۱۲۔	عوبید	۳۳	عازور	۱۲۔	ارفکسد	۳۴	داؤد
۱۳۔	یسی	۳۴	صدوق	۱۳۔	قینان	۳۵	ناتن
۱۴۔	داؤد	۳۸	اخیم	۱۴۔	سلح	۳۶	متنا
۱۵۔	سلیمان	۳۶	الیہود	۱۵۔	عبر	۳۷	مناہ
۱۶۔	رحبعام	۳۷	الیعزر	۱۶۔	فلج	۳۸	ملے آہ
۱۷۔	ابیاہ	۳۸	متان	۱۷۔	رخو	۳۹	الیاقیم
۱۸۔	آسا	۳۹	یعقوب	۱۸۔	سروج	۴۰	یونان
۱۹۔	یہوسفط	۴۰	یوسف	۱۹	نخور	۴۱	یوسف
۲۰۔	یورام	۴۱۔	یسوع مسیح	۲۰	تارہ	۴۲	یہوداہ
۲۱۔	عزیاہ			۲۱	ابرہام	۴۳	شمعون
۲۲	یوتام			۲۲۔	اضحاق	۴۴۔	لادی

متی کے مطابق

انجیل لوا کے مطابق			
۴۵	متات	۷۰	نیا
۴۶	یوریم	۷۱	ملکی
۴۷	الیعزر	۷۲	لادی
۴۸	یسوع	۷۳	منات
۴۹	عیر	۷۴	عیلی
۵۰	المودام	۷۵	یوسف
۵۱	قوسام	۷۶	یسوع (مسیح)
۵۲	اوی		
۵۳	ملکی		
۵۴	نیری		
۵۵	سالتی ایل		
۵۶	زربابل		
۵۷	ریسا		
۵۸	یوحنا		
۵۹	یوداہ		
۶۰	یوسخ		
۶۱	شمعی		
۶۲	تیتیاہ		
۶۳	ماعت		
۶۴	نوگہ		
۶۵	املیاہ		
۶۶	ماحوم		
۶۷	عاموس		
۶۸	تیتیاہ		
۶۹	یوسف		

INVITATION TO DELIVERANCE

Bismillah Ar-Rehman-Ir-Rahim !

In the name of "Allah", the most beneficent, I, Abdul Shakoor Rizvi Lahori, invite the Christian community to embrace the folds of the Islam most comprehensive code of life and the surest way to success in this world and the life hereafter. Let us march together on the path shown to us by Hzarat Muhammad (PBUH), the last prophet of God, as indicated by Jesus Christ himself.

For any further information and quarries please do not hesitate to contact the undersigned.

ABDUL SHAKOOR RIZVI LAHORI
DAR-UL-ALOOM JAMIA AHLE SUNNAT,
LAJPAT ROAD, SHAHDARAH,
LAHORE - PAKISTAN.

بشارت برائے مسلمین

بشارت ہوکہ نور حق نمایاں ہونے ولا ہے
عرب کی طرح یورپ مسلمان ہونے والا ہے
دبی تھی سینۂ مسلم میں چنگاری شہادت کی
یہ خوابدہ شرارہ شعلہ افشاں ہونے والا ہے
شہید کر بلا تھے پوری دنیا میں تبلیغ کے خواہاں
بشارت ہو کہ اب پورا وہ ارمان ہونیوالا ہے
شرک گھروں کے اوپر صلیب اند مورتیاں سیدہ مریم کی
حضرت صلاح الدین ایوبی پھر نمایاں ہونے والا ہے
عبدالشکور رضوی نے ہے دی اذان روح بلالی سے
ظلمات نصاریٰ میں اب سویرا ہونے والا ہے

☆

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

It is a miracle of Islam and Quran that around the world there are countless `hafizs' or the preservers of this holybook. If a `hafiz' racites Quran erroneously, the hearers will stop him all at once. Our challange still persists that no holy book of any religion other than Islam has the honour of having its `hafiz'. Especially there is no hafiz of the Bible, Tora and the old Testament. The reason is simple that the Bible is not in its original text and form. The Holy Quran was revealed other and among you, whosever will develop friendship wih them, undoubtedly falls among them."

Somewhre else, it is written,

A Puzzle to Ponder over:

(1) Necktie around the neck was invented by?? or who invented the fashion of necktie?

(2) Who is reminded by the shaving of one's beard? who introduced shaving of one's beard?

(3) Trimming of hair is English style?

(4) What religion permits hair cut of women, wearing trousers by women and such dresses which provoke sexual emotions of men, free intermixing of men and women etc?

(5) What religious faith allows clapping and shouting in order to laud some one?

(6) Eating while standing and also during walking, Free conversation between women and men without veil, merry - making and hand - shaking, what type of social practices are these and

which religion does not feel ill at these irrational and immoral doings.

کتاب لاجواب : تحفہ عیسائیت (حصہ سوئم) آج گیارہ رجب المرجب شریف ۱۴۲۰ھ بمطابق 21- اکتوبر 1999ء بروز جمعرات جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے صحن میں چلہ گاہ حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے کے سامنے صبح آٹھ بجے مکمل ہوئی بعد میں شکرانے کے نوافل ادا کیے اور دعا مانگی۔

ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب

تمنا ہے کہ دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
الٰہی تیرے فضل سے خدمت اسلام کر جاؤں

صلی اللہ تعالٰی علٰی خاتم النبین سیدنا و مولانا محمد و علٰی الہ و اصحابہ اجمعین

محمد عبدالشکور رضوی لاہوری

It is nothing but truth that during his babyhood, moon will bull him to sleep and as he will grow up, moon would be held by him in his hands.

Ref : Bible
Chapter No : 72

When the above - quoted statements from the Holy Bible were read out to him, he was astonished and spoke ."oh Mr! what are you talking about? Barnabas is the most respectable disciple of Christ. He is introduced vide Verse No 22 to 39 in Book" The Acts chapter 12 Verse 25, chapter 13 Verse 1, 2 and 7. All gospels or new Testament is full of Barnab's truth and its confirmation. You have shown me the true light, removing me out of darkness. I also informed him that if Islam and Christian faith are studied without prejudice, the justice - loving person would embrace Islam certainly. Fathers and priests have put sealed locks on the minds of common Christians. For example, we should note that Christians do not circumcise.

Bible says, "Christ replied. It is solid truth that (9) even a dog is better than a person who is not circumcised.

Ref : Bible
Chapter : 22

"This is my covenant, which ye (you) shall keep, between me and you and they seed after thee (you). Every man's child among you, shall be circumcised."

Ref. Bible Genesis
Chapter 17 Verse 10

The same day, they were circumcised by the command of lord (God) and when his son Ismael was circumcised, he was Thirteen. Abraham and his son were circumcised on the same day.

Ref : Bible Genesis
Verses 23 to 27

But those foolish and imprudent fathers, popes and priests would face wrath of God who adulterated that holy scripture wih Jewish stuff and disfigured its original contents. The current Bible has played havoc and has destroyed or tarnished the holy image of all the holy Prophets. How can such a book claim to have been revealed through divine agencies, if there is such a heap of obscene data regarding the lives and character of Prophets and saints. Scandalous literature is always far from holiness.

So it is a settled opinion that the contemporary Christians are not the people of holy book but are infidels who have altered and modified their saced document. The character of American and British people proves that are staunch enemaies of the Muslims. America is wiping out Muslim faith and community in the guise of alliance and friendship. Poor simple Muslmims only are beguiled by the white skins of Europeans but the latter are their blood thirsty enemies out and out. (10) Hearing all this, Joseph and his companions uttered [illegible] spontaneously and embraced Islam.

Challange :

Christ. Instead it. is a book of blasphemies reading which we turn our from God and Prophets.

Disgrace of Prophets :

Thus Emmanuel (Christ) said to them, "I speak the truth that I am the door of sheep. All those who preceeded me (came before) all are robbers and dacoits so the sheep (followers) did not pay heeds to them. I am the door and whoso ever enters through me, will be delivered."

Ref John's Gospel :
Chapter 10 Verses 7 to 9 & 10

Disputation

I happened to pay a visit to Joseph, a lawyer in his chamber with one of my friends. We came to friendly terms and he came to see me at Shahdara three or you times to see me. He gave me few books on Christianity and then he came to me with his two companions in a mood of debating argumentation. After a long controversial discussion of four hours, I asked him about the following statements of Barnabas;

(a) "But after me the head leader of all Prophets and holy men will come and will explain all the secrets and secret talk of the Prophets. He will throw light on suchthings as he is the messenger/Prophet of God."

Ref :

Chapter "Affliction of the Servants of God."

(b) Blessed be the name of God, who created the champion leader of all Prophets and holymen

before the whole creation so that he may be sent for the delieverance of the world.

Ref. The Bible
Chapter : First Sermon of Christ

(c) On this, Adam put a glance at the gate, where was written, "God is one and Mohammad (P.B.U.H) is His Prophet."

Ref : The Bible
Chapter Expulsion of Adam from Pparadise.

"Adam made supplication to (entreated) God, put this writing on (8) the nails of my hand thumbs and God did so. On the right thumb was written, "God is one" and on the left it was clearly written that Muhammad (P.B.U.H) is Prophet of God. So the first man kissed these words with parental or fatherly affection, rubbed his eyes and congratulated the last Prophet far longer in advance."

Ref : Bible
Chapter : Fall of Adam."

"Then Andreas ( ) said, "oh Master! show us some sign so that we may come to know it. Christ answered, "He will come in your age but after some years after you, when my Bible would be abandoned (cancelled). So much so that hardly 30 honest men will be there on earth to live. Then God will show mercy and send such a Prophet on whose head will prevail a while cloud, by which he will be recognised as to be the most exalted man of God.

ancesstor of Dand, Suleman and Christ and Tamar is the grandmother of the Hsraelite Prophets and Christ and in Deutronomy is written (2 - 23). "a bastard child should not step into God's kingdom up to tenth generation.

Ref. Genesis :
Chapter 38. Verse 12 to 30

Comments : Such obscene and degrading remarks are contained in the holy Bible regarding the progeny of Jacob and sacred personality of Lot, prove the Christian purpose which is simply to overshadow or defame the glory or sacredness of Israelite Prophets and to keep them away from God's kingdom.

Reference Deuteronomy :
Chap Verse 2 - 23

Even Christ not Spared :

That who is hanged or put on cross, is condemend (God forbid).

Ref Deufronomy :
Chapter Verse 21 - 23

Christian Revealed Law is also Condemned :

Messiah who earned condemation for us, he delieved us from the curse of Revealed Christian law because it is written that who was put on cross, is condemned.

Ref Galatians :
Chap 3 Verse 13

Commentary : The Christian belief, on the one place, claims Christ as son of God and in the same tune he is called 'damned' and his Revealed law is also called

damned. It means that Christians have been promised rather given full liberty in both the worlds. Their purpose is to get rid of all commandments of Christian Revealed law supposing responsible of all sins and misdeeds of his followers. What a astonishing treachery of these "pundits" or Popes that the believers of their religion are thought to go scot free. They will not have to suffer any accountability in both the worlds only at the behalf of christ who is made scapegoat. It is evident that only he will have to pay the price of all the sins and ill-deeds of his followers. Only and only Christ is answerable to his father God for the sins of all Christians on the doomsday.

Defacing Hazrat David's Dignity :

On one evening, David rising from his sleeping couch, began strolling on the roof of the palace, where he caught sight of a bathing woman. She was exceptionally beautiful. He inquired about her from some people. Some one told that she was Bath-sheba. the daughter of Eliam, The wife of U-riah the Hillite. And David sent messengers and took her and lay with her, where upon. she was purified from uncleanliness. Then she returned to her house. Afterward she conceived and told David, "I am with child.

Ref. II Samuel 11
Verses 2 - 5

Critical Remarks:

This incident of David clearly establishes the fact that the present Bible is not that which was revealed to

Readers should judge themselves upon an exhaustive study of the Bible of present times, how can such a book can he called heavenly, which can not be offered to our sisters, mothers or wives for study because it contains highly obnoxious or shameful or objectional stuff. Readers are requested to stand by truth and truth only because no Pope or priest will come forward to deliver us from God's wrath, only righteous virtue would rescue us on the Day of the last Jjudgement. One must live and die for the sake of truth only, for it is our Saviour in here and here after.

Rudeness to God :

(a) "God felt remorse and melancholy after creating man."

Ref. Creation :

"Genesis" chapter 6 Verse 6.

(b) As God's jolly is more sagacious than Man's sagacity or wisdom."

Ref Corinthians :

Chapter I Verse 25.

Commentary : God forbid, what a rude piece of opinion about God, such religion should be avoided for ever.

Regarding God's Prophets :

Comitted adultery (foricated) with his daughters Lot (Prophet of Sodom) went up a mountain with a view to live leaving Zoar behind, because living at his native place became/appeared/seemed dreadful to him. He and his daughters began to live in the same cave. Then the first born (eldest) father proposed to the younger one to cp-habit with their by making him drunk, in order to

retain their race, as there was no other male on earth and their father being old. So the eldest did as she had planned. The old drunk father did not recognise her at her entry or exit. The other day the younger one performed sexual act with her father in the same style. Lot's both daughters became pregnant by their own father, the elder begot one son name Moab, he fathered Moabites, a race or nation that exists, still, the younger also gave birth to a son called Ben-ammi who became the father of Banni Amoon, a tribe that also does exist even today.

Ref. Genesis

Chapter 19 Verse t 30 to 38

Adultery with Real Mother :

It happened so that while living in Israel, Robin committed adultery (act of darkness) with his father's wife and people of Israel came to know about it because "You got over to your father's bed and desecrated it (Ref. Genesis Father verse 22 chapter 49 Verse 4.) "Benjamin the son of Hazrat Jacob (P.B.U.H) is the tearing wolf. He will eat up his prey and distribute plundered booty in the evening.

Ref. Genesis :

Father chap 49 Verse 27.

Fornication With Daughter - in -Law :

Jacob's son Judah fornicated Tamar, his daughter-in-law resulting in the birth of twins, one called Pharez and the other was named Zarah and it is written in Mathew (   ) 1 : 3 to 16 that pharez is the

مبلغ اسلام فاتح عیسائیت پیر طریقت علامہ

عبد الشکور رضوی لاہوری

کی دیگر کتب

☆

(۱) فضائل و مسائل رمضان المبارک (۲) فضائل و مسائل اذان و تکبیر
(۳) مسائل و فضائل مسجد و قرآن مجید (۴) تبلیغی جماعت
رائیونڈ والی سے چند سوالات (۵) نشان اسلام (۶)
عیسائیوں کو دعوت اسلام اور پادریوں سے چند سوالات (۷)
اعلان حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۸) تحفہ عیسائیت (حصہ اول)

☆-----☆

حضرت پیر صاحب کی تقریری کیسٹیں

مشہور زمانہ کیسٹ (اعلان عیسیٰ علیہ السلام) کے علاوہ

ساٹھ مختلف موضوع پر کیسٹیں موجود ہیں

Allah, the Great sent a whole lot of Prophets and messageers into them world with the intention to instruct people and masses. They were to tell the people that God is one, He is single entity, has no relative or lineage,. He is the son of nor has any progeny (has no ancesstors or descendants).

All God's prophets broadcasted/propagated God's command and statded Prophet Mmohammad's (P.B.U.H) glory. Through Old Testament, The Psalms of David and the Bible (heavenly scriptures), the Prophet glorified the last Prophet i.e Mohammad before their nations respectively.

At present we are talking about Christian faith for the enlightenment of the general readers.

Our main object is plain. A common follower of Christ does not know what priests, fathers or the popes preach and what was implied and written in the Bible and that the present Bible does not contain the original or pure text. The Christian religious leader have modified and distorted the word of God though their councils to and incredible extent.

The truth of the matter is that the current Christian religious or faith is far from that one which was introduced by lady Prophet Mariam (P.B.U.H), but the real text and code of Christianity was taken into possession by polis, jew through a conspiracy. He was in fact an enemy of Christ in the guise of a friend By hypocrisy and double-facedness, polis amended or defaced the entire Christian theology and teaching and he also altered the Bible giving place to many cock and bull stories, indecent remarks and illogical material.

TUHFA -E-
EISAEAT

AS
FATEH EISAEAT
ALAMA PIR ABDUL SHAKOOR RIZVI
LAHORI

ADDRESS: JAMIA AHLE SUNAT
LAJPAT ROAD, SHAHDARA LAHORE.
PAKISTAN